

UNIVERSAL  
LIBRARY

OU\_232028

UNIVERSAL  
LIBRARY



OUP—881—5-8-74—15,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۱۹۱۵۵۱۲۱ Accession No. A611

Author

صمد الدین ابوالفتح میر محمد حسینی سیو دراز

Title

دیوان انیس العشاق

This book should be returned on or before the date last marked below.

---



ان من البيان سحر وان من الشعر حكمة

# دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفين امام الکاملین ولی الاکبر الصادق  
مخدوم بندہ نواز حضرت

صدرالدين ابوالفتح سيد محمد حسيني گیسو دراز پستی

قدس سره العزیز  
المستقیم

# انیس العشاق

بلسله مطبوعات کتب خانہ رضتین گلبرگہ سرینا

به انتظام و توجہ خاص جناب معالی القاب لواء غوثیہ یار جنابک بہادر رام قباہم  
و یہ تصحیح و بہا ہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام لے سی ای

ناظم (وظیفہ یاب) سرزنشہ تعمیرات سرکار عالی  
در عہد آفرین برقی پریس (حیدرآباد دکن) طبع شد

شوال المکرم ۱۳۶۱ھ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی خلق الانسان وعلّمه البیان والصلوة السّلام  
 علی سیدنا محمد رسولہ النبی الامی الذی انزل علیہ القرآن ویوتی  
 جوامع الکلم والایات والبرهان وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ  
 الہادیین المہدیین فی کل وقت وان۔

سلسلہ علیہ چشتیہ میں حضرت سلطان العاشقین المقربین سید محمد حسینی گیسو دراز قدس  
 اللہ سرہ العیزر سے پہلے یعنی حضرت عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت  
 مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی بزرگ نے تصنیف و تالیف کی جاتا  
 توجہ نہیں کی اور کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ  
 حضرت چراغ دہلی کے مریدوں اور خلفائے شروع کیا جنہیں مقدم حضرت مخدوم  
 سید محمد حسینی گیسو دراز میں جنہوں نے چھوٹی بڑی کتابیں کثرت تصنیف و تالیف  
 کیں اور یائے کبار کوئی کام بغیر اشارت و حکم غیبی نہیں کیا کرتے حضرت مخدوم کی تصنیف  
 و تالیف کا کام بھی اسی قبیل کا تھا چنانچہ خود فرماتے ہیں: ”ہر کس کہ دران حضرت سلوک  
 کہ دہچیزے مخصوص شد ما سخن مخصوص صمیم خداے ماراد ولت بیان اسرار غویش واد  
 ہر چیز می خواہم کہ نظر من از سخن ساقط شود نشد“۔ اسرار الاسرار کے دیباچہ میں فرماتے  
 ہیں: ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّخْيٌ يُوحَىٰ نعت محمد رسول اللہ است

ہر کہ اتباع او کنت و اتہما مش در سنت او بود و رفتن بر طریقہ او باشد از جوامع الکلم و لمعۃ از گفتار او کہ نور الہدیٰ است و بیان سر القرب و الدنیٰ است نصیبہ گیر و دکن میں عام طور پر زبان زد ہے کہ حضرت مخدوم کی تصنیف و تالیف کی تعداد اون کی عمر کے سنین کے مطابق ایک سو پانچ ہے۔ و اللہ اعلم لوگوں کا یہ خیال کس حد تک صحیح ہے انکے مرید اور سوانح نگار حضرت محمد سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی میں جس کو حضرت مخدوم کے حالات میں تصنیف کیا ہے انکی اکتیس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ ان میں بعض اہم کتابیں مثلاً تفسیر۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تعرف شرح عربی آداب المریدین۔ شرح عزنی فقہ الکبراب بالکل مفقود ہیں انڈیہ کو علم ہے کہ ان بے بہا کتابوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی نسخہ اب دنیا میں موجود ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے اونکی تلاش میں ہوں مگر اونکا کہیں پتہ نہیں ملا اون کی تصانیف میں جو کتابیں اب موجود ہیں انکے نسخے بھی معدودے چہند ہی باقی رہ گئے ہیں۔

حضرت مخدوم کی تصانیف کی اہمیت اور ان میں سے بہتوں کے بالکل مفقود ہو جانے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال ہوئے مجھے خیال آیا کہ جو کتابیں تہذیب زمانہ سے اب تک بچ گئی ہیں اگر وہ فراہم کی جائیں اور بتدیج طبع کرادی جائیں تو تلف اور مفقود ہونے سے بچ جائیں گی ورنہ بہت جلد وہ بھی ناپید ہو جائیں گی۔ اس زمانہ میں فارسی زبان کی کساد بازاری ہے اور اس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے اور انکی جانب توجہ کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں اس کے علاوہ مقصوف جو مکارم اخلاق سکھانے والا اور سنت نبوی اور عبادت خالصاً مخلصاً لوجہ اللہ اور محبت و عرفان الہی کے متعلق کلام پاک اور حدیث نبوی کی تفسیر اور شرح کرنے والا علم سے لوگوں کو اس کی جانب سے عموماً صرف ذہول ہی نہیں

بلکہ یا جو قطعی ناواقفیت اور بے بہرہ گی کے اس سے انکار اور دشمنی پیدا ہو گئی ہو  
ان اسباب کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم کی کتابوں کی رچو بیشر  
فارسی زبان اور چند عربی میں ہیں (فراہمی تصیح اور طباعت میں محنت مشاقہ  
اور مصارف کثیرہ برداشت کرنے سے حاصل کیا ہو گا۔ بجائے خود اعتراض  
بالکل واجبی تھا مگر ہمارے پیش نظر یہ خیال تھا کہ حضرت مخدوم کی بے بہا تصنیفوں کو  
جو دہتر زمانہ سے اب تک خال خال بچی ہوئی ہیں آئندہ مفقود ہونے سے بچانے  
کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ طبع کرادی جائیں۔ اس کے علاوہ اگر ان میں سے  
کسی ایک کو ایک شخص نے بھی مطالعہ کیا اور اس سے اس کے دل میں داعیہ حق و  
اتباع سنت نبوی کا شوق و ولولہ پیدا ہو جائے تو ہمارا مدعا پورا ہو جائے گا۔ میں نے  
اپنا خیال چند ذی علم صوفی مشرب دوستوں کے سامنے پیش کیا۔ ان سب بزرگوں  
نے تائید کی۔ چنانچہ میرے ذی علم متقی صوفی مشرب دوست مولانا معشوق حسین صاحب  
صاحب قادری المناطبت نواب معشوق یار جنگ بہادر کی رچاؤس وقت  
ضلع گلبرگہ شریف کے اول تعلقدار یعنی ڈسٹرکٹ کلکٹر تھے، اعانت اور تائید  
سے حضرت مخدوم کی نہایت بلند پایہ عظیم المرتبت اور نادر الوجود اور تصوف  
و معارف و حقائق کی جامع کتاب جس کے مثل فارسی زبان میں کوئی تصنیف  
نہیں ہوئی یعنی اسماء الاسرار کو ۱۳۵۱ھ میں نے طبع کرنا شروع کرنے  
کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں انہیں کے مشورہ اور تائید  
سے کتاب مستطاب خاتمہ جس سے زیادہ جامع بسوط اور مکمل اور بہتر کتاب  
مسائل آداب المریدین میں نہ عربی میں تصنیف ہوئی اور نہ فارسی میں نے  
طبع اور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی زمانہ میں نواب معشوق یار جنگ بہادر  
ہی کے مشورہ اور تائید سے ہمارے برگزیدہ صفات عالم باعمل کرم فرما مولانا

حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی و دینیات گلبرگہ کلج نے حضرت  
مخدوم کے ملفوظات مسمیٰ یہ جوامع الکلم کو طبع کرنا کر شائع کیا۔

تقریباً چار سال ہوئے ہمارے صوفی مشرب جامع فضائل علم دوست  
کرم فرما مولانا غلام غوث خاں صاحب המחاطب بہ نواب غوث یار جنگ بہا  
کا تقریر صوبہ گلبرگہ شریف کی صوبہ داری (کشمیری) پر ہوا اور روضہ بزرگ اور روضہ  
خورد اور ان کے ملحقات اور جاگیرات کا انتظام اور نگرانی بھی حسب فرمان خسروی  
اونہیں کے متعلق کر دی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں روضوں کی جاگیروں کا انتظام  
بہتر ہو گیا اور دونوں روضوں اور ان کے ملحقات میں نہایت مفید اور بکار آمد اور  
خوش منظر تعمیرات اور ترمیمیاں جلد جلد عمل میں لائی گئیں جن کی تفصیل کی یہاں  
گنجائش نہیں ہے۔ ان مادی کاموں کے علاوہ دو نہایت مفید اور بکار آمد علمی کام  
بھی انجام دیئے گئے ان میں ایک مفید ترین کام روضتین سے متعلق مدسہ کا قیام ہے جس میں مجاوروں  
اور اس آبادی کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم دی جا رہی ہے اور  
دوسرا کام روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ موسوم بہ "کتاب خانہ روضتین" کا  
قیام ہے۔ روضہ بزرگ اور روضہ خورد میں دستبروز زمانہ سے کچھ کتابیں اب تک  
بچی ہوئی تھیں دونوں صاحبان سجادہ کی رضامندی اور اجازت سے صوبہ دار صاحب  
نے یہ سب کتابیں اس کتاب خانہ میں منتقل کر دیں اور ان کے علاوہ دوسری بہت  
سی کتابیں خصوصاً حضرت مخدوم اور ان کی فرزندوں کی تصانیف مختلف ذرائع سے

---

عہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے مقبرہ کو روضہ بزرگ اور ان کے نبیرہ اور  
خلیفہ حضرت مخدوم سید عبداللہ حسینی المشہور بہ سید قبول اللہ حسینی کے مقبرہ کو روضہ  
خورد اور دونوں کو مجموعی طور پر اختصاراً "روضتین" کہتے ہیں۔

ماصل کر کے اس میں داخل کیں۔ نواب معشوق یار جنگ بہادر نے بھی اپنی سب کتابیں اس کتب خانہ کو دیدیں۔ یہ کتب خانہ مستحکم بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اس میں معتدبہ کتابیں جمع ہو چکی ہیں اور ہوتی جا رہی ہیں اور شائقین علم کے لئے وہ کھول دیا گیا ہے اور ان کو مستفید کر رہا ہے نواب غوث یار جنگ بہادر نے حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں کی تصانیف کو بتدیج طبع کرادینے کی ضرورت کو بھی محسوس کیا تا کہ وہ مفقود ہونے سے بچ جائیں اور طبع ہو کر ملک میں شائع ہو جائیں چنانچہ انکی توجہ اور حسن انتظام سے گذشتہ تین سال میں حضرت مخدوم کی تصانیف سے ترجمہ ادب المریدین اور حظار القدس اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کا ایک مجموعہ مسمیٰ بہ مجموعہ یازدہ رسائل طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور اب اون کا دیوان مسمیٰ بہ انیس العشاق جو کتب خانہ روضتین کی نائعتوں کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب جن کا نام نامی پہلے آچکا ہے اور جو مدرسہ اور کتب خانہ روضتین کے اعزازی مہتمم ہیں ان کتابوں کی طباعت اور اشاعت میں بے حد دلچسپی لیتے آئے ہیں اور اپنے مفید مشوروں اور دوسرے طریقوں سے مجھے مسلسل مدد دیتے آ رہے ہیں جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

حضرت مخدوم کی اون کتابوں کی طرح جن کے خال خال نسخے موجود ہیں اس دیوان کے نسخے بھی بہت کم باقی رہ گئے ہیں گذشتہ بارہ سال کی جستجو میں اس کے صرف تین نسخے میری نظر سے گذرے ۱۹۴۲ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ قصبہ چنولی (ضلع گلبرگہ شریف) کے ایک مشائخ صاحب نے نواب معشوق یار جنگ بہادر کو گلبرگہ میں بہت اصرار کے ساتھ تحفہ دیا تھا مگر تھوڑے دنوں کے بعد واپس لے گئے نواب معشوق یار جنگ بہادر سے لے کر میں نے اس کی نقل

کرنی تھی اور کتب خانہ آصفیہ کے ایک جدید النسخہ ۱۳۲۵ھ کے لکھے ہوئے نسخہ سے مقابلہ کر لیا تھا۔ دونوں نسخے چونکہ بہت غلط لکھے ہوئے تھے اس لئے میرے نقل کردہ نسخہ میں مقابلہ اور تصحیح کے بعد بھی بہتیری غلطیاں رہ گئیں۔ دو سال ہوئے ایک نسخہ جس کی کتابت اوائل دسویں صدی کے معلوم ہوتی ہے اتفاقاً چند روز کے لئے میرے پاس آیا اس سے مقابلہ کر کے اپنی نقل کردہ کتاب کی تصحیح شروع کی لیکن وہ کتاب بہت جلد واپس طلب کر لی گئی اور تصحیح کا کام ناتمام رہ گیا حسن اتفاق سے وہی کتاب حال میں جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں خریدی گئی اور ہمارے فاضل اور ادیب دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب پنی ایچ۔ ڈی نے جن کو حضرت مخدوم کی کتابوں اور انکی اشاعت سے بہت دلچسپی ہے مجھے اپنی نقل کردہ کتاب کا اس سے مقابلہ اور تصحیح کرنے کا موقع دیا اور میں نے شکر یہ کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پوری کتاب کا مقابلہ کر کے جس قدر ممکن ہو سکا تصحیح کر لی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے جامعہ عثمانیہ کی کتاب میں بھی گو کتابت کی بہت غلطیاں ہیں تاہم میرے نسخہ کی بہت بڑی حد تک تصحیح ہوئی اور کتاب اس قابل ہو گئی کہ طباعت کے لئے مطبع کو دیدی جائے اور دیدی گئی طباعت میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں نسخوں میں سے ایک یا دو میں کوئی لفظ بد اہتہ صحیح تھا اور بقیہ دو یا ایک میں بد اہتہ غلط لکھا ہوا تھا طباعت میں جو صحیح لفظ تھا وہی قائم رکھا گیا لیکن جہاں جہاں لفظوں میں اختلاف تھا لیکن وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے صحیح تصور کئے جاسکتے تھے ان میں نے اپنی جانب سے تصرف کرنے کی جرات نہیں کی بلکہ متن میں نواب معشوق یار جنگ بہادر کی کتاب کے الفاظ قائم رکھے اور حاشیہ پر ان یا ان کی علامت دے کر کتب خانہ آصفیہ اور جامعہ عثمانیہ

یادوں کتابوں کے الفاظ لکھ دیئے۔ چند جگہ جہاں الفاظ مشکوک رہ گئے اور تینوں منقول عنہم نسخوں میں کسی سے بھی تصحیح نہیں ہو سکی وہاں استفہام کی علامت م دیدی گئی ہے۔

حضرت مخدوم کے ملفوظ مسمیٰ جو اربع الکلم میں اونکی متعدد غزلیں منقول ہیں جس زمانہ میں انکے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی ان ملفوظات کو قلمبند کر رہے تھے حضرت مخدوم جب کبھی کوئی غزل کہتے اوسی روز یا ایک دو روز کے بعد اپنے فرزند کو دیدیتے اور وہ اس کو اس روز کے ملفوظ میں شریک کر لیتے یہ سب غزلیں اس دیوان میں موجود ہیں۔ جن جن تاریخوں میں یہ غزلیں کہی گئیں یا ملفوظ میں درج کی گئیں میں نے دیوان کے صفحوں کے فٹ نوٹ میں وہ تاریخیں لکھ دی ہیں۔

اس دیوان کے مرتب اور جامع حضرت مخدوم کے ایک برگزیدہ اور ممتاز مرید میں جنہوں نے دیباچہ بھی لکھا ہے مگر کمال ادب سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کے فرزند خورد سید اصغر حسینی قدس سرہ نے انہیں طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اور اراق کا ایک مجموعہ جنہیں حضرت مخدوم کی غزلیں لکھی ہوئی تھیں انہیں دیا اور فرمایا اس کو ترتیب دے کر دیوان مرتب کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں انہوں نے یہ دیوان مرتب اور مدون کیا اور اس کا نام انیس العشاق رکھا۔ مرتب علیہ الرحمہ نے ترتیب اور تکمیل کی تاریخ بھی دیباچہ میں نہیں لکھی ہے مگر اونکی تحریر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام حضرت مخدوم کے زمانہ حیات میں انجام دیا گیا۔

حضرت مخدوم کو شعر گوئی سے چنداں دلچسپی نہیں تھی چنانچہ اسمارا الاسما کے دیباچہ میں جہاں اسکی تالیف کا باعث بیان فرمایا ہے لکھتے ہیں۔ ”چند

کہے بلکہ زیادت از مجھے بر بنجے کہ ورح اتم پاک را گنجے یا شد و عرضے کہ موت  
 را عرضے بود مبتلا بودم تقدیر آسمانی و خواست ربانی صحتے را بنام ما شبتے کرد  
 دماغ لطیف و سبک شد گراں سنگی بباد موارفت بنحاصیت طبیعت میل  
 بر غزلے و شعرے شد گفتم لاحول و لا قوت الا باللہ چه کار من است وَالشَّعْرُ  
 يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ نعت کار من شود بصورت نظر مایل بر سمر شد در خاطر  
 افتاد اگر سحر گویم بارے اسرار اسرار . . . ” اس سے ظاہر ہے کہ شعر کوئی سے  
 انکو زیادہ دلچسپی نہیں تھی اور اسکی جانب زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے بلکہ جب کبھی  
 مضامین کی آمد ہوتی یا غلبہ حال سے مجبور ہو جاتے تو بمقتضائے ”خاصیت طبیعت“  
 غزل کہدیتے اسی لئے انہوں نے اپنی غزلوں کے جمع کئے جانے کا کبھی خیال  
 نہیں کیا انکی بہت سی ایسی رباعیاں اور غزلوں کے اشعار انکی تصانیف میں پائے  
 جاتے ہیں جو اس دیوان میں نہیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف  
 وہی غزلیں اور رباعیاں جمع کی گئیں جو حضرت تیسرا صغر حسینی کے پاس محفوظ رہ  
 گئی تھیں۔ حروف تاج - ح - خ - ذ - س - ص - ض - ط - ظ - ع - غ - ف - ق -  
 ک - گ - اور ل کے ردیفوں کی کوئی غزل اس میں موجود نہیں ہے یہ دیوان  
 جلد (۲۲۴) غزلوں اور (۲۶) اشعار کی ایک مثنوی اور ۹ رباعیوں کا مجموعہ  
 ہے۔

شعرا کے عام طریقہ کے خلاف حضرت مخدوم نے اپنا کوئی خاص تخلص  
 بھی معین نہیں کیا القاب اور کنیت کے ساتھ انکا پورا نام صدر الدین  
 ابو الفتح محمد حسینی گیسو دراز تھا۔ ان میں جو مناسب معلوم ہوا غزلوں کے مقطوعوں  
 میں لائے ہیں اور ایک غزل کے مقطع میں یہ سب الفاظ جمع کر دئے ہیں  
 اے ابو الفتح محمد صدر دین گیسو دراز مختصر کن چند نالی قصہ خود گرد آرز

حضرت سعدی کے بعد سے شعرا یہ التزام رکھتے آئے ہیں کہ اپنا تخلص غزل کے آخر شعر میں لاتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے یہ التزام بھی نہیں رکھا۔

حضرت مخدوم کے سوانح نگاروں کی کتابوں اور خود انکی تصنیفوں سے معلوم نہیں ہوتا کہ فن شاعری میں انہوں نے کسی کی شاگردی کی یا اپنی غزلوں کو کسی بزرگ کو دکھا کر اون سے اصلاح لی۔ مبد ر فیاض نے انکو نہایت غیر معمولی ذہن و ذکا اور ہر علم و فن کے ساتھ مناسبت اور موزونیت تامہ رکھنے والی طبیعت و دہیت کی تھی شاعری کے ساتھ بھی انکو طبعی مناسبت تھی اس لئے جب مضامین کی آمد ہوتی تھی غزل کہہ دیا کرتے تھے لیکن شعر گوئی سے چونکہ زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس لئے تبادلہ تو یہی ہوتا ہے کہ شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے اور اپنے کلام میں اصلاح لینے کی جانب ہ متوجہ نہیں ہوتے ہوں گے۔ سولہ سال کی عمر سے انھی سال کی عمر تک وہ دہلی میں رہے۔ جب وہ پانچ سال کے تھے حضرت امیر خسرو کی رحلت ہو چکی تھی اور ان کے بعد زمانہ دراز تک دہلی میں کوئی نامور شاعر نہیں رہا۔ دہلی پہنچتے ہی حضرت مخدوم مرید ہو کر تحصیل علوم ظاہری اور مجاہدہ باطنی میں تہہ مصروف ہو گئے۔ اس لئے دہلی میں فن شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے کی کوئی صورت نہ تھی ہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ ۱۲۸۰ء میں جب سلطان محمد تغلق نے دہلی کے باشندوں کو بجزیر دولت آباد بھیجا اس وقت (جیسا کہ میر غلام علی آزاد قدس سرہ نے روضۃ الاولیاء میں لکھا ہے) دربار حادۃ جمعے کشمیر مریدان و معتقدان سلطان المشائخ از سکندریہ بدولت آباد تشریفاً دروند آمدن امیر حسن دہلوی و سید یوسف پدر حضرت سید محمد گیسو دراز و خواجہ حسن و خواجہ عمر و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرار ہم درین شعر عام خود مصرع نوشتہ اند۔ حضرت مخدوم کی ولادت ۱۲۸۰ء میں ہوئی دولت آباد آنے کے وقت وہ سات سال کے تھے ۱۲۸۵ء میں جب ہ دولت آباد سے دہلی واپس گئے ان کی عمر سولہ سال کی تھی حضرت امیر حسن دہلوی دوسرے بزرگوں کے ساتھ جب ۱۲۸۷ء میں دولت آباد آئے آخر عمر تک یہاں سے اور ۱۲۸۷ء میں جب ان کا انتقال ہوا اسی نواح میں خلد آباد کے حصار

کے باہر دفن کئے گئے۔ حضرت مخدوم کے والد حضرت سلطان المشائخ کے مرید اور حضرت امیر حسن دہلوی کے پیر بھائی تھے۔ دونوں بزرگوں میں باہم نہایت محبت اور ارتباط تھا دولت آباد کی غریب الوطنی میں باہم صحبتیں راکرتی تھیں اس لئے ایک حد تک یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ۱۲۳۶ء سے ۱۲۳۷ء تک حضرت مخدوم اپنے والد کی زندگی میں اون کے ہمراہ اور ان کے بعد بطور خود حضرت امیر حسن دہلوی کی صحبت میں حاضر اور انکی فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت حسن سعدی اور خسرو کے قریب بہ ہم لہ شاعر تھے حضرت مخدوم کو شاعری کے ساتھ فطر تا قوی مناسبت تھی اس کو محسوس کر کے حضرت حسن نے ضرورت توجہ کی ہوگی ان سے غزلیں لکھوائی ہوگی اور ان میں اصلاح دی ہوگی اور حضرت مخدوم اون کے فیض صحبت سے شاعری کے تمام اقسام و اصناف اور اس کے قوانین و رموز و نکات پر بہت جلد حاوی ہو گئے ہونگے میرے اس قیاس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ گو حضرت مخدوم شیخ احمد جام اور شیخ سعدی اور امیر خسرو قدس سرہا سے باہم کے معتقدین اور سعدی کو غزل کا امام مانتے ہیں مگر ان کا کلام تقریباً تمام تر حضرت حسن دہلوی کے طرز پر ہے الفاظ اور کلام کی صفائی اور لطافت اور مضامین کی بلندی اور طرز اور این حضرت مخدوم کے اشعار انکے اشعار کے ساتھ مشابہت بنا کر دیکھتے ہیں۔

حضرت سعدی کا درجہ اولیاء ارشد میں بہت رفیع اور ممتاز ہے اور غزل گوئی کے وہ لفظاً و معنیاً بلا شک و شبہ امام ہیں۔ حضرت مخدوم کو اون سے بہت عقیدت تھی۔ اون کی متعدد غزلوں کے طرز پر انہوں نے غزلیں لکھی ہیں ایک غزل کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے جانب نہایت لطیف طریقہ پر شاعرانہ تخیل کا اظہار کیا ہے۔

نظر کردن بخوبان دین سعدی است      محمد اہل دین را مقتداست

اگر سعدی ست مستے چشم بازے      سفیر اللہ محمد رہناست

حضرت احمد جام قدس سرہ کی ایک غزل نہایت شہور اور اظہار حقیقت کے اعتبار سے

نہایت بلند پایہ ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے

منزل عشق از مکانے دیگر است      مرد معنی را نشانے دیگر است

یہی وہ غزل ہے جسے قوالوں نے حضرت قطب القطاب خواجہ قطب الدین نجفیا کا کی قدس  
سرفہ العزیز کی ایک مجلس سماع میں گایا اور اس کے اس شہرہ آفاق شعر ہے

کشتگان خنجر تسلیم را      ہر زماں از غیب جان دیگر است

کو سنکران پر ایسی سخت اور قوی حالت طاری ہوئی کہ بالآخر اپنی جان عزیز کو جان آفریں کے حوالہ  
کر دیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس غزل کے طرز پر اور اسی بحر اور ردیف قافیہ میں حضرت

مخدوم کی یہی ایک غزل اس دیوان میں ہے اس کا مطلع اور ایک شعر یہ ہے

مرد معنی از جہان دیگر است      گو ہر لعش ز کان دیگر است

کشتگان غمزه معشوق را      ہر زماں از لطف جان دیگر است

حضرت احمد جام اور حضرت مخدوم کے ان دونوں شعروں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں لفظ  
اور صاحب فریق سلیم دیکھیں اور لطف اندوز ہوں۔

حضرت امیر حسن علا سجدی کی ایک غزل کا ایک عجیب و غریب اور حقیقت سے سرسبز شعر

جس کا مضمون نہایت ہی لطیف پیرا میں ادا کیا گیا ہے یہ ہے۔

دوش دیوانہ چہ خوش میگفت      ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

حضرت مخدوم کو یہ شعر اس قدر پسند آیا کہ اس غزل کے طرز پر ایک غزل کہی اور اس کے ایک شعر میں  
حسن کے شعر کے مصرعہ ثانی کو علی حالہ قائم رکھا ہے

عشق بر خط وصال نازیب دین است      ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

مصرعہ ثانیہ ایک حدیث کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے لا ایمان لمن لا محبت له اور

اس کی ایک ہم معنی حدیث قریب قریب تو ان کی حد تک پہنچی ہوئی ہے لا یومن احدکم حتی  
اكون احب لیه من ولده ووالده والناس اجمعین۔

ہر علم و فن کے لئے اس کے خاص اصطلاحات ہیں جب تک ان کے مفہوم سے بخوبی واقف نہ ہوں اس علم و فن کے مضامین کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے اسی طرح صوفی شعرا نے بہت سے الفاظ کے لئے جن کو عام شعرا اپنے کلام میں ان کے لغوی معنی اور عام بول چال کے مفہوم میں لاتے ہیں اصطلاحی معنی مقرر کر لئے ہیں جب تک یہ اصطلاحی معنی معلوم نہ ہوں ان کے کلام کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے اس لئے بعض بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ان الفاظ کے اصطلاحی معنی تفصیل سے بیان کر دیے ہیں حضرت مخدوم کے فرزند اکبر حضرت اکبر حسینی قدس سرہ نے تبصرۃ الاصطلاح الصوفیہ نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں علاوہ حقائق اور معارف کے حضرت مخدوم کے چند نہایت دقیق اشعار کی اور کتاب اسماء الاسرار کے چند سمروں کی شرحیں لکھی ہیں یہ کتاب انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی اجازت اور ایما سے لکھی اور ان کے ملاحظہ میں بھی گذران دی تھی اس کے باب ہفتم کے آخر میں چند الفاظ کے اصطلاحی معنی بھی دیے ہیں اور یہاں سے دریافت اور معلوم کر کے لکھ دئے ہیں جو سبجہ نقل کئے جاتے ہیں۔

”بدانکہ منجانہ و میگردہ و خم خانہ باطن عارف کامل را گویند کہ دروازہ معارف و قایق الہی باشد و تیرسام درو معانی را گویند کہ صفات ذمیتہ نفس امارہ او تبدیل یافتہ باشد و تیرساجہ واردات قلبی را گویند کہ بردل سالک فرود آید و پیر خرابات معنی باطن و عارف کامل را گویند و کافر کے را گویند کہ یکنگ و عدت باشد و عمارت ذوقے را گویند کہ از دل سالک آید و در خوش وقت سازد و ساغر و سیما شے را گویند کہ از مشاہدہ غیبی ادراک معنی الہی کنند و زنا علامت یکنگی و کجہتی در دین و متابعت راہ یقین و کلیسا و کشت عالم یقین و عالم شہود را گویند و یار و دلدار و صمہ حقیقت روحی و تجلی صفات را گویند و غم و ہوس و بویض باطن را گویند کہ نسبت ساکنان فاع نشود و سرگاہ کہ لب و دان گویند حیات خواہند چشم و ابر و صفات کلام الہام غیبی را گویند کہ برسالک وارد میشود و قلاش و قلندر اہل ترک را گویند یعنی آہنایکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس رستہ باشد و شہود و شاہد اہل جذبہ و اہل ذوق را گویند و خمار و بادہ فروش مرشد کامل را گویند ساقی و

مطرب ترغیب کنندہ و فیض رسانندہ و اہل معنی را گویند عیسی و دم مرشد کمال را گویند۔ دختر  
بمعنی نفس مطہینہ را گویند۔ انچہ اصطلاحات محققان است جزوے بہ نظر ایشان معلوم بود در  
محل نوشتہ کہ طالبے را درین اصطلاح واضح شود۔

مضمون بالا بہت مختصر ہے اور اس میں معدودے چند ہی اصطلاحات بیان کئے  
گئے ہیں اس لئے چند دوسرے اصطلاحی الفاظ کے مفہوم اور معنی کو علامہ محمد افضل الہادی  
کی شرح دیوان حافظ سے انتخاب کئے لکھ دیتا ہوں۔

عاشق شیفۃ جمال و جلال الہی را گویند بعد از طلب جہ تمام معشوق حق را گویند بعد از  
طلب بجانہ بجد تمام ازاں روئے کہ مستحق دوستی وے است جمال انہا کمال معشوق است  
جہت ترغیب و طلب عاشق جلال انہا کمال استغنائے معشوق است از عشق عاشق  
شکل و وجود و ہستی حق را گویند شامل امتزاج جالیات و جلالیات را گویند عشوہ اند  
جذبہ را گویند مگر عز و ردا دن معشوق را گویند مرعاشق را گاہ بطریق لطف و گاہ بطریق  
قہر بے بضاعتی عاشق مر اور اظاہر شود قہریت اندراج الہی را گویند چشم نہوہ صفتا  
قہری را گویند چہنیں کہ نہ صلح قبول اعمال و عبادات را گویند پر وہ موافقے را گویند  
کہ میان عاشق و معشوق بود از لوازم طریق نہ از جہت عاشق و نہ از جہت معشوق بود  
حجاب موافقے را گویند کہ عاشق را از معشوقہ باز دارد و بنوعی از انواع معاملہ عاشق  
نقاب موافقے را گویند کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق کہ عاشق  
را ہنوز استعداد تجلی ندادہ باشد تا راج سلب اختیار سالک را گویند در جمیع احوال  
و اعمال ظاہری و باطنی۔ آشنائی تعلق و قیقۃ الوہیت بود کہ باہمہ مخلوقات پیوستہ  
است چون تعلق خالقیت بمخلوقات بیگانگی استغنائے عالم الوہیت را گویند  
گیسو طریق طلب را گویند ویدہ اطلاع الہی را گویند بر جمیع احوال سالک از خیر و شر  
چشم مست ستر الہی را گویند ہر تقصیرے را کہ از سالک در وجود آید چلیبہ عالم طہی

راگویند ناقوس مقام تفرقہ راگویند۔ بیت مقصود و مطلوب راگویند رو سے مراتب  
تجلیات راگویند خط سیاہ عالم غیب راگویند لب کلام مشوق راگویند لب شیریں  
کلام بے واسطہ راگویند دست صفت قدرت راگویند بازو صفت مشیت راگویند  
ساعد صفت قوت راگویند انگشت صفت احاطت راگویند وصال مقام وحدت را  
گویند فراق غیبت راگویند از مقام وحدت بحراں التفات بغیر راگویند دیوانگی مغلوبی  
عاشق راگویند بندگی مقام تکلیف راگویند خواب فنا سے اختیاری راگویند در افعال  
بشریت بیداری عالم صحو راگویند زلف اشارت بہ موجودات و تعینات و نیز اشارت  
تجلی جلالی در مراتب تنزلات و ظہورات و درازی زلف اشارت بعدم انحصار آہنا  
کوتاہ کردن زلف رفع قدرے از قیود گرہ زدن بزلف محکم کردن تعینات۔ سخ  
اشارت بہ ذات الہی است باعتبار ظہور کثرت اسمائی و صفاتی ازو سے خط اشارت  
بہ تعینات عالم ارواح کہ اقرب مراتب وجود است نقطہ حال اشارت بوحث حقیقت  
اصطلاحات ابھی بہت باقی رہ گئے۔ طوالت کے خیال سے یہاں ختم کرتا ہوں۔  
ذیل میں دیوان امیس العشاق سے سرسری طور پر چند اشعار نقل کئے جاتے  
ہیں تاکہ اہل نظر دیکھیں کہ حضرت مخدوم کا کلام کس قدر بلند پایہ اور اکابر شعرا کے کلام  
کے ہم پلہ ہے اور ان میں حقائق و معارف کس لطیف طریقہ پر بیان کئے گئے ہیں۔

بایار عزیز عمر آں است	گر یک نفسے شود میسر
جان و دل دتن گوزیان است	و در سر آں نفس بر آید
عشق بازی تمام ایمان است	عشق بازی خطر کہ بر جان است
مجنوں دو جہاں اگر چہ بغر و خنت	تسلیے سخن در بہ نسیم جوہم
ایمان میان سینہ جاناں میان جان است	جز آں دگر ندرم حاصل ازین جہان ہن
سر چہ باشد استتار راز چہیت	جز فد اگر نہیت دیگر را وجود

مزار روح القدس دادہ است پند  
 آنکہ حجاب عشق مست اند  
 بر لوح وجود ہر چہ دیدند  
 لے کہ می پرسی سپرادیوانہ  
 عشق بازی اختیار مانہ بود  
 عاشق نہ بود بشرع ماخوذ  
 فراق آن قبا پوش و کلدار  
 معشوق بہ پیش او خود آمد  
 چوں من تو دو صد ہزار داری  
 خوب رویاں از جمال افند نشانے مید  
 تے صافی ندارم تا کنم غسل  
 ز آب دیدگاں کردیم وضوے  
 محمد تا کہ در صدر حیات است  
 بگو من اگر وقتے یائی  
 بوالفتح بوش بادہ خوش باش  
 اگر تو پند گوی نیک خواہی  
 آے محمد ترا میسر نیست  
 جوانی عشق در پیری فراغت  
 میسر خلوتے گر با جوانے است  
 دے باوے اگر گرد و میسر  
 تبسم کرد عالم نام او شد  
 کہ شو با قلب قالب جنگلی روح  
 بہوش زیادہ است اند  
 جز نقش نگار پاک شستند  
 زلف خود را گوچرا دیوانہ کرد  
 سر را خواہند بر سر می نہند  
 عشق آمد و مار وارو اش  
 قمیص ہستی مارا دوتا کرد  
 در عشق کیسکہ یک قدم زد  
 من جز تو کسے دگر ندارد م  
 ابر را گزراہ خوانی نیست فرے جز بنام  
 تیمم برد رخاں کردیم  
 نمازے جانب آن یار کردیم  
 کشادہ بین ازیں اسرار باہم  
 بسے اسرار مزوج است ترا ہم  
 از غیر خدا وے حسد رکن  
 مزید در و مارا کن دعائے  
 راہ حق بے عنایت پیرے  
 تو گوی مشک بوہ سیر گشتے  
 ہاں ساعت شمار از زندگانی  
 تو آں دم را شمار از زندگانی  
 ز یک چشمک دو صد گونہ بلاے

اب میں اس مقالہ کو اپنے بادشاہ ظل سجانی خلیفہ الرحمانی امیر المومنین امام المسلمین  
 عدل گستر علم پرور سلطان العلوم میر عثمان علیجاں بہادر خلد اللہ ملک ہم و سلطنت ہم متنقہ  
 کاتہ المسلمین بطول عمر ہم و بقائم کے از دیا و عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہوں۔  
 وَأَخِرُّدَعُو أَنَا إِنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

فاکسار

حیدرآباد دکن

سید عطا حسین

۳۱ سوال المکرم ۱۳۶۴ھ

# ديوان

حضرت قدوة السالكين زبدة العارفين  
مخدوم ابو الفتح ولي الاكبر الصادق خواجه بنده نواز

سيد محمد حسين كسيوراً

قدس الله سره العزیز

المستصحب  
انيس العشق

بِسْمِ اللَّهِ الْحَمْدُ الْحَمْدُ

حمد بے حد و شکر بے عدم خالقے را که غنچه و مان از گلبرگ زبان کمال قدرت  
خوش خندان گردانید و تخریک و ترجمان مکنونات سراپا و بران مکتوبات ضما کر کرد  
فضلا را از فضل عمیم و کرم جسم قوت انشا قدرت الما بخشید تا در سبط صحائف و فضل  
فصاحت و شرح لطائف علم و بلاغت نکتہ موہوم و سر مکتوم ظاہر گردانید  
و د لاک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء نظم

س

آدم از وے شد و بموقف عرض  
بروہ شریف جاعل فی الارض  
یافتہ از ورس خلیل صفا  
گشتہ مخصوص الذی وقتا

وصلوات طیبات بر گل بوستان او تبت جوامع الکلم و سر و گلستان علامہ الانسکان  
ما لم یعلم شہباز ولایت بلاغ و شہسوار فضاے آیت نازع سید کونین  
مقصود ثقلین ہای ہویت بمیم معرفت او معروف است و طاؤس ملائکہ پر  
بال عنایت او مخصوص نظم

بلال حبش لبیل و ام او  
اویس بن بند نام او  
از احسان او کعبہ رقیع باب  
ز فیض نقش یافتہ ز مزم آب

بلبلان حدیق اسلام نبوائے محمدی بلند آواز اند کفر عنہم سبیا کفرہم و اصلحنا لہم

بوم و شان معابد اصنام که مخالف این آسنگ اند تقسماً اللہم و اخلص اعمالکم  
 ہر کراٹھو را خلاص است در دیوان عشق بر سرش طغرای اجر غیبی ممنون می کشند  
 بعد تو مید احد و تحمید احمد مدح شیخ خود که غواص دریاے معرفت و سیاح صحرائے وحدت  
 پیشوائے متوطنان فرو و فناک رہ نماے ساکنان قباہ افلاک بادشاہے کہ دنیا و آخرت  
 فرود از ساحت آستانہ اوست و دیباچہ ملک و ملکوت نقشے از بوتان او جناباً  
 اسلام جائے حسن انتھا حسنة از طیب طار قدم او یافته است و ملکیت  
 فانیض انہما مبارکتہ از سین سجادہ او انعام داشته۔ نظم

صبح از روش و تار کرد قبائے آسمان شب ز نقش پارہ کردہ جامہا ماہتاب  
 خداوندے لہ سبحیہ بمثلہ الادوار ماد اسرافلک الدار اعنی سلطان العاشقین  
 رحمۃ للعالمین بلجاء العارفین بنجاء الواصلین شیخ صدر الملتہ والدین ابوالفتح یوسف یحیی  
 سمر نزار عاشقان سمرور سید محمد گیسو و راز

سرور عاشقان سمرور

نماند بعضیاں کسی در گرو کہ دار و چنیں سید پیش رو  
 ابقاہ اللہ متمکناً علی سریر السرد من محق من یشفع یوم النشور مادامت الشمس  
 بازغۃ و الطلع طاعة

سر سجادہ

عرض میدارد جامع این خزینہ و مولف این سفینہ کہ روزی مخدوم زادہ و شیخ  
 برجادہ در دریای نبوت سر و بتان فتوت جگر گوشہ حضرت نبوی شمع دو دمان مصطنوی  
 پیشوائی اہل علم و تحقیق مقتدای اہل فکر و تدقیق بانی مبانی دین و ملت قارمعین کفر و بدعت  
 مردان دینی سید محمد اصغر حسینی کہ در ایام دولت او عقود فصل تنظیم است و  
 و بنا بر جہل منہدم

شرف ذات او برین نہ بس است کہ رسول خداے را نبیہ است  
 بندہ را طلب فرمود بر موجب فرمان بشتاقتم و سعادت خدمت دریا فتم اشاعت کرد

بجواہر منظوم کہ از سوسن زبان مخدوم جہانیاں سرور سید محمد گیسو دراز بر عالمیاں شمار  
 گشتہ چون گل در اوراق فراہم می باید آورد تا یلبلاں سخن ساز و طوطیان شعر پر از احسن شد  
 طائر ہم نوائے این ترانہ مترنم گردند۔ سر بریزین اطاعت سو دم ابا بجز دو مطالعہ سمند  
 جولان ناطقہ بر جانند و غراب خیال عقل پر بر انداخت از آنکہ در ہر ریزے مر اہل ظاہر  
 را نظرے و اہل باطن را فکرے و ہم بلغار اعبرتے و فصحاء از ہتے تو اند بو د پس بر حکم  
 اشارت فرزند نظم و قصائد شعر گرد آورده مجموعہ ساختہ انیس العشاق  
 نام نہادہ آمد تا اسم برونق مسمی باشد اللہم اجعل محبوبائی قلوب المؤمنین محق  
 شیخی و حیدر رسول رب العالمین

---

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

توحيد ونعت ومناقب صحابه كرام رضوان الله عنهم

وعن حد و رسم والمثال	تعالى الله عن قيل وقال
ولكن ليس يوصف بالتحال	قريب ذاته من كل شئ
بلا وصف التفريق وانفصال	بعيد ذاته ايضاً ولكن
ولا يوجد مكان عند خال	تنزه عن مكان حال منه
حميداً حملاً حسن الخصال	صلوة والسلام على رسول
شريف شاقع أهل الضلال	كثيراً واحم بر روح
ذليل خاضع ذي الابدال	على اصحابه تسليم عبد
ابوبكر امام الحق والى	صدق صادق صديق صدق
وذا مستنطق من ذي الجلال	ابو حفص هو الفاروق حقاً
اشد الحى اعبد بالليل	وذو النورين عثمان ابن عفان
ولى المومنين اعلى الكمال	ورابعه على زوج زهرا
وذا شيخ الشيوخ بلا احتمال	هو الهادي هو الداعي هو السا

هو الغر الميام لاهل زهد

لماخرقت بلا وهم الزوال

فيه

والى

حى

## مناجات باری تبارک و تعالیٰ

اسے خداوند سے کہ از جوش جہاں وجود  
ای خداوند سے کہ از بودش ہمہ عالم بہ بود  
اسے خداوند سے کہ اورا شد ظہور از بودا  
ای خداوند سے کہ او درات عالم محیط  
ای خداوند سے کہ آدم شد مثال ذات تو  
ای خداوند سے کہ خود را خود بخود نظر کرد  
ای خداوند سے کہ جودت نیست جز عین وجود  
ای خداوند سے کہ غیرے را ز عبرت برگرفت  
ای خداوند سے کہ عین با عین بعین عیان است

ای منترہ ذات تو از مثل و از امثال ما

وی میرا وصف تو از گفت ترسا و یہود

فی مناقب حضرت شیخ نصیر الدین محمد قدس اللہ سرہ العزیز

دل و جانم فدای آن جوان باد  
مبارک طلعتے میمون صبا ہے  
غلام و چاکر میگوں بے شو  
نشستے بودہ ام مخمور و غمگین  
چہ بنیم ناگہاں از در در آمد  
برفت اندوہ و غم جملہ بہ کیسار  
نہراں آفہیں بر جان عاشق  
اگر نشید بکنج خانہ در دل  
و گر در خانقاہ مسجد آید

کہ از وی جان غمگینے شو دشاد  
کہ آید یار میخوردہ زدہ باد  
بشو از بندگی ای خواجہ آزاد  
رسید آن یار من مارا بفریاد  
بخندہ شہرت در بر بوسہ داد  
در آمد روح و راحت گشتہ دل شاد  
فدای یار سازد بود و بنیاد  
خیال جعدیائے صحبت در یاد  
بجا آرد بے ذکر واد اوراد

مشایخ را کف خدمت تو وضع      بوسد پای ہرزما و وعباد  
 نخواہد جز مزید عشق و دورے      بخوید جز وصال یار نوشتاد  
 خوشی و خرمی خواہد ہمہ کس      محمد درو غنم یزداد یزداد  
 شد است بر سینہ صدر این مصور  
 نصیر الحق اورا کردار شاد

### رولیف الف

چشم اور بخور میدار دمر      لعل او مخمور میدار دمر  
 حجب او کہ خانہا ویراں کند      ہمہ بدان معمور میدار دمر  
 رہنمونی وصل ہم معشوق کرد      سخت بدین دو میدار دمر  
 حسن او عالم گرفت است ہم از ا      عاشق و مشہور میدار دمر  
 خواہم از جو تو عالم پیش خلق      عز تو مستور میدار دمر

من نخواہم دل بہ دل بندے دہم  
 حسن تو مجبور میدار دمر

در روے خوب رویاں ستر نہانت پیدا      در چشم مست و غلطان عین عنانت پیدا  
 جام سفال و شیشہ پر کن پیرد و صافت      مقصود است مستی ہر دو ہانست پیدا  
 در صحن باغ و بہتان در لالہ و گلستان      سرویست قد گلگون نوبر جوانست پیدا  
 در حن گلبنایاں میں از جیب تابانان      در شکل سرو قدان طرز فلانست پیدا  
 مردم تباکہ دیدم زخمے نبود لسیکن      شرکاں و ابرویش تیر کمانست پیدا

بیار خواستم کہ نہاں عشق بازے

ابو الفتح روستائی کو از زبانست پیدا

دولستان می دہند چند مرا  
 پیر گشتی و عشق می بازے  
 من مخلوق عشق باز استم  
 من کہ آزاد سرفراز ستم  
 خان و بان و دم پریشان شد  
 گریہ و آہ چہیت ہر نغمے  
 سوزش شمع رخ نسر و زودہ  
 آتش عشق آبرویم ریخت  
 تا پہ عشق گرم تر بکنند  
 چوں کبا بے بران نہند مرا

پرو بالت مگر محمد سوخت

بیخ و بنیا و عشق کند مرا

من سوختہ دل مرا جگر را  
 از دست تو اے جوان خود کام  
 گشتی نہ برو آہ شب ہا  
 ثابت قدمی نہ تو ای یار  
 یوسہ زدمش بعضی کا زید  
 دارم جو سے کہ اند کے تو  
 ویدم سگ و پاسبان آن کو

بہ خرام بہ میں تو مردان را

ماندند و دست و کمر را

دار و دل من ز من خطر را  
 از جان و تنم بے حذر را

لہ حضرت سید محمد گیلوی در از این غزل را تاریخ ۲۹ رمضان سنہ ۱۰۰۰ بروز دوشنبہ رقم فرمودند لہ بروز پنجشنبہ پنجم ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند لہ بروز دوشنبہ ہفتم محرم سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

باری کہ نہ سادہ ام بریں تن  
 از کورہ دل شرارہ بر خاست  
 از دیدن خوب توبہ حاشا  
 بے روی کسے استان جوان مرد  
 وقتے بعلط بگفت این کیفیت  
 آن جعد و سریں کہ دید با ایستاد  
 بوالفتح نہ پخت حاتم ترماند  
 باین کہ خراب و زار و ختہ است  
 دل بیگی است جان مارا  
 ہر کس بہ تعلق گرفتار  
 شفتا لکے دوسہ بفرما  
 مانی کہ ہی چہرہ بازانست  
 من منکر عشق را چہ گویم  
 فریاد زد دست تست ہر بار  
 سر و چو تو دلفریب و زیبا  
 از فضل خدا مر است معشوق  
 زو دیدم صورت خدایا

بیت

پیش عشق بگشت بس جوان مرد

استاد

دانی کہ جمال

زناں روئے بیدہ ام

زناں سر و قبا پوش و مدروی

بوالفتح عمر است شرمسارا

لعل میگوں خراب کرد مرا  
 زلف شگون ز تاب برد مرا  
 غرض ما خوشی و مستی بس  
 نیست گر صاف دہ تو درو مرا  
 ہر کسے را خدا نصیبے کرد  
 آفریدہ است بہر درد مرا

سے بروز دوست نہ ہم ذی السجود شہد ہر رقم فرمودند

یک کرشمہ کہ آن بستم کرد از دل و جان و تن ببرد مرا  
 تو محمد چرا ضعیف شدی  
 غم آن کہ سرین بخورد مرا  
 عشق بازی سز و جوئے را کو باز و نہ بقدر جانے را  
 ہر کہ از جور یار می نالد او ندارد ز عاشقی نشانے را  
 غمزہ اش و عدہ کرد و خوزیزی آب او سیدد زیا نے را  
 ہر کہ خوبے ندید و عشق نباخت کو رول و ان ندید است جہانے را  
 عمر گرچہ ہزار سالہ شود نیست آن در حجاب زمانے را  
 خوبویاں سراغ و خلوت مست در برگرفتہ جوئے را

ندید جانے را

اے محمد تو عشق باز نہ

من نہ بنیم دم سرودنے فغانے را

ما تم اسپر تو نگارا دریا بزلطف خویش مارا  
 گذار بدر و غم ہم میریم سپا بدست ہجر مارا  
 یعنی کہ روا بود شد من از ہجو و جفا کشی گدارا  
 رنجورم از ان دو چشم پای اکون ز کہ جو بیے شفقارا  
 عمر ارنجہ در ازیا فستم من زان جعد نشد خلاص مارا  
 بوا نفتح غمی است ز تو چہی یاری نہ کند کسے وفارا

تو منکر عشق را چہ گوی

خاریت و خریت و نگارا

نشان تادہ خانہ خمسار مارا بہ از صد مخزن اسرار مارا  
 مبارکباد اے جمع خرابات شہود و ذوق من مستی شمارا

کادیت

نشان مان

تو خالی ذوق دوستی را چه گوئی      ستوری یا خری یا سنگِ خارا  
توئی سلطانِ شهرِ خبرویان      و لیکن بیچ نہ نوازی گدارا  
شمارا جنتِ الفروکسِ ماوی      منم خود مستعد درو و بلارا  
محمد مرد عشقش جز تو کس میت

کہ نوشی دمبدم جامِ حیفارا

نمی بازند خباں جز حیفارا      نباشد عاشقان را جز وفا  
گرا ز مرغی شکسته است بالِ شہر      کجا باشد ہوائے آن ہوا  
کشیدہ دامن او از نامیرفت      ز ہر سو مردان گفتہ دعا  
اگر تو زود عشقش را بسبازی      ضرورت بر خوری از مے و نعا  
کجا بروئے او افتاد چشم      از و دیدم ہر رنج و بلا  
مرا شاید ہنمی خشد کناے      مرا مطرب نمی سازد نوا  
بدر و درو و سحران ساختن من      اگر چه وصل تو نہ بد صفا  
زور و عشق در مانے بستم      برائے آن بستم تا کجا  
ہمہ کس یک زبان مارا بفرود      کہ درو عشق را نبود و دوا  
زلطف و دوستی و شام فرمای      بر آید تا جہاں من دعا

محمد گر بدر و غم بسبازی

ز رنج عشقی یابی بس صفا

اگر زلفِ تو می کشد ستم      لعل لب تو کشد گرم  
از لعل تو قطرہ چکیدہ      در جوش از آن شدند خم  
از سینہ و دل گذشت یارب      پرگشت از آن بے شکم  
و اللہ کہ نیسم از تو غافل      بر باد رخت ز نیم دم

بلائے درد

لعل تو کشد بے گرم

از حاصل عشق نقد این شد  
 در کوچہ شادمان گذر کن  
 وز نے سخر و بنسیم جو ہم  
 ابروئے تو ہم یکے بلائے است  
 میخواند مردمان دین را  
 بردند گمان مگر کہ قبله است  
 بستیم گره بدر و غنم ما  
 می باز دران گذر و رم ما  
 گریست امیر با علم ما  
 بہر چه زودہ است ورنہ جسم ما  
 نغز آندا و ازاں قدم ما  
 در سجدہ شدند بانف و نم ما

آن نغزین

بوالفتح حدیث عشق بر خواں

در کار بدار ہم تسلیم ما

ساقی بخواب آلودہ ام غرقاب کن پیمانہ  
 گر بر معنی عاشق شدی بنیاد وین را کن خزانہ  
 عاشق غزائے گشتہ ام شد خاطر م <sup>صفت</sup> خوشی  
 یارب چه چیز است آن عدو دعوی خدائی <sup>میکند</sup>  
 شب با منم با محر می گویم حدیث زلف تو  
 در خواب دیدم گویا جعد تو بر خود می کشم  
 مرغ ہواند رقص افتادہ بے دانہ  
 ای صدر پائیش گیر تا سر حجب در آستانہ کند  
 شاید زمستی گم گنم ہر آشنایگانہ را  
 وانگاہ آبادان بجن معمورہ ہمین خانہ را  
 اکنون نماندہ است چارہ مسکن کنم ویرانہ را  
 در خانہ مسجد ساختہ است در کعبہ بتخانہ را  
 شب با پیاہاں میرسد پیاہاں نشد افسانہ را  
 بودم پریشان خاطرے باشد چنین دیوانہ را  
 بے دانہ کاقتادہ بے مغز و ان آن ازانہ را  
 شاید خلاصی میدد بحیپارہ بت خانہ را

آن باشش  
 ن شاید خلاصی ہم در بچارہ  
 پروانہ را  
 ن میسوزد

بوالفتح میسوزی ہمی از غیرت شمع رخاں

کان شامان ماہ روسوزند ہر پروانہ را

زوفونے زوشکالے دل با  
 آں یکے شاہے قباپوش و کلاؤ  
 آمدہ ہم جاں خدمتے آوردہ ام  
 برد جاں از تن چہ کہ از کہر با  
 با وجودم کرد سپیرا ہن دوتا  
 او دہر دشنام جائے مرحبا

آن  
 کلمہ دار  
 آن  
 آدم

ای اہل یک لمحہ صبرے بکن  
تا بہ منیم روئے آں فضل خدا  
بت پرستے مشرکے بچوں منے  
کیرت مطلق کہ مقید لا ولا  
شاد باش اے مجلس روحانیاں  
گر تما شائش شدم ہر مست سا  
مردماں مے را پیالہ می کشد  
من بوئے گشتہ ام مست و فنا  
خوب را دیدن ندانم ہر کے  
اہل دل را شد محو مقتدا

پیشواے عشق بازاں نہاں  
عشق بازے کہنہ در احتفا

مادر م عشق باز ادمرا  
شیر اندوہ و درد و ادمرا  
مسک پروردہ بلا و غم  
ہم بر آں خاطر است شاد مرا  
اوستاد و معلم مشفق  
سبق تسلیم یاد داد مرا  
دوستانم کیے بگویندم  
مادر م از پی چہ زاد مرا  
لاجرم خاطرے شکستہ شوم  
شیشہ مے ز دست قنار مرا  
دل بوافتح ہسم بریں آسود  
راضیم ہر چہ دوست ادمرا

اے عکس رخت برودہ فروغ قمر ما  
انگندہ لب لعل تو خون جگر ما  
رنگ لب تو آرزوئے جان و دل ما  
درج دہنت حقتہ لعل و گہرا  
گرشتہ کنی دل ز جسم زلف پریشا  
چوں سر و رواں گر گذری از نظر ما  
پروانہ صفت جاں بدہم خرم و خندا  
آنشہ کہ تو چوں شمع در آئی زبر ما  
روشن شودت سوز دل عاشق مسکین  
روزیکہ بہ عشق تونہ باشد اثر ما  
غافل مشوا ز سوز دل سوختہ یارب  
اندیشہ کن از نالہ زار حسرا  
یاد آوری از دین گریاں محمد  
گر باشدت اے دوست گذار کبریا

## رویفاب

ہر کسی را در ازل شد قسمت بخ و طرب  
 نام من عاشق نہاد و در مندی شد لقب  
 عالمے را استغافہ باشد از رخ و بلا  
 عاشقان را خود نباشد جز ہمیں قسمت طلب  
 سرور اما سر فرازی همچو طوبی شد بلند  
 راست وعدہ نیست لیکن خلق نازد بنے  
 آرزوی داشتیم در سر کہ عمرے یک و با  
 بوسہ از ذوق مستی یک دو گانے ہم طلب  
 لاف احیاء امانت چشم و لعلش میکینند  
 مردمان گویند آ مناولے من رعب  
 عشق آمد نکستہ توحید را تعلیم کرد  
 من ہم از تعلیم او کردم ہمہ مستی طلب

ہستی طلب

ای محمد ہر بلائے کز مہش آمد ترا  
 گردے از تو بر آید رفتی از شرط ادب

اے خدایا خانہ خوباں خراب  
 زانکہ نبیاد مراد و مذا آب  
 خوش بود خمرے کہ باشد پر خما  
 مستی لعل لبش باشد شراب  
 خواستم گرا ز بابت بوسہ  
 یک دو ذوقی را بزین فر جواب  
 بر لبش بر دم گماں آب لیک  
 چوں قریب او شدم دیدم سزا  
 لعل سگیاں تانے کہ ہم اعجوبہ است  
 ہم شراب و ہم حریف و ہم کباب  
 بی تو از زندہ بانم کی نفس  
 می سزد بر ما کنی گر صد غتاب  
 ز آتش ہجران تو من سوختم  
 سوختم بس سوختم رقم زباب  
 بر سرین و جبہ تو دوستی زوم  
 مردمان را شد گراں بلکہ عجاب  
 وعدہ کشتن کہ دینہ کردہ  
 گفتہ اندا الخیرای جاں مٹی تباب  
 لعل با آب دہن آ میختہ است  
 شکرے حل گشتہ است اندر گلاب  
 ای محمد عشق را مداح باش  
 مدح او میگوبہ ہر فصلے و باب

بوسے

لعل سگیاں تانے کہ ہم اعجوبہ است  
 لعل سگوش زہن اعجوبہ است

زباب

کردہ

زخوباں ہرچہ می آید ہر خوب  
بغا و جور ایشان محض مطلوب  
سرشتِ شان ہم از حسن و نیک است  
ہمہ ہنجار ایشان است مرغوب  
وفائے کن بوعده یا خلائی  
کہ از محبوب باشد جملہ محبوب  
نظر بر چشمِ ممت فرض عین است  
از واغماض باشد اکبر السحوب  
اشارت بوسہ شد آنکہ چہ ناز است  
کریماں ناز کے دارند محبوب  
تو کانِ رحمتی خوش وقت وصل  
تو عین مہر و مہیچہ پارہ محبوب  
مبارکبادِ محبوبوں را کہ لیلی  
ز عقل و ہوش اورا کرڈناید  
خوش آن مرغی کہ در دام تو افتاد  
بطبعم در دو غم گشت است مر بو

منسوب

بدست خویش کشتن وعده کردی

مخدر اجزایں خود چہیت مطلوب

چشم پیالہ است کز وہیچکد شراب  
لعل تو نقل ماست بساں تنک کباب  
ما بوسہ خواستیم تو دو شے ہی زنی  
این بہترک نباشد مارا دگر جواب  
تو خندہ و دزنا ب زنی نعم ساز را  
آہنگ کردہ کہ کنی جان ما خراب  
برگورما چو بگذری اے دوست ناگہاں  
یک خندہ بزن کہ برستم من از عذاب  
لعل تو شہد خالص وصل تو عین مے  
جدید تو مشک و عنبر و جو تو چون گلاب  
مسکین عشق را نی چو کا ندر اں  
تا دیر می بہ بیند رویت کن شتاب  
از غم زہ اشہن پرس کہ خونی است یاز او  
وانکہ بہ چشم خویش بہ میں و بکن عتاب  
ترسم کہ خلق باز پریشان شود چو من  
بیرون میا زخانہ بدادہ سجعد تاب

من

دیر

بوا لفتح را گوی بخورد و مسند ہیچ

السخی کہ نیست بہتر از پیش دگر خطاب

## رویف تا

بارگرت بردر خمتار نیست  
 بار اگر بردر خمتار نیست  
 مردنه تا همه دل خون نه  
 هر که نه می خوردن مستی چشید  
 هر که شبی با مردوتی نخت  
 رو که ترا رحمت حق یار نیست  
 خانه خراب است بی بنیاد نیست  
 مرد صفا نیست که خواستوار نیست  
 مرد خدا محرم اسرار نیست  
 رو شنیش عالم انوار نیست

شهر گو منزل ویرانه گو

چونکه در روز خمتار نیست

مرا این مرد و دیده جو بار است  
 بیک غمزه دو صد دل بجا شد  
 ز شکل حبه او پرسی چگونه است  
 خیال لعل او سر مست کرده است  
 چو عشق آمد برون خود زلفت عصمت  
 جمال و جلوه عاشق نه بیند  
 مگر سر و کنار جوی بار است  
 پس آنکه تیر نیست این رف و الفقار است  
 یکے واسے کنن حلقه دار است  
 چه باوه است آنکه قطره مست کار است  
 ملامت در و مندی شرط کار است  
 که در کوئی جو آنے سنگسار است

بحق الحق ابوالفتح آنچه گوید

محمد مجو احمد حق گذار است

چو کار عاشقان رسم دو تائیت  
 اگر یکتیا شوی با عشق و با ده  
 امید وصل و ترس سحر بر جاست  
 بزن دستے یکے تحفہ بر آور  
 بلائے سخت بس خوف خدا نیست  
 دو تائی شد همه یک تن نہانیت  
 یکے شد با من و مائی کجائیت  
 بکن رقصے نوائے خود ستائیت

شهریکے منزل ویرانے

تیرنے

تیرنے  
 پیرنے

یکے شد با یکے کجائیت

ترا بیجانگان مقصود و مرضی گناہ آشنا یاں آشنائیت  
 صباح الخیر روئے مہر افروز مسار الخیر جد شب نائیت  
 ترا در سر مو اسے بادشاہی مرا ہم افتخار من گدائیت  
 وضوے عاشقان از آبِ خون است بتے را سجدہ در دعویٰ خدائیت

محمد عاشقی بہرودہ کارے است

و لے آفت درین عالم دو تائیت

ایں فصل بہار بوستان است این گاہ نوای بلبلان است  
 ہنگام کنار بوسہ اینیت ایام وصال و سبران است  
 ایں دور شراب وقت ساتی است ایں روز حضور دوستان است  
 اسی مرغ ز جفت خویش یاد آں ایں شرط نشان آشنان است  
 گر یک نفسے شود میسر بایا عزیز عمر آن است  
 و در سر آں نفس بر آید جان و دل و تن گوزبان است  
 از ساتی سادہ نسل میگوں یک بوسہ حیات جاودان است  
 یک بوسہ اگر شود اشارت از لعل لبش ہاں جہان است  
 بوا نفتح شدی تو پیر بسیکن میل تو سوئے بتاں بہان است  
 ایں شیفتگی ہنوز برجاست ایں نعرہ و سوز پیمان است  
 گفتی شدہ ام صبور بہیات ہم جان و سر تو کایں گمان است

ایں شیوہ تست بیونائی

بوا نفتح اسیر جاودان است

اے محمد عاشقی کار تو نیست زانکہ در دورنج و غم باز تو نیست  
 کیست کو عاشق نشد بروئے تو وانگہے در کوئے تو خوار تو نیست

ق  
باشدیں

رسم ما حفظ و مساداری بود جز ہمیں جو رجوا کار تو نیست  
بر حسین جان ہر بیدل بہ میں باشدی ہم داغ افکار تو نیست  
آن رقیب بد گہر گوید مرا باز گرد از در بر و بار تو نیست

ای محمد آہ و نالہ از کجاست

در و مندی سچکس یار تو نیست

در ویدہ بجائے خواب آب است ویدہ پے دیدش شتاب است  
گر نمیت شراب و ذوق سستی نزد دل من جہاں خراب است  
معمشوق چشم جا بنے دید بر عاشق بیدل ایرغلاب است  
گر ترک مرا ہر ف خطا شد بازوش قوی ہیں صواب است  
گلگوں مرا ز چشم خون شد آن قطرہ کہ سچکد گلاب است  
دشنام دہ و بزنی قفائے جانان سبوت ترا ثواب است

بوالفتح تراست نام عاشق

ہم سید مبتلا خطاب است

قدح ساتی چو مالامال کردست بسوئے من ز لطفنا اقبال کردست  
سوار مست من در یک قلاچے چون موران و و صد پایال کردست  
ز دور او میرسد تیغے کشیدہ دل و جان پیش استقبال کردست  
بشارت میدہ طسایر بخونم کہ ریز و بار نسکونال کردست  
خطاب عشق شد اورا مسلم کہ بذل نفس و جاہ و مال کردست  
خیال محصل او درو ہم کن نیست زبان عاقلان را لال کردست  
پریشان کردہ ز نفسین خود دید محمدراتقب ابدال کردست  
جمیل من جمال اللہ رویش جمال او حدیث اجمال کردست

رُخش سُرخ و سپید است تہلارا کہ این شیوہ چندیں سال کرد است  
 ابو الفحاح ترانا مے بند است  
 مگر سروے ترا پامال کرد است

مرانا جاں بود در تن محال است کہ گویم جز تو سے را ہم جمال است  
 اگر ساقی تو خواہی بود مارا بدہ بادا کہ مے خوردن جلال است  
 و گریارے بدست خویش میدا ترا تقوی درین صورت وبال است  
 نباشد عشق بازی را نشانے مگر کہ ترک جاہ و بذل مال است  
 سخو اہم پردہ بر روے تو ہرگز صیانت لیک از عین الکمال است  
 بتا باطل عمل و عشق بازی کمال اندر کمال اندر کمال است

ترا ہر روز بر سرے و قوفت

مرا ہر دم نزول ارتحال است

بروے خوب دیدن اعتباریت بزلف یار بستن کار و باریت  
 نظر بر روے خوابانیت منہی سخن در بوسہ و جزیک کناریت  
 قد و بالاے او سر و درست است سرین و جہد بر کہ شمتہ ماریت  
 ہوا در نفس عاشق حاشی اللہ بلائے او خیال و صلح یاریت  
 درون تیشہ رنگ آمیزی میت مگر بر لوح دل نقش نگاریت  
 جہاں در ذوق مستی و تمتع دل مسکین گرفتار نگاریت  
 مسلمانان مرا فریاد فریاد ازاں بدخے خود میں شہواریت  
 تومی نازی جمال و جاہ و خوبی مراد فقر و خواری افتخاریت

محمد پیر شد در عشق بازی

کہ اورا عشق بازی اعتباریت

عشق بازی خط کہ بر جان است  
سر من زیر پائے بار من است  
عشق بازی تمام ایمان است  
یار مارا دگر بشتائے نیت  
جان من خاک راہ جانان است  
مردمان دید و اندر چشم  
روی او عین روی احسان است  
قد او بس بلند جعد دراز  
باصرہ گشتہ عین انسان است  
وصف اورانہ حد امکان است

ر  
رمن

ای محبت ترا مبارک باد

دل و جان و تن تو جاناں است

مبارک فرمتے تھے باشند کہ بعد از و بھائے ہست  
نداری آگہ از عالم چہ دانی در دو سوز من  
چہ پر لذت وصال است آنکہ بعد از ماہ و سائے ہست  
چہ لذت وارد آں حلو کہ خوانند کشتی خواہ  
خوشی دل را خورند یاران کہ بی وہم ملایے ہست  
مرا گوئی بیایر من و سے بگذار خود خود را  
ز صاحب حال او دانکہ اورا نیز حالے ہست  
اطاعت را نہم گردن و شتر طے محالے ہست  
ز لعل شکرین تو یکے بوسہ سوائے ہست  
ننگار از من نگارینا کہ بے از رحمت بود  
نگار را خوب میگوی و سے مارا خیالے ہست  
نشانی من نمی بنیم و لیکن قبل و قالے ہست  
میان عاشقان تو مرا اجر جہاںے ہست  
مرا بردار فرمودی مرا دشنام ادا دی

ت  
تشیآ  
آخکائے ہست

مسلم و عوی عشقت نباشد جز محمد را

کہ ترک جاہ خود کردہ است بلے ہم نذل بلے ہست

آن یار یا نیست کہ از وی فگار نیست  
ہر تیرہ غمغزہ کہ ظرف چشم او کشود  
آں بادہ بادہ نیست کہ در وی خم نیست  
افتادہ تا قسلی با حبد او مرا  
جانے عزیز نیست کہ او را سکار نیست  
ہموارہ جان پریشان دل را قرار نیست  
آن را کہ دوست دارم او در کنار نیست  
اندو بگیں چسپانی گریہ ز بہر چہیت

بوفتح را چه پرسی حاش چگونہ گشته  
جز درو منند سکیں زار و نزار نیست  
او پیر گشت و در ہر جفا با بے نمود  
امروز جز بکھا بے و آہے بکار نیست

طیبت و غم ہر طرف دہ

بسیار دل طپیدہ و سہم ہر طرف دوید  
حاصل بجز نگاپو و در و و فکار نیست

شہر نہ باشد کہ در و خانہ خمار نیست  
بادہ نہ نوشد مگر آن سونستہ در میند  
بدن مخمور نہ باشد کہ جگر خوار نیست  
زلیش و دستار کو حریف آن نزار نیست  
ہتہر و خوشتر بود کو رخ اغیار نیست  
نیت دل داو گل است او خرم داریت  
فارغی از دے و یار در غم پیزار نیست  
نومہ آسودہ کیت زحمت بیدار نیست  
صبح کیان فسخ کرد در جبر جبار نیست

گر چہ زحمت  
بدستار تکبر  
زلیش دستار کو خوار  
نیت

خود

بیدگی و دراز شد سخن تو بلند

کو تہ کن چوں کسے محرم اسرار نیست

شراب لعل ہیں شیریں شرابیت  
چہ جائے طعنہ عاشق مبتلا را  
سوائے بوسہ کردم او بند و دوش  
چو ترک غمزہ تیرے بر خطا کرو  
زبانش را بچو شیدم لعابش  
شکر دانے جلا بے یا گلا بیت

لبانش میں عجب نکمیں کبا بیت  
کہ بنویشے و سہر متے خرابیت  
چہ بس مرغوب و شیریں تر جو ابیت  
بند و بردل خطائے باصوابیت  
شکر دانے جلا بے یا گلا بیت

چو حرف عشق خواندم گشت مژوم

محمدر اکتاب عشق با بیت

معتوقہ من ز نسل آدم نیست	حوری ست پرست یا خدا بزم نیست
روح القدس است روح رحمت	نور متمثل است مجسم نیست
در وصف چگونگی و چونی	جز نقطہ سراسم اعظم نیست
خال و لب او شب است و روز <sup>است</sup>	دیدی شب و روز را فرا بزم نیست
شادی ز پس غم است و غم از پس <sup>او</sup>	ہر یک زوگر جدا و با ہم نیست
مارا ہمہ غم است و شادی نیست	اورا ہمہ غم می است غم نیست

اں بواج شاد باش و خرم  
معتوقہ من ز نسل آدم نیست

کمند جدا و دام ہو ایت	دو گوشہ ابرواں کنج بلا ایت
رخ تاباش شمع شہر افروز	لب خنداش چمن میخانہ چای ایت
کنار غرق دریاے محبت	نشتہ درد و غم چون آشنای ایت
چہ پندم میدی ای خواجہ زاد	بروے خوب مارا ابتلا ایت
نظر کردن بخواب دین سدا ایت	محمد ازل دل را مقتدا ایت

اگر سعادت مے چشم بانے  
سفر اللہ محمد رہ نہایت

امروز ماہ من بطریقے در آمدہ است	گوئی کہ آفتاب ز مشرق بر آمدہ است
سلطان خورویاں و سالار دلباں	حن و فریب و نہ چالک آمدہ است
از صحبتش بیشتر صبرے نمی شود	آئندہ نازنین است خلقش بر آمدہ است
خوب از کسے نہ بیند خوش نغمہ نشود	از ما درازل ہمہ کور و کرا آمدہ است
بمجران سے نخواہد ناکہ گرانقدش	با درد سوز بودن مشکل تر آمدہ است
انکار و درد عشق و محبت کسے نہ کرد	الاکہ زادہ بود کسے از خراہدہ است

یاراں عشق بازیکے تحفہ بشنوید      سیں تنے بہ نقرہ وزرور برآمدہ است  
اسرار در عشق ابوالفتح را پیرس      کو کہنہ در منداست عاشق سرآمدہ است

مرغ و لم بدام محبت اسیر شد  
باز او ہوا نگیر و رفتہ برآمدہ است

شراب عشق را لعل تو پیانست      بہ سر کہ پردہ ہی ہر مست و حیرانست  
سر زلفت کہ دام صید دلہاست      جہاں گزشتہ دیوانہ پریشانست  
لب لعل و بیہ خائے براں لب      دریں صورت جہاں کفر و ایمانست  
تو در عیش و خوشی احنت انصاف      مرا گوئی کہ دردت جلاے درانست  
ترا با من ہمیں عکس و عداوت      مراد دل ہر نفس ای یار خائانست  
بلائے من دریں پیری و گزینست      مگر کہ دل گرفتار جوانانست

محمد بربش ہمیش ہمیں است

ہیں باکو و کان و گئے و چوگانست

گرداۓ حق ترافسراع است      امر و زہولے کشت باغ است  
جزو لب زیا حکایت او      وہم است خیال و نزل اللغ است  
وہ دیدن ہوسے روے غنیاً      بر سینہ بار سنگ و داغ است  
جز بروز تو سرے نام      بر کرسی و عمر شش بہ داغ است  
مرغ دل من بدام شخصے است      طاووس پستش کلانغ است  
ہم سر و لب بند پامال است      ہم کبک بدان خرام زانغ است

بو الفتح بہ نقد وقت خوشن باش

گرداۓ حق ترافسراع است

کف پایت مللے باجلالت      لب لعلت شراب بے ملالت

۱۔ بروز یکشنبہ است و سوم ذی الحجہ ۱۰۲۸ ہجری قمریہ  
۲۔ جمعہ و از وہم محرم ۱۰۲۸ ہجری قمریہ

حکایت امر و شباب احسن الوجہ  
 نباشد خبر وجودت را مثال  
 جہاں تا بود خواب نیز بودند  
 نہ بودہ است اینج خوبے کمال  
 نباشد سرو زان حسن رفتار  
 نباشد قامتے براعت الدت  
 بے محرو پری دیوانہ تو  
 بے انس و ملک ہم خیالت  
 وے بے تو حیاتے حاش للند  
 زمانے بے تو بودن وہ خجالت  
 ترا علی کہ روے یار نہ نمود  
 مخواں علمش کہ ہست میں چہالت

شبے باہ روے خوش غنودم

محمد بودہ ام در ذوق و حالت

مرا با عشق بازی عشق بازیست  
 نہ با ہجران و وصلت کار سزاست  
 جالش عشق مارا مبتلا کرد  
 چہ باشد وصل ہجران ایچہ بازست  
 اگر باورد در ماں ہست کارے  
 حقیقت دال کہ این عشق تجازست  
 ز عاشق گریہ و عجز و اسف  
 ز معشوقہ تکبر سرفرازست  
 فدائے یک نظر ہر دو جہاں باد  
 بر آں غمزہ کہ غمازی غازیست  
 کنار و بوسہ عاشق را ہوسنست  
 و گر ہست عشق نیت این دین گذارست  
 لب تو با بیم آلودہ گر شد  
 نگارانیست غم جانم نمازست  
 حدیث عشق عاقل را چہ نسبت  
 چہ عقل بوعلی و فخر از نیست

محمد عشق کلہا پاکمبازانست

محمد عشق بازی بے نیازست

میگوں لب مرا صفا نیست  
 آن بایر عزیزا و سنا نیست

گر تیغ زند حلال را راست  
 و روم بزخم مرار وانیست

ای ترک ز غمزہ تیر کشش  
 سینہ ہدف است ترا خطا نیست

حضرت اکبر چینی این غزل را در جوامع الکلم در لغویہ روز شنبہ بست و پنجم ربیع الاول سنہ ۸۰۰ شریک کردند۔

عشق آمد و عقل خفت بر بست  
 فریاد ازاں جوان خود کام  
 من عاشق و مبتلائے یوم  
 تو وعدہ بکن خلاف میباز  
 آں پسیر ہن وجود در بر  
 در عالم دوستی دو نامیت  
 بوالفتح اگر تو عشق بازی  
 در نزد حریف جزو غنائیت

میگے گو نیک

لب میگوں او پیمانہ ماست  
 شکستہ خاطرے دارم حرا بے  
 خیال زلف در شب آتار یک  
 سرا فرازی چه می بازی برین جعد  
 نباشد سرور اہر گز گل و بار  
 اگر عشاق را دانی نوائے  
 کمال نغمہ در سر غائے ماست

بہر جا کہ لطیف و خوب طبع است

محمد عاشق و دیوانہ ماست

دل و دین در خیال آن جوانے است  
 ز گردش چشم او این دین آمد  
 درون خانہ خسار بہ نشین  
 اگر چه غمزه اشس ترکیت خوین  
 کہ از ہر وہ کہ رویت تیز بیند  
 بلال ابرواں دیدم بشامے  
 کز و تاراج شد ہر جا کہ جانے است  
 کہ ہر لحظہ شفائے نا توانے است  
 کہ از اندوہ و غم دارالانا نے است  
 لب میگوںش را شیرین زبانے است  
 کہ مژگان ناوک اندا بر کمانے است  
 کہ قرص بدر نزدش نیم نانے است

یقیناً ہر دوسلے برہم نہاوا  
 شدہ بے شک گمانے درگمانے  
 لب و دندان و آن رخسارے او  
 گواہی میدہد کہ حق نشانے است  
 محمد پندوہ بوالفستخ خود را  
 خدا را در نہاں پیدا چہاںے است  
 عجب دارم ازین مردم کہ گویند  
 کہ در چشم تباں سر نہاںے است  
 بحق الحق دیدم آشکارا  
 کہ مردم چشم من عین فلاںے است

مرا با این جہاں کا سے نامذہ است  
 خراب است شہر خمار نامذہ است  
 ہمہ عالم گرفتہ است در واندو  
 جوانے مست و میخوارے نامذہ است  
 ازین وحشت کہ رہ جانم گرفت  
 ولم رامونس دیا سے نامذہ است  
 نہ بینی خوب و باں را و نساے  
 بجز بارے جفا کارے نامذہ است  
 درخت خوش و لے از بیخ افتا  
 دریں گلبن بجز خارے نامذہ است  
 نمی کارند بجز خار معنی ہا  
 زین شاوی و روف و در چنگ  
 ربانے شکستہ را تارے نامذہ است  
 جہاںے خفتہ اند در خواب غفلت  
 دے ہتھیار و بیدارے نامذہ است  
 دکان و عمت و ارشاد و بر بند  
 ضرورت شد خریدارے نامذہ است  
 بجز وضع و دروغ و افترا نیست  
 بلے و نیا و دین و اے سے نامذہ است  
 در بین ظلمت سر روشن چہاںے شدہ  
 محمد ایچ رہ کا سے نامذہ است  
 ابو الفتحا ازین عالم سفسر کن  
 دمیدہ است صبح اسما سے نامذہ است

الاکبیسو دراز اطل و عرضے

جہاں را نامذہ است آسے نامذہ است

وان تنگ اورانے کشادہ است  
 کہ ہر لفظے شکر پارے قنادہ است

تا  
گر گرفتہ درو

تا  
اشک

تا  
رے

۲  
ترا ہی دوست دار

بے پیر فلک را بود تو لیسید  
شکال جسد او مشکل بلائے  
خوشم از دل ترا کیں دوست دار  
زبان من چہ بس شیرین زبایت  
بگو دشنام یا فرما شنائے  
پناہ کہ میری چون نگیرم  
بہ نخل سرو قد سے راستم من  
ابو الفحوا تو درد عشق می باز

ز گیتی چون تو فرزندے زادہ است  
کہ پاسے دل کسے زو کم کشادہ است  
خوشم از چشم کو عین و داد است  
ہمیشہ نام تو در گرفت و یاد است  
کہ عاشق را ازین خوش تعبیا داد است  
کہ تکبیر او ست بروے اعما داد است  
بلند است او کہ باکے الیاد است  
بگرداں مہرہ بر تو اعتقاد است

محمد راز تو نے آرزوے

مگر بینی کہ سبر و زہادہ است

مارا نظرے براں جواں است  
لعل لب او دے مکیدم  
شیریں سخنے است آن جواں  
از شہد و شکر کہ بادہ سازند  
کو چشم دل است و عین جان است  
از آب حیوۃ خوش نشان است  
گوئی شکریت پر وہاں است  
از لعل لبش ہمیں چکناں است

فلطیدن چشم او نظر کن

مضمورے مست و ناتوان است

مہر کہ اجانش نیست جانان نیست  
عشق بازی چہ خوب خوشگاریت  
عشق بر خال و خندہ بہ دین است  
در نیابد حیریم عشق کسے  
ہر کہ بادہ نخوردستان نیست  
لیکن ای بار سہل و آسان نیست  
مہر کہ عشق نیست ایمان نیست  
آنکہ بیروں ز خویش و خویشان نیست  
جز کہ مشتاق زخم چو گان نیست  
کو کہ تن را سپرد پر چو گان

۳  
خط

نیکیوں رحمتِ خدا مستند  
 لعلِ اذختم سلیبے داں  
 نیست کس را بر اس سبیلِ سبیل  
 برہمن و شش بہ پیش جان آدم  
 این سرین لبند و جعد دراز  
 جعد او بر سرین چو ابد الے است  
 درو بردو بہ ترا تمہرودرد  
 گرچہ پیری ز عشق توبہ مکن  
 ای خوشاں مردانکہ گردی کرد  
 آنکہ بے منقبش تو اں آسود

آنکہ او پت نیست بجان نیست

سیاہ لبناں

غریبیاں

ای محمد بدر و عشقِ مہر

وصلِ احبابِ کلا ر آسان نیست

بے درد و سوز عشق ترا اعتبار نیست  
 باورد و سوز بہت دلم را موانست  
 از لذتِ وصالِ نصیبے اگر رسید  
 مرد قمار باز کہ جان و جسم اں بہ باخت  
 کشمیر و یا چگل کہ سخوباں نشان دہند  
 "ناچند ہچو کس رو کسے سر سرازے  
 گر بوسہ دہی ز جہالت چہ کم شود  
 بر حسن خویش بیش منازای جوان من  
 در وصف جعد او چہ زبان اکنم وراز

آنرا کہ در دنیست خود او در شمار نیست  
 بے مونس عزیز دلم را قرار نیست  
 خنخ بدیاں لذیوے بے نگار نیست  
 بازندہ او ست جز زبانِ فقار نیست  
 چائیکہ زاد گشتِ مٹاش دیا ز نیست  
 دانم کہ تلخ ایں شجرت زیر بار نیست  
 بخلکے مکن کہ حسن و نمک پا میدار نیست  
 حسن و شباب را بخدا اعتبار نیست  
 زیرا حدیث زلف ترا احتصار نیست

جز کہ بدیاں

بواغ پیرستی و شرمے نمی کنی  
جز عشقِ روئے خوب ترا بیج کار نیست

سرد اسہ بار سرفراز چہیت	چنگ را این ساز و این آواز چہیت
گر بخواہم بوسہ از تو بدو	بر خیال و ہم چندین باز چہیت
این جہاں را سر بسر دیدم نگوں	سفر و بی ماند و است در باز چہیت
گر ز مہری و دنا بوسے زوی	خوب کردی و انگھے این کار چہیت
جز خدا گر نیست دیگر را وجود	سرچہ باشد استتار را چہیت
عشق گر عین وجود ما بود	عاشق و معشوق را انہا چہیت
گر ترا با یار خود شد اتحاد	آن توئی و این منی را انہا چہیت

لب بلب سے دم تنک تر بس بیک

قل محمد لایحوز و با چہیت

ہر کہ آمد دید چشمت مست رفت	ہر کہ دید آن مست را از دست رفت
دل کہ بت رویاں ز من بر بود اند	بر مثال ناو کے از شست رفت
ہر کجا سروے بہ بتانی برست	پیش بالایت چو آمد پست رفت
دل مرا صید دو گیسویش شدہ است	مرغ جانم از قفس بر جبت رفت

شب خیال لعل او آمد رواں

ہر چہ جز تو بود از دل شست رفت

دولت عشق ترا زوائے نیست	وصل معشوق را ملائے نیست
عشق را شبہ و یا نظیر مداں	عشق را صورت و مثالے نیست
عشق ہم خویش خویش را ز اوست	پدر و مادر عم و خاے نیست
عشق را درۃ الیتمیے داں	صدق و بحد در خلائے نیست

عشق را عیب عین عینی نیست  
عشق را اما مور ز امرے نبود  
از لبش بوسہ بخواہم من  
ہر دو لب حلقہ و خط وسط  
آنکہ از خوشی تن بدر شدہ است  
منم آن عاشقے کہ بے غرضم  
حاصل عشق ہستہ بہا تے  
عشق از وصل و ہجر بیرون است  
عشق مرغے است از قفس بیرون  
آب اندر سحاب نزالہ بہ لبست

م عشق نامور

ہر دو لب حلقہ است  
خط وسط  
تا تو بین راخین

عشق را بادوی و بائے نیست  
عشق را حرمتے جلائے نیست  
وہ چہ خواہم کہ جز خیالے نیست  
قاب تو کسین جز این مثالی نیست  
دعوی وصل ازو مجالی نیست  
جزیکے بوسہ ام سوائے نیست  
طلب عاشقان وصالے نیست  
عشق را فصل و اتصالی نیست  
جز کہ او صورت و تشکالی نیست  
صورت فعل و انعمالی نیست

امجد سخن ز عشق گوے

عشق در رسم قبیل وفائے نیست

مرد معنی از جہانے دیگر است  
زا اول شکرانہ سردارم بہ عشق  
یار مارا روے چون ماہ تمام  
جد گویم کار سر بازیت عشق  
عشق حاصل نیست از تسلیم کس  
بر سر کینگز لفتش سرسیت  
کے توان گشتن بگوزلف و روے  
آنکہ در راہ یقین سرسودہ اند  
کشگان عنبرہ معشوق را

گو بہ لعلش زکان دیگر است  
تا نگوی کسین فلانے دیگر است  
بر رخ زیبایش شانے دیگر است  
عشق باز از انشانے دیگر است  
این سخن را ہم بیانے دیگر است  
چوں سہی بنیم جوانے دیگر است  
زانکہ شانز اپا سبانے دیگر است  
ہر سرے صاحبقرانے دیگر است  
ہر زماں از لطف جانے دیگر است

عالمے راول بشد از غمزہ  
 این چنین تیر از کمانے دیگر است  
 باگرو ہے شد محمد خوب دید  
 کان غزیراں را نشانے دیگر است

این ناز و کرشمات کہ آمخت  
 صد پارہ دے شدہ کہ اندخت  
 من سوختہ ام ز مہر شمعے  
 این آتش غم دگر کہ افروخت  
 تن چوں نے خشک شد ز بحر  
 دل ز آتش دروغوشتن سوخت  
 لیلے نہ خوردہ نیم جو ہم  
 مجنون و جہاں اگر چہ بفرخت  
 باحن و نمک بد است مخلوق  
 آں شیوہ و شکل را کہ اندخت  
 ایں دوش زون بناز و غمزہ  
 لب خندہ کردنت کہ آمخت

تن چو کہ خشک شد  
 ز بحر

جانے کہ ز عشق باز باشد  
 بوالفتح گلے است یا کہ کمیخت

شراب عشق در میانہ نیست  
 کہ اورا جامے و پیمانہ نیست  
 بود جائے یکے جعدے درازے  
 کہ اورا عاشق دیوانہ نیست  
 سر و عشق را چوں قول عشاق  
 نولے نیست ہم فرغانہ نیست  
 در بیغ آید کہ خوبے شستہ باز  
 چرامرغ دلہم را دانہ نیست  
 ضرورت میثوم رسوا بہ سو  
 جزایں چارہ دگر بہانہ نیست  
 بود شمعے کہ در عالم برافروخت  
 کہ بہر سوختن پروانہ نیست  
 زہے جعدے کہ دار و شسوارم  
 کزاں افسانہ خالی خانہ نیست  
 دوسہ قطرہ ز عسل او چکید است  
 خمے نہ بود کہ زویشانہ نیست  
 مرادیدہ شدہ زان چشم غلط  
 کزو در ہر طرف متانہ نیست  
 کسے از جو ریا رنوخش نالہ  
 مگر حیرت غم مردانہ نیست

تا  
 بر

تا  
 بانہ

محمّد باب آں گیسوندار و  
کد تار موے اور اشنائے نیست

ما سیم شراب و یار و طاعت  
لا فیم زبیک و گرز تراست  
یک جرعه خوریم از عمو ضاعت  
لابد که بلا نسیم از کرامات  
گوئیم اگر چه صد دولالت  
از هر دهنی که هست خرفات  
قد و گیر نیست عین الایات  
چیزے بمیان نہ بود سہیات  
پس گلخنیاں شدند سادات  
گفتم قدھے سوئے ما ات  
دستار فروش و ایرینغیات  
تا ای تو بچشمس اوقات  
می بایدت باخت اختیارات  
یکجا نہ شو ندخالت و لات

ما سیم خرابی و خرابات  
خوش شسته شرابها بنوشیم  
صد تقویٰ و زهد را فروشیم  
نوشم چو دامن بادہ گرم  
در حالت بے خودی وستی  
جز و صف لبست ہر آنچه باشد  
جز قامت او کہ چون الفست  
دستے بمیان او نہ یادیم  
دیدم کہ گلستان و گلخن  
بر خواجہ مے فروش زفتم  
خندیدہ مسخر گفت با من  
آن مجذے نیست در شاہ  
این شاہد مے بنام خویش است  
تقویٰ و صلاح و کفروایمان

بوالفتح محمدی تو اختر  
بر شاہد او سلام و صلوات

بہر خرید جن تو از جاں دعا با خاستست  
واں غمزه را بنگر کز و ہر سو بلا با خاستست  
وے لعل میگونش چو گل از تو صفا با خاستست

یکدم بیاد بر بریش از دل شنایا خاستست  
زاں چشم مست او گل غلطیدہ مردم ہر طرف  
ای شمع رخسار کش ترا کز تو جہاں روشن شدہ

لائی

تو

انگور بتانش بہ میں بالہ حکایت میکند  
 ہرہ ازی میکنی وانم مقامی بیشہ  
 سرد کنار او بنہ با آنکہ چنگے میزند  
 ہر دم بہم آہ منجہ از سر مو اخواستت  
 اکنون نماذہ معتمد از تو دعا اخواستت  
 تا گو شمالی رازند از من نوا اخواستت

نظام  
 غاند

بوالفتح گر عاشق شدی میسوز اکنون در مہم  
 از سینہ عاشق ہوں در دو بلا اخواستت

قربان آن کما نم کو عین ابروان است  
 چشمش چہ شوخ دیدہ است ہر لخط ہر طرف  
 من گلبنے نہ دیدم بے رنج زخم خاے  
 سیلاب چشم عاشق غرقاب آب طوفان  
 مینوش باوہ ہر دم بر سینہ شاہد شہاں  
 جزایں دگر نہ دارم حاصل ازیں جہاں من  
 گرشہ آن لبانم کو صاف مے چکان است  
 مردم خراب کردہ است او فتنہ جہاں است  
 کبکے چنیں نہ باشد سروے مگر رواں است  
 کوہ سمرین جو دی آنجا قرار جان است  
 زندیق و ملحدے شو دنیا مہمہ چناں است  
 ایماں میان سینہ جاناں میان جان است

در دل مرا خیالے لب بر لبش نہاوم  
 بوالفتح را بپرسی گوید ہماں گمان است

مست و خراب نیم شب سینہ کشان درآمد  
 سرو بہا را آمدہ است سبب و انار بار او  
 بر سر کہ سمرین او داروے دلبری طلب  
 ہر کہ نہ دیدے او ہیچ ندید در نہاں  
 طعن چہ میکنی فلاں سید درو مند نیست  
 عشق بازی و ہوا جمع نمی شود بہتا  
 جامہ بہر شاوہ تر خوے چکاں برآمدست  
 ہر کہ بدید در روش از تہ پاسر آمدست  
 ہر گیا در اں زمین ہر طرفے برآمدست  
 ہر کہ نیافت عشق او کوے وہم کرا آمدست  
 ہر چہ گویم گو کیس سخنم درآمد است  
 ہر کہ ہوا طلب کند کو ز خرے برآمدست

گر تو محمد منی منکر عشق ما مشو  
 مرد کہ عشق باز نیست بندہ بدست خرا مدہ

ح  
 اونانہ خر  
 ادست

یاسے گزیدہ ایم کہ وقتے وفانداشت  
 دروے برآمدہ است کہ یکدم دو انداشت  
 تکلیف لایطاق خدا ہم روانداشت  
 معشوقہ نہ بود کہ جور و جفانداشت  
 این عالم فناست وقتے بقانداشت  
 جز این دگر وجودے پیش التجانداشت  
 وقتے کلاہ بر سر و در بر بقانداشت

جائے کشیدہ ایم کہ گاہے صفا نداشت  
<sup>دولت بخت</sup> دروے ریشے دروے سینہ و دل سمینہ پر شدہ است  
 ای زاهد لگو کہ تو از خوب چشم بند  
 از جو ریگر تو بنالی رواد لود  
 خوش باش ای عزیز کہ از درد و غم منال  
 از نکیہ سرنیت کہ کو ہے است قایم  
 بیچارہ لونی کہ سر و پاش بر بہ است

بوالفتح را خطاست تمنائے وصل شاہ

بیچارہ مفلسے کہ جز این ابتلاناشت

عاشق از نعل یار آلود است  
 فارغے بے نیاز و آسود است  
 صدق و با کذب جملہ محمود است  
 مردک خوار و زار و آلود است  
 دین و دیرینہ رسم معبود است  
 ہم جگر نخت پیش موجود است  
 عاشق را شراب بہود است  
 ہر کہ جاں را بدست یار سپرد  
 از پئے وصل یار ہر چہ کشید  
 ہر کہ عاشق نشد قبول نیافت  
 جور محبوب و طاعت عشاق  
 ترک من مست نفس می جوید  
 ای محمد تو طلب کج شدہ

روے امر و ترا چو معبود است

عالم حسن را بقائے نیست  
 طالب وصل مرد بے شرم است  
 درد آشنام را چہ لذت و ذوق  
 ز اہد پیر است بے تدبیر  
 شاہد شوق را و فائے نیست  
 کہ از و تلخ تر گدائے نیست  
 جام فخار را صفاے نیست  
 کہ کوک طفل را را اے نیست

شخص طاکس وجان روبرا  
 چنگ لبتکته رارباب مساز  
 ہرکہ ما پختہ سوخت خام ہماند  
 آئینہ گشت ہچو تیغائے  
 پارسائی و عاشقی مہیات  
 ہرکہ بادور ساخت وزار ہمد  
 زینہاراں تو نرد عشق مہباز  
 شارب خمر را خمار بلاست  
 گر ہمیری بدر عشق بمبیر  
 جز وجود و گر بلائے نیست  
 مطرب کہنہ را نولے نیست  
 بار دیگر ورا پزائے نیست  
 مصقلہ ضائع است جلائے نیست  
 عاشقی جز کہ نثار خوانی نیست  
 درو اوراد گردوائے نیست  
 شیوہ آن بجز و غائے نیست  
 جز خموشی دگردوائے نیست  
 مرغ جاں را جز این ہوائے نیست

اے محمد ترا خدا ہے بہت

جز خدا ہم دگر خدا ہے نیست

ہرکہ باخواب بدخواہناست  
 سرو من من راست میگویم ترا  
 بیدے گزمالد از تنگی دل  
 پاکبازانے کہ می بازند عشق  
 حلیہ بسوح و قدوس است عشق  
 دوشن میگفتند منے می گریت  
 عشق را اگر صورت و معنی بے  
 ای ابوالفتح محمد عشق باز  
 غرق در دریائے رخ و ابتلاست  
 بتلائے غمزه در عین بلاست  
 دار معذورش کہ در روشن دواست  
 در جمال حق نظر دارند راست  
 من کجا و عشق بازی از کجاست  
 گاہ متی را نمی بینم بقاست  
 صورت او آدم و معنی حواست  
 جملہ محبوب اند عاشق را تقاست

در مندے گر کند فریاد و شور

قول اللّٰم من طلبکم گوید رواست

شراب عشق را پیمانہ نیست  
عجب باشد اگر شمعے برافروخت  
ز شہر خوشین و از یار و درم  
کسے کو قد موزون ترا دید  
عجب جامے است ایں لعل لب  
سراسے خبر و یا غم گذر شد  
حدیث در و را افسانہ نیست  
کہ گرد او یکے پروانہ نیست  
خراب از خاطر م ویرانہ نیست  
عجب باشد کہ او دیوانہ نیست  
کہ بے او بیخ خم خمانہ نیست  
تعالیٰ اللہ چو تو ہجائہ نیست

محمد درویشی مخور غم  
دریں مقلبت چو تو مردانہ نیست

میان جان من جز تو دگر نیست  
بجز عارف کہ بیند روئے خوں  
عجاب خلوتے دارم میر  
حدیث قد و حبد آں جوان مرد  
گر او در بر ترا باسے پنخشد  
بتکر مست من گفتم کہ نقلست  
نبا شد عاشقان را بیچ محرم  
نصیحت گوئے ناواں را چہ گویم  
زہے ذوقے کہ کس را زیں خبر نیست  
چہ بیند آکہ را نور لب نیست  
من و آن یار بہت کس دگر نیست  
چہ گویم قصہ او مختصر نیست  
ترا مردن بجز کہ پیش در نیست  
بجز دل بیچ شے ہنصر نیست  
کہ تن را از وصال دل خبر نیست  
کہ مولانا بجز کہ کور و کر نیست

محمد عاشقی و پارسانی  
محال است عاشق شد او بنسبت

ہر کہ دل را بزلف یازہ بست  
ہر کہ از غسل یار جامے خور  
ہر کہ بندہ شکل حبد شے شد  
از بد و نیک ہر دو کون نہ بست  
ہر نفسے ہچو من بود سر مست  
گرہ عقد غسل را بہ گست

از سر صدق ہر کہ زوق قدمے دست زافات رنج و فتنہ بہت  
گشت در باغ و گلبنے کر دم چون تو سروے در اں طرف کم است  
ہر کہ جاں را بہ عشق جانان داد  
ہمچو بوالفتح با فراغ نشست

## رویف حا

نظر بر نیکو اں نیک است ممدوح  
امانے مسید بدل لعل لب او  
بتوخی بر بیت دستے ز دستم  
تو اے زائد گو عشاق را پسند  
چرا مجنوں خوشناست فارغ از غم  
غریق عشق را با کے نباشد  
مرا روح القدس دست پسند  
جمال ماہ و مہر حسن حورا  
نباشد منکرش جز زشت و مقبوح  
مرا کہ غمزہ اش کردہ است مجروح  
نبودہ است جز گمان و وہم ممسوح  
کہ بدین می شود اں شخص منصوص  
مگر سیلی عروس گشت منکوح  
ز طوفان بلا و فستق نوح  
کہ شو با قلب و قالب جلگی روح  
بہ پیش بت رخ من جملہ مقبوح

نباشد

محمد زہرہ راحت بہ بستند  
در درو و بلا کردند مفتوح

## رویف وال

مرا سود از زلفش کرد ایں سود  
مرا از حاصل عشقش چہ پرسی  
ز ہے لعلے کہ اں سمرست دارد  
کہ جان و دین و دل شد نیست فنا بود  
کہ جز درد و بلا و غم نیفیند  
دو صد جرعه زہر یکسں ہم بود

سولے ز زلفش

گوئی  
 دو چشم گوئی عین پیالہ است  
 خیال شمع رخسارے جگر سوخت  
 گداے بردر شاہ جہانگیر  
 قفاے چند بادشاہ نام بیبا  
 سرین و جہاں دیدم بلا شد  
 دو چشم دیدہ شد مردم بچیر  
 محمدیار وعدہ کشتنم کرد  
 دارم بلا

کہ مردم سرخوش است و دل بیاید  
 چو پروانہ بر آورد از دم و دود  
 گدائی کرد و سلطان صدقہ فرمود  
 گدا را عزت و دولت بیالود  
 کمر شکست و عقلم نیز فرمود  
 بشوخی ہر کجا جانے است بر بود  
 بکن یک منٹے پارا بتلازود

محمد عشق بازی پاک بازی است

کہ ہر کہ جان و دل در باخت آسود

میگوں لبان صفا ندارند  
 از دل شدگان چه باز پرس  
 شیریں سخناں و فاندارند  
 در سینہ بجز خیال معشوق  
 دردے دارند و واندارند  
 در سینہ معشوق اگر چه دادش نام  
 چیزے و گر رواندارند  
 در پنجنہ زلف او اسیر اند  
 جزمح و شناد عاندارند  
 جان را تو فدائے خاک پاکن  
 امید شدن را اندارند  
 این سنگدلاں صفا ندارند

پروردہ عشق خوشیتن را

جز منظر بلا ندارند

دو چشم ناتوان او مرا بخور میدارد  
 دو گیسوے درازا کہ کردہ است خانہ او را  
 دو کوبان سرین او گراں سرمایہ ذوق است  
 قد و رفتار او بنگرب و رخسار او بنگر  
 دو غسل مے چکان او مرا مخمور میدارد  
 مراد یوانہ میسا زو پریشان دور میدارد  
 شکستہ خاطر خستہ بدهاں مسرور میدارد  
 خرابی دل مارا بدهاں معمور میدارد  
 می بین

نہی خواہم دل خود را کہ گرد و تیلای کس  
 نزارد آگہی از دل ملامت گویے بیاصل  
 ولیکن نرگس متش مرا مخمور میدارد  
 ولیکن مردم عاقل مرا معذور میدارد

محمد خوب می بینی نہانی عشق میبازی

مگر کہ جاہ شیخ تو ترا بر زور میدارد

جادہ شیخی

تا خام

تا کہ

سرو استادہ ماند چو نیت سار تو دید  
 و ان خط مشک و ام کہ شد گرد روی  
 جدش بگے گذاشت نیت بر سر  
 نور صفاے عارض آن مہ کہ لخط کرد  
 شمع رنے چو دوش صفائی خود نمود  
 لعل لبش بہ میں کہ چہ مدوشن میکند  
 بیمار بودہ ام صنما کشتہ فراق  
 ایمان و کفر سر دو گے یکقدم شوند

طوطی خموش گشت چو گفتار تو شنید  
 روشن مگر کہ سبز تر گرد گل و مید  
 مارے سیاہ ہست کہ بر کوہ مہ کشید  
 صبحے بصدق صادق روشن چو روز دید  
 پروانہ وار گردش جان من پرید  
 از مے فروش پرس کہ مے از لبش چکید  
 عیسی صفت خیال تو روحے بدل مید  
 مار از لعل و خال تو اکنون خبر رسید

بوالفتح وار ہر کہ شد او عاشق بے

صد گونہ رنج و محنت در دو بلا بدید

راشد

نیم صبح گل راتازہ جہاں داد  
 بہار آمد جہاں راتازہ ترک کرد  
 سلام اللہ علیک ای خواجہ خما  
 گروکانے بذیل مطربان است  
 رفیقہاں را ہی آگاہی کن  
 پیایے کردہ پیمان پر سیا شام  
 بوصل و لبرے سپار جاں را

عروس در درار و بند بچشاد  
 ز گیتی گو کسے فرزند نوزاد  
 بہار آمد رواج کار بردار  
 نوید وصل بر شاہ فرستاد  
 شراب و شاد ہر ساقی شد آباد  
 ز بہر ذوق مستی را کن ایجاد  
 نگہ کن تا شوی از خویش آزاد

چنان سوده و فایغ ہی زی  
کجا کارش کشد و اندا علم  
مثال کہنہ پیرے خوردہ امجاد  
نشد باری بہ نقد وقت و لشا  
نصیب ما شدہ است ایجا جزو

خبر بردوستان مارسانید

محمد پیر شد و العشق یزداد

محمد عشق می بازی خوشت باش  
ترا از کوی عا شق شد است نام  
بذوق درومی سازی خوشت باد  
خطاب سوز بر سازی خوشت باد  
تو خود سروسرا افزای خوشت باد  
تو بر جن و نمک نازی خوشت باد  
و گر با خوب ہم رازی خوشت باد  
یکے از دیگرے رازی خوشت باد  
نہی دندان و لب گازی خوشت باد  
بماہ و مہرا بنا بازی خوشت باد  
بترک غمزہ می نازی خوشت باد  
چہ راحت ہا کہ پردازی خوشت باد

نہادی وصل و پیراں را یک سو

بنقد وقت می سازی خوشت باد

آنانکہ بجام عشق مستند  
گہ در روع و نماز کوشند  
پہوش ز باد و استند  
گہ بادہ خورد و بیت پستند  
جز نقش نگار پاک شستند  
در غرقہ لامکان شستند  
از کرسی و عمرش در گذشتند  
بر لوح وجود ہر چه دیدند

از رو و قبول ننگ دارند از ہجر و وصال دست تستند  
 ویباچہ دست و وجود اند عنوان ازل ابد شد تستند  
 از کن فیکون رستگانند  
 آسیند و روند خویش بہتند

فروغ شمع را پروانہ باید سلاسل حبد را دیوانہ باید  
 حریف مجلس ما سادہ بہتر ندیم و شاید شنگانہ باید  
 نوید شتم گر کرد معشوق مبارک باد این شکرانہ باید  
 مرا بروم خواب وہ براتے تو صاحب فتری پروانہ باید  
 چگونہ مدن می مست گرد و

محمد ملک او میخانہ باید

سجودے پیش ہر بت رونشاید نہادن سر پیش یار باید  
 ز پس اند از چوں حجد و سرینے سوی محبوب اسچہ پیش آید  
 بیانا یکدے ذوقے برائیم نمیدانیم فردا تا چہ زاید  
 شکال حجد را محکم چہ بسندی ہی ترسی در رفتن کشاید  
 اگر عاشق شدی ای خواجه عاقل ہزاراں درد و غم محنت فزاید  
 خاک شامے و بس روشن صبا کہ سرخوش مست یار از وز در آید

نظر بازی محمد اہل دل راست

دے داری کہ تا خوبی رہا بد

بجھانڈا مسید ما برآمد صبا حسی مست یار از در درآمد  
 بہستہ در کشادہ بند بختا برغبت با فراغت در بر آمد  
 قدم آنجا بسر شد اے بت من سر اسرار زوہا در سر آمد

ہمیشہ

اگر تو عاشق

باید

چہ می پرسی مرابت می پستی      بت من بت گراں رابت گرا آمد

ابوالفتح ال عشق چوں وید

مرامعشوق من عاشق تر آمد

چو درد عشق در مانے ندارد      فرید شوق پایا نے ندارد

تو منکر عشق را اسمے مفرما      کہ این گمراه ایما نے ندارد

چہ داند طعم خمسر و ذوق مستی      منع وتر سا کہ پیما نے ندارد

پریشاں کرد و جعد و سرینے      پس افتادہ است سلمانا نے ندارد

بیاید اول با دوا و دل را      کہ بے جا نیست جانا نے ندارد

بود زیبا ز پیرایہ معطل      چو صاحب جن احسانے ندارد

اگر چشمے نہ بیند مردم خوب      بہ میں کاں دیدہ انسانے ندارد

چگونہ چشم بر بندم ز خوباں      کہ باب القلب و ربانے ندارد

محمد میکند دعوی محبت      بریں گفتار برانے ندارد

ابوالفتح باغیر بذل و ایشار

وصال یا رامکانے ندارد

ہر کہ از درد من خمسر دارد      دست بر سینہ یا کمر دارد

آہ من ہر کہ در سحر بشنود      تا دم صبح چشم تر دارد

شوخی چشم و فتنہ بازربود      ہر کہ در کونے او گذر دارد

ہمچو من مبتلا شود یکبار      ہر کہ بر روی او نظر دارد

ترک غمزہ اگر کشاید تیر      سینہ را اہل دل سپردارد

کبک رفتار اگر بلبند پری      مرغ دل را پریدہ پردارد

جعد او با سریں چہ می بازو      مار بہ کہ کثیدہ سردارد

بروز دوشمنہ بہم ذی تعدہ ستمہ مرزب تلم شد

شوخی چشم  
فتنہ بازربود

از

چہ می بازو

لفتنح عشق را بشناس  
ای ابوالعاشق کجا خبر دارد

ویدگان را شراب خواهم کرد	جگر و دل کباب خواهم کرد
ترک خود میهمان نخواهم خواند	خدمتی جان شراب خواهم کرد
دست بر حجاب نخواهم زد	خانمان را خراب خواهم کرد
لب او با زبان بهم جوشم	شکر و در گلاب خواهم کرد
ناصری خیال ذوق برد	نام او لعل ناب خواهم کرد
نفس را گرد ریغ آید حبال	نفس را اخصاب خواهم کرد

خون دل را ز دیده خواهم سخت  
ناخنت را خصاب خواهم کرد

تا که با ما است جان ما بوجود	یار ازمانی شود خوشنود
من زانده و دروغم نامم	یار از لطف خود همی نرمود
تو کجا و وصال او ز کجا	هم برین درد شاد باید بود
وصل را از خیال بیرون بر	هر که با درد ساخت او آسود
راه وصلش در از بی پایست	مانده شد هر که راه را پیسود
با تو نقت راست درو همواره	نقد بهیتر نه و عده بخلود

ای محمدنه مونس هستانه یار  
هست اندوه دروغم موجود

برودل را جواں تر سازاد	عقل را کند عشق از بنیاد
همه جا عدل راست انصاف	نیت در شرع عشق جز بیاد
لعل شیرین بکام خسروده	که شیرین را سپرد ز سر ما

له این غزل را بروز و کشته بتم ذی قعدة سنة ۱۰۲۰م بقلم آوردند له این غزل را نیز بروز و کشته بتم ذی قعدة سپرد  
سنة ۱۰۲۰م رقم فرمودند له این غزل را بروز و کشته بتم ذی القعدة ۱۰۲۰م را فاده فرمودند

تا  
نیت امید  
و فاشنش

زیر قفس می نگرود او آزار	مغ و در دام عشق اگر افتاد
هر که تیرش بخورد او افتاد	بهت امید راست خواستش
ورد و اندوه من همی یزداد	هر چه او را شود مزید جمال
راحت ذکر و لذت او را	ذوق دشنام یار برد از من

ای محمد بجز تو کجاست دگر  
بنده وقت باش از همه آزاد

بنده وقت از  
جہاں آزاد

سوار مست می آید سمند حسن میتازد	نمیدانم که آن بد خو بریں کیس چہا بازو
مگر آن شهسوار من بمبیدان گوی میبازد	غبار از سینه می خیزد و خان درو میوزد
چه عیب است گر جوان من سخن خوشین نازد	همه عالم نظر دارد و بجاه و مال خود خسر
ندانم جز خدای من چنین نقشه دگر سازد	تعالی اندنگارینا چنان موزوں و زیبای
زہے مسکین دل بیدل و شوکر کی طرف تازد	لب لعل و سیہ خالی جیش باروم کجا شد

نیکار  
ن تواند

اجازت بوسه گریا بد محمد عاشق بیدل  
همه معذوری وارش زمستی گریش کا زد

سبیل درد را هم ره نباشد	ترا از حال من آگه نباشد
همی گمره طریدا شد نباشد	کسے را اگر بدایت عشق کرده است
ولے در عاشقی گمره نباشد	بیاید خود رو و بے موجب عشق
حریق سوز غم را نه نباشد	بجان و دل اگر کس کند یار
ز جور یار ناله ره نباشد	جنای یار بر چشم و سر راست
چنین حسن و ناکمے روم نباشد	بریں شکل و روش سر و ندیم
براں غوری ببایل چه نباشد	چه کو وارد ز خندان تو مارا

ن کورا

ببخونج بخونج بجز خضه نباشد  
به عاشق هر چه از معشوق آید

سید اکبر حسینی این نزل را در محفوظ (جامع الکلم) روز شنبه بست و پنجم ربیع الاول ۱۳۳۵ شمسه مرد روح کردند  
ع ایضاً ایضاً

اگر طوفان آتش سر بر آرد و بتاب او تنے چوں کہ نباشد

محمدی مردان عشقش

دو اے درد تو جز وہ نباشد

امروز آن نگار جمائے و گر نمود  
عارض زدہ است ہمہ پردہ ز رخ کرد  
یک خند نے کشادہ جہاں را حیات دہ  
یک چٹکے بہ بست جہاں ز انکھ فرو  
رخسار گلبن است لبش شکرے نمود  
اے اہل دل بگوئے تو بر مصطفیٰ درود  
سوز فراق شمع رنخے جان و دل خست  
پروانہ روشن آرد آتش ز سینہ دہ  
ہر جا کہ بہت اہل دلے بتلائے او  
خالی رخسار کہ دید کہ از دین خود گشت  
ہر جا کہ خوب روئے اورا کند سجود  
یک بوسہ کہ یافت از آن لعل چکا  
گر اہل ہند بید ترک خطا صفتن را  
از قانتش چہ پر کسی سر ویت است  
از دین بت پرستی تو کہ بت نہ بود  
جعد و سرین چہ گویم ما سے بگوہ جود

یک چٹکے نہانی بوافتح را بخش

پے کوری رقیب علی رعم آں حسود

مرا باہ روئے یار سے بود  
شبے ہم یکگر شب کاری بود  
از و ناز و کرشمہ سرفرازی است  
ز من بیچارہ عجز و زاری بود  
نبا شد بدوش عزت کسی را  
مرا با سے دراں کو خوار می بود  
اگر درباں نہادہ پیش من چوب  
ولیکن با سنگش خس خاری بود  
بیک بوسہ دو جامی پر بہ پیمود  
حریف و شاد و مینوار می بود  
اگر چہ غم زہ تیرے بر جگر زد  
ز لطف لعل او دلاری بود

محمد نیک لیدہ خمار است  
مگر با مہ رنخے بیداری بود

حضرت سید اکبر حسینی ایں غزل را در طغلوذ (جامع الکلم) روز شنبہ بست و پنجم ربیع الاول سنہ ۱۰۳۸ ہجری کوئند

در عشق

حدیث عشق من افسانہ شد  
ہر آن کو دید زلف پاکشانرا  
عجب قہرے کہ دار و عشق یارب  
فلاں ز اہلبس میگون او دید  
شبے جعدش بخفیه بر کشیدم  
چنان رنجور از دولت تن من  
مثال سوز من پروانہ شد  
سراوگشت و سہم دیوانہ شد  
یکایک آشنا بیگانہ شد  
شراب و رور چمانہ شد  
عجائب قصہ در ہر خانہ شد  
کہ بہر درد و غم نیشانیہ شد

محمد راز حال او چہ پرسی  
ضعیفی ناتوان غم خانہ شد

گر یار مرا کنار آید  
گرناز و کرشمہ بیازم  
بر بستہ در و کشادہ سینہ  
متے ہر ادنا رسیدہ  
او خواهد و من نخواہم اورا  
کار سیت مسیانہ دو مردم  
در وقت خزاں بہار آید  
او عجز کند کنار آید  
ہر فتنہ بود ہر بار آید  
اندر بر ہوشیار آید  
من عاشق و او بکار آید  
کز سیومی ہر نگار آید

یوم

یاے کہ بکار کار تاید  
آں یار گوی چہ کار آید

مائیم بیک خیال خوردند  
صد شکر خدائے آسمان را  
نتوانم بے جواں خود ز سیت  
اے ز اہل پند گوے اسکت  
بگذار کہ روے خوب سینم  
مائیم بہ بند یار و رہ بند  
مارا کہ درین خیال فلکند  
اے خواجہ مدہ مرا چہ نہیں سپند  
نتوانم دل زیار بر کند  
ذوقے بکنیم روز کے چہ سپند

بہو وہ مخور غمِ جہاں را روزے دو غمِ سخن با سخن بچیں  
در عشق اگرچہ درد ہجراست صد ذوق و خوشی در دست آگین

بوا لفتح بگوے کامی محمد

مایم بیک خیال خور سندن

آن

مسلمان مران فریاد  
ہمہ کس در خوشی و ذوق مستی  
ز توجروستم تسلیم از من  
زمن از لذت و شنام خواباں  
مرا از آتش ہجراں امید است  
غبارے او فتد شاید بران در  
چناں از سقف چشمم بچکد آب  
نکرده است او مرا گاہی ولم شاد  
مرا مادر برائے درد و غم ز ادا  
تفسار این چنین تقدیر افتاد  
پریشاں شد ہمہ تسبیح و اوراد  
کہ سوز و خاک ساز و تاباں  
بدیں دولت بگردم از غم آزاد  
ہمی ترسم فرود افتد ز بنیاد

صفاک اللہ زور و محنت و غم

سلام اللہ محمد راست یزدا د

جور و جفا و یاری با یاریاں  
آن سر و قدما را و ان مودرا ز مارا  
آنکس کہ رنج دار در بخور خواہم  
مایم و در عشق کہ با وصل نیست کا  
شادی بروزگار جوانان عشق باز  
دو چشم آموں را غمہ است تیر  
ہر دو برے کہ در پس آن کج سرین د  
اورا ہمیشہ غرت و با سرکشی غنا  
سہ بروز چہ شبہ ہم ذی الحجہ شہہ مہ قبل آ دروند

درد و غنا و سوزش و غم برقرار باد  
عمرے بروز و سال و مہ بیشمار باد  
شادی بروز گاش و وقت بکار باد  
وصلش ہوس ندریم و غم برقرار باد  
گر وصل ہست نہ رنج ورنہ بکار باد  
مارا بسوز و درد و غمت افتخار باد  
در کوے عاشقانہں ہمیں سنگار باد  
مارا بہارہ بردار و افتخار باد

بوالفتح را چه پرسی ز اندوه درد و غم  
 پرور و دہمین است ہمیش ستوار با  
 آن وعدہ وصال کہ کردی وفا بکن  
 جان و دل محمد در انتظا ر باد

دل و جانم فدای آن جواں باد  
 خرابی ہائے ازاں لعل میگونست  
 ندارم رنجش از زید و از عمر و  
 مرا از دست خود فریاد فریاد  
 من آن بندہ نیم کز بندگیست  
 بتخریر تو خواہم گشت آزاد  
 من از تو رو بدیگر کس نیارم  
 تو خواہی جو رکن نوای بدہ واد  
 ترا حسن و نہک ہر روز افزون  
 مرا اندوہ و غم یزداد یزداد

محمد باشدے زین غم دہی ہم

مگر کہ وار ہم زین محنت آباد

جسد موزوں بدام ما بکنید  
 گر بے بوسہ زند بہ لبے  
 اسی جواں چو بادہ بخش کنید  
 چشم آموکہ کرد شیرشکا  
 وعدہ وصال کرد چاشت گہ  
 نامہ گر بسوش بفرستید  
 بہر دین ہلال ابرو را  
 اسی جواں پیرا بکن رحمت  
 شایدے را کنیز کم سازید  
 تازید مست خوش محمد تو  
 لعل میگوں بکام ما بکنید  
 بوسہ را بنام من بکنید  
 فضلہ ازاں بکام من بکنید  
 حیلہ سازید رام من بکنید  
 چاشت راز و دشام من بکنید  
 بر سر نامہ نام من بکنید  
 تا تو اں دید نام من بکنید  
 ذوق مستی مدام من بکنید  
 مے فروشنے غلام من بکنید  
 لعل میگوں بکام من بکنید

لے

لے

لے

ورخت عشق بے گل بار نبود  
 شمر تلخ است گل بے خار نبود  
 بوقت کارگری نہ کردہ است  
 ترا آن یار سرگز یار نبود  
 شبے گرمہ رخے در بر بخلطہ  
 بجز ذوق و خوشی در کار نبود  
 عجب کا سے اگر عشقے بیازی  
 پس انگہ درو غم اسم انکار نبود

۲  
انکار

کسے کو عاشق است فارغ نباشد

خوشی شستہ محمد وار نبود

مرا زلف تو ہر با سے دہ بند  
 کہ ہم در بند شاداں باد و خورسند  
 دہم دشنام مارا گوئنا سے  
 ز غم چندے قفا تو خوشترے خند  
 بدست خویش اگر تیغے برانی  
 بفرق تو شود بردست اسپند  
 من از غم بودہ ام ساحل گرفتہ  
 بیاد عشق در غرقاب افگند  
 دل من مبتلا سے آن جوانے است  
 کہ سرور است رفتار است کز بند  
 محمد پیر گشتی تو بے کُن  
 ترا نا کے کج پہ بازی و تاچند  
 چہ گویم باتو من اے مرداداں  
 ندام من دل و جاں آرزو مند  
 مگر کہ گاہ مردن آید مخصم  
 بصورت امر دے خوبے خداوند  
 کشیدہ آیتیں بالا بخصمی  
 کہر بندے ز زر کردہ مکر بند  
 ز سے جاں کندن شیریں در آنحال  
 چنیں جاوید دولت بر کہ بخشند  
 ہاگر جاں را بدست او سپارم  
 ز سے عاشق کہ من باشم خریدند

۶  
پند  
باش

۳۰۲  
برغم

۳  
جوانے

مرا در گورنوس نیت جزوے

کہ ازوے جلد غمہا شد پر گند

دل استاد من ہرچہ مرا از لطف فرماید  
 بد اماں گیر مش در بر کہ ہرچہ از دوست ملی آید  
 چنیں حنے کہ تو داری نمک چندین آگہ  
 ہمہ نالہم خدا سازی سخن اسحق ترا شاید

وگرنادرود حیمے کہ خواباں این صنعت ماید  
 ندانی کوز نو سیرت ز فرط عشق گر زاید  
 زباں آلوده ترددار و بدانکہ اثر میناید  
 بلاے درد و غم لا بد بہر رونے و گر آید

بجد اللہ چنانستی ہمہ کس در تنائے تست  
 وگر عاشق کہ از گاہے بیاروزنا بازی  
 ملامت گوے بجا صل نمید است حسن و زینب  
 ہر ساعت کہ می سینم مزید ابتلا باشد

اگر عاشق کہ از گاہے بیاروزنا بازی

محمد مرد عقلستی چرا دیوانہ عشقے

کہ ترک جان و دل گفتن مرا خواجه بفرماید

ازیں سودا ندیدہ هیچ کس سود  
 مگر آن شخص ازیں سودا بیاسود  
 کہ روشن می نماید عکس مقصود  
 بر آرد از دمار عاشقیاں درد  
 کہ سدرہ بہت بہر آن نخل ممدود  
 مرا این درد و غم اندوہ آسنود  
 ولیکن درد او سہموارہ موجود  
 شود ہاں عاقبت کار تو محسود

دل از سوداے زلف یازنا سود  
 زبانش را خوش آنکو سود گرفت  
 نظر بر چشم خواباں فرض عین است  
 ز بہیبت عشق از دوزخ دلاں کم  
 پناہ سایہ سروے نشینم  
 ترا گر حسن ہر روز است افزون  
 ز وصل او زمانے بر نخوردیم  
 محمد عشق بازی شیوہ تست

حیبت

نود گشتہ است عمرت لے ابو الفتح

رسیدہ بانو دور حکم مقصود

کو د کے نازمین است چه توان کرد  
 و لبرے پر زکین است چه توان کرد  
 خلقش این چنین است چه توان کرد  
 غمزه اش در کیس است چه توان کرد  
 و دیدش عین وین است چه توان کرد

یار من شمر گبیں است چه توان کرد  
 طلب وصل زو میسر نیست  
 او نداند کہ شمس کہ دن لیک  
 ہوسہ چون بخواسم از لب  
 چشم از اں رخ چه گونہ بر بندم

بابو

خلق او

پندگویا ز پسند خود باز آگے      بے رخش دل حزن است چه توں کرد  
نقش او بر جبین جان و جہاں      ہچو خاتم نگین است چه توں کرد  
عالے از جمال او بر خور و      خواجہ شیطان بعین است چه توں کرد

از پے کہ سرین و حمد دراز

میرا واپسین است چه توں کرد

خوبرویاں اگرچہ بسیار اند      شیوہ و شکہا سبے دارند  
ہر کسے شد اسیر ہر شکلے      ہر یکے در خیال و پسند دارند  
آنکہ عاشق بہاں مطلق شد      از تعین شخصے بیزا رند  
جز یکے در میاں نمی میند      و اں یکے در یکے کیے دارند  
خال و رخسار او قرین رہند      کفر و ایماں ہمارہ در کار اند  
دیدہ اہل درد و غم زدہ گان      ہچوں ابر بہار می بارند

م شخص

۲  
بکھن و ہند  
فربہ ہند

الحمد تو عشق باز نہ

عاشقاں ہر نفس گرفتارند

ہر کہ در بحر عشق غرق افتاد      گو ہر شب فروزدش داد  
نام مجنوں بلند لسیلے کرد      حسن لسیلے رواج مجنوں داد  
خوب رائے خداے خوارکن      شایدے مغلے سے سعد بمراد  
در فغانم زدست آن خود کلم      می کند ظلم و می نہ بخشد داد  
عشق آدم از دولت او      محنت و درد و سوز و غم زیاد  
می کشم جو رومی خورم اندو      پیش ہر کس نمی کنم فریاد  
با چنین روے خوب خلق دگر      مادر و ہر کود کے کم زاد  
نیست جانے کہ نیت از خونود      نیت آن تن کنیت از دشا د

اے محمد زکن کن بگذر

بایر را بنده باش خواه آزاد

شراب عشق را خفیه بنوشند  
 متاع زہد را پنهان فروشند  
 زمانے خوش بوقت خویش باشند  
 برائے دی و فردا ہر چہ کوشند  
 چرا بحرے بوقت خود نگر و ند  
 چرا چون چشمہ کوسے بنوشند  
 زہے ذوقے نغمے مستی بلے وقت  
 کہ مے با یار نوشند و خروشند  
 برائے یک نظر بر مے خواباں  
 بے پتیاں محنت را بدوشند  
 دلا برخواست حق میدہ رضائے  
 کہ بر راندہ قتل مہیو دہ کوشند

محمد یک نفس آرام و انجام  
 کہ پستان عقیمہ راندوشند

خداوند خداوند بدہ داد  
 مرا از دست من فریاد فریاد  
 جہاں جہد بکام ما عجب نیست  
 ہمیشہ درد و غم نیرود نیرود  
 خیال جہاد بس کینج شیں را  
 پریشان میکند اذکار او را  
 ولم تا شد اسیر آن دو گیسو  
 ز بند بندگی شد پاک و آزاد  
 ز دم دستے بسو دم نار پستان  
 ازیں راحت ولم با سینہ بختاد  
 تعالی امد کہ عشق سر و ستلاں  
 بگویم راستی بوالفتح نیرود

ہمہ عالم بذوق و خور می خوش  
 محمد ما درت از غیر غم زاد

کس برین تیراں دل نماند کس سر امن و تیراں بود  
 گوئی ہمیشہ غم زدہ روزگار بود  
 لب لبش ز دم کہ ازاں بر خورم مگر  
 آنجا ہمہ خیالے و و ہرے بکار بود  
 از حاصل محبت و عشق چہ پر سیم  
 درد و بلا و محنت در پنج و فگار بود

تا  
 زود وقت  
 غم مستی

خواب غافل از ان جہاد است  
 محکم جہاد بند است محکم

در بوستان عشرت خود کرده ام گذر میوه گلے نبود ہمہ خار خار بود  
 بودم بیک شراب کہ یک بوسہ لبست مست و خراب کرد ترا خود خار بود  
 تیغے کہ دوش بر سر من بر زوی چشم کاں سرزتن برستہ درین انتظار بود

عمرے کہ برد تو ابوا لفتح خوار زیت

باشند کہ سروری و ہمہ افتخار بود

شمع رخسارے مرا پروانہ کرد لعل میگو نے مرا متانہ کرد  
 جو راوشنید ہر کہ در زماں دقیرے نبوشت خوش افسانہ کرد  
 اے کہ می پرسی چرا دیوانہ زلف خود را گو چہ اولیوانہ کرد  
 آشنائی با فلاں کس کم کنی کاشنارا او ز خود بیگانہ کرد  
 من سرود حجلہ میگفتم شبے آں عروس مست من فرغانہ کرد  
 کیست کو جانہا پریشان می برد یار دائم زلف خود را شانہ کرد

من نخوردستم عرق نے آب جو

ای محمد لعل او متانہ کرد

محمد عشق را ہنجر باید طریق جاوہ بس سموار باید  
 بروں شد را بہ بیند و دروں ہم گریز گاہ را دروار باید  
 اگرچہ خوبویاں نیک خوبند جفا و ناز ہمہ در کار باید  
 ازاں لب بوسہ گردش اشارت ازیں سوکار بے افکار باید  
 مرا شیریں زبانی از کج باشد لب معشوق شکر بار باید

محمد عشق بازی شرط کار است

ولیکن عشق را ہنجر باید

جز جعد تو اے جواں لب بند درخانہ دل بلا کہ افگند

ت  
 بہ بیند چوں  
 دروں ہم

شمع رخ من ہمارہ می سوزد  
جان و دل من فدا تھے اسپند  
ہر شام مراست گریہ و رنج  
تو صبح صفت کشادہ می خند  
آن جہد و سرین است کویہ و ما را  
مے است سیرہ بکویہ الوند  
ایں مردن من ز عشق تا کے  
وین ناز و کرشمہ تو تا چند  
بازیل تو دل چناں بہ بستم  
چوں خرقہ صوفیاں بہ پیوند  
تو عیب بتاں چینیں محسینی  
گزرشت مزاج تنگ چشم اند  
حسن و نیکے کہ در توان فرو  
سوز دل من بگرد صد چہند

سریٹ

بوالفتح سخن ز غسل کم گو

بتراد و آنچه بہت در آ و ند

حسن تو نے نگار مرا عشقبا ز کرد  
شکل تو اے سوار مرا ترک تا ز کرد  
اے ہر کہ دید قبلاً ابروے آن جواں  
از قبلہ بازگشت بستش نماز کرد  
آن قدر بچو سرو رخ لالہ و ام تو  
از کشت و باغ ہر دو مرا بے نیاز کرد  
وی بادہ خوردہ بہت و پریشاں ہی  
دنبال او نمودم داو احمد ترا ز کرد

الطاف دست عام و لیکن مرا خصوص

دشنام چند داو ز خلق امتیاز کرد

اگر بار ماہستی خرد مسند  
مدہ دیوانہ و سمرت را پسند  
مرا در گریہ و اندوہ مہیدار  
تو با بیگانگان خوش باش خمیہ  
ز من آسودہ تر دیگر نباشد  
کہ ہستم من بدرد و رنج خورسند  
شکال حسب تو بندیت محکم  
کہ در ہر پنجہ اش چندیت در بند  
کنند جہد تو دایمے دراز است  
بہر حلقہ دو صد شہباز افگند  
جہا و ناز تو این گریہ من  
نظارہ کن میان روز کے چند

نام  
تا  
گر محکم  
تا  
بوغ  
را

نہ من مانم نہ تو نے ناز و گریہ  
 شد م پیر کمن در عشق بازی  
 اگرچہ آشنائے عجز عشقم  
 سرم در گرد پایے مادے باد  
 چومرغ وحدت اینجا کرد پرواز  
 یکن کن را بکیبارہ پرانگند  
 یکے کفرے و گرسنگر نہانی

محمد بابتاں خوش بہت خوردند

کہ دیدان چشم تو وانگہ بہ غلطید  
 کرا با حبد تو افتد سرو کاک  
 کہ زد بوسے بہ لعل تو نشد مت  
 گدائے بر سر کویت گذر کرد  
 حریف من شبے سرمست آمد  
 بنحفت و بخت من بیدار بودہ است  
 شد م در باغ و باغی خفتہ بودہ است  
 ہمہ دیدم صفا و روشنائی  
 محمد را بپرس از عشق بازی  
 کہ از جد خود احمد پرسید

بلغت ای کو دک شاستہ من

زہے کلے کہ آن فرزند بگزید

آن جوان من جوان ارجمند  
 من کیتم تالاف یاری اش زغم  
 من یکے محتاج و مسکین درد مند  
 ای ہزاراں بر رخس چوں من سپند  
 نہ کیگنا از ادب ما بنمند  
 رسم رسوایاں مرا خوش آمدہ است

ت عشقم  
راورد

ت  
بچیدش  
بچید

کیست کو برپائے سرو پیت گشت  
تا کرا باشد چنین سنجے بلند  
دل و خواری کس کرده است نغیا  
بردت تقدیر حق مارا ننگند  
عشق بازی اختیار من نبود  
ہر کجا خواہند سر خود نہ ہند  
ماہ پیش کس فرو ناریم سر  
لیک جہد تو مرا شد پائے بند  
ہر کہ عاشق می شود دیوانہ است  
تو بزنجیر سر زلفش بہ بند

۳  
ہر کجا خواہند  
بسر می آہند

است

سید بوالفتح یا وہ سے رود

گرد آورزان و جدم چون کمند

گرچہ ہستم سر فرازے ارجمند  
بندہ شتم من تراے دل پسند  
دوستی سروقت گل کند  
گلین عیش مرا از بیخ کند  
من اسیر و مبتلائے ماندہ ام  
نیک خا ہا نم چہ می گویند پسند  
پیر مردے عاشق یکے دے است  
بالضرورت گشتہ است اوریشند  
مردمان خود دجان خود در باختند  
از خیال خال زلف و روئے تست  
صوفیاں کا ندر سماے می جہند  
بر رخ خود برقع میداری تو چند

۳  
سر فراز  
ارجمند

ای محمد گرنو عاشق گشتہ

ہمچو من دیوانہ باش و ہم لوند

آتش عشق و محبت دروئے کافر و خند  
جان و تن با سینہ و دل ہمچو کاہے نختند  
در بر ہر کس قبائے و کلاہے بر سر ہست  
زندہ درو و بلار اہر ہا سیم و خستند  
اوتاد عشق و پیر دروازہ سر و کرم  
صبر بر جور و جفائے دوستان آموختند  
اے خوشامردان جو انردان راہ عشق او  
از برائے درو و غم را دین و دل بفرختند

ای محمد ہمچو پروانہ بسوز از شمع رخ

آتش عشق و محبت در دلت فروختند

بیچارہ دے کہ بتلاشد  
 لے ہرچہ کہ بودا سزایش  
 عاشق نہ بود بہ شرع ماخوذ  
 این آتش عشق سوخت جملہ  
 لے ہرچہ کہ بود درد و تار یک  
 ماجملہ جہاں بیک پیالہ  
 یارب کہ چہ دار و آں عشق  
 مرغی کہ صبور بود و زاہد  
 عشق آمد و رفت ہرچہ باہست  
 لے یاربیکہ من بر فتم  
 لے ہرکہ نہ باخت عشق بازی  
 تاندت درد عشق گیسر

گر دآرزبان خود محمد

کاین قصہ حریم کسبر یاشد

شرابے خورد و خوبے خوب تر شد  
 ز شوخی چشمستان <sup>غلطان</sup> است  
 خراماں میرود سینہ کشیدہ  
 سیہ خطے کہ گورو بر آمد  
 و گرم نسبتے کردم تو بشنو  
 ہر آنکو قبلہ ابرو سے او دید  
 گراز عیش چکد یک قطرہ سے  
 ہر آنکو دید اورا بے خبر شد  
 رخس چون لاکہ تر تازہ تر شد  
 ہر آنکو دید و کشتش و کمر شد  
 تو گوئی سبزہ گرد غنچہ بر شد  
 تو گوئی کلفہ بر رو سے قمر شد  
 ورا محراب بر سمت دگر شد  
 جہانے مست گانے خبر شد

ہر آن تیرے کہ زان غمزہ کشاید جگر نیشانہ سینہ چون سپر شد  
 جہاں تو دگر گئے نمودہ  
 محمد را غزل وزن دگر شد

ز چشم مست تو عین الیقین شد کہ ہر کہ دیدہ اش بے عقل و دین شد  
 ہزاراں آفریں با دابریں دل کہ باورد و غم تو ہمیشہ شد  
 اگر لطفے کند لعل لب او چرا غمزہ ترا کبری و کین شد  
 ز بچے حید و حبیب و دامن او چمن بامشک و عنبر ترگیں شد  
 سلام اللہ اسی ساقی غمہا بدہ پر پر کہ قسم ماہیں شد  
 من از سوداے این خود سود کرم زیان جان و جاہ و مال و دین شد

۳۰۲  
 پر از کبری

محمد از کہ شد رنجور و لاغر

غمم شاد بیت و بیخ من بہیں شد

دل عاشق اسیر بار باید تنش آزرده و انگار باید  
 لبش خشک و دو چشمش تری بہینی بزنگ زعفران رخسار باید  
 باہ سرد سینہ گرم یابی تنش لاغر نزار و زار باید  
 غذائے او نباشد نان و آبے بخورون خون دل در کار باید  
 ہوائے گلستاں اورا نباشد خوشی و کشت او در حساں باید  
 دلش غمگین و سینہ پارہ پارہ تنش رنجور و پُر آزار باید  
 بیاید تا کشد او حبام مستی برائے درد و غم ہیشیاں باید  
 ہمارہ عاشقاں صائم ہانند بخراے لبست افطاساں باید

محمد عاشقاں گمراہ باشند

برائے گم رہی سرکار باید

تعالیٰ اللہ چسپس بر من خدا کرد  
 چگویم بر کمالم از کہ پرسم  
 مسلمانان مرا نر یا دنیایا  
 شبے با ماہ رے بودہ آمشوش  
 فراق آں کلمہ پوشش قباوار  
 ز درد و غم نبودستم شعورے  
 بجائے وصل تو مارا سبک ساخت  
 نکر دست بیچ کس با من وفائے

ز درد و غم محمد بر خوری تو

بہ برخورداریت ماورد عا کرد

آں چشم مست او کہ دلہم اخرا کبے  
 چشمش بگر کہ ہر طسرفے نخط می کند  
 کیوسہ با کنار از و کردم اتہاس  
 از لطف خود نہاد زباں درد مان من  
 وعدہ بکشتتم کہ نمودی دزگت جت  
 تیرے کشادہ بود بسمت شکاری

اے چشم رو سیاہ چہ در من است شوخ

بوانفتح را ایک نظرے میں خراب کبے

یا آمد بوسہ رستم زد  
 خوش وقت کسے کہ جام عشقش  
 سر ہر کہ بدرد و غم بر افروخت  
 شہ آمد و طبلکے کر م زد  
 بر خورد و پیالہ دم بدم زد  
 در ملک عشق او علم زد

کہ مرضم  
 خوش نمود  
 بنیاد پوش  
 و کلمہ دار

خراب

تا این

اے ہر کہ بدید عمل میگویش  
 او ذقیر عشق ہر نور و سیت  
 او قابل صدق و راست کاریت  
 معشوق پیش او خود آید  
 از لطف یکے کمنار بخشید  
 از صحن نبرد گوے او برد  
 ما هیچ حدیث را ندانیم

از

دلم

بوالفتح مست آن خنیالم

دوست آمد و بوند ستیز

دلت تا بر نخے چون منہ نباشد  
 ہمد در میہانی یا رگ روند  
 ز در و سوز غم آگہ نباشد  
 اگر با کود کے پیرے پیازو  
 بوقت در و یک ہجرہ نباشد  
 پس از ویرے وصال یار یابند  
 بریشش جز ہرہ قہقہہ نباشد  
 گزیند گر بکار ما حدائی  
 ز بس لذت بجز خضہ نباشد  
 جمائے این چنینے عاشقے نیست  
 بجز اندوہ و دروہ نباشد  
 ہزاراں آنسہیں بر صانع تو  
 عروسے این چنینے بے شد نباشد  
 جوانے خود اگر مرغے پریدے  
 چنین صورت بدر و زہ نباشد  
 بیام آن من رہ نباشد  
 اگر بوے ز عمل او بخواہم  
 از و بجز غم نہ و جز نہ نباشد  
 وے کاقتد فرو کوی ز نخواستش  
 بوسعت عیش آن خود چہ نباشد

محمد عشق بازے نیستی تو

ترا از در و غم آگہ نباشد

منت خدای را که مرا عشق باز کرد  
چشمش که فتنه باز و غمزد که غم زد  
هر کس که دید بس ابرو سے آن نگار  
هر کس لب خراب ترا جام باوه کرد  
تو عشق را مدان که کم از دیو یا پیت  
ای خوابه مقام که از جان و سر سین  
هر محنت و جفا و ستم بر تو میرسد

بوالفتح عشق بازی و آنکه گمان زید

او عشق با زنیست از و اختر از کرد

منت خدای را که مرا عشق آفرید  
بها گذشت رو غنودن ندید چشم  
هر یک بر آنے چینه حق آفریده  
دلالت شوق عشق چو بازار گرمیت  
تیرے کہ ترک عشق بسبت و لم کشا  
بلبل بی باغ غمخیز و از درد گل گریست  
در سر اگر نثار و پر چشم رسم عشق  
بر در قفا و کشته معلوم نیست قال

بوالفتح شیخ کہند و این تحفه تر بہ ہیں

بر شوق کو دے کہ بر غبت شدہ نوید

ما را حیات بے تو میسر نمی شود  
تقدیر خواست چون تو مثالی دگر کند  
جز نقش تو بسینه مصور نمی شود  
آخر بہ فکر و دیدہ میسر نمی شود

ت  
مرکز  
آن خواب

مرید

چیزے بانہاے کمالات خودرید  
 حق الحقیقت است کہ اشد قاور است  
 برے مزید نقصان دیگر نمی شود  
 بے نور آفتاب و بے روش چرخ  
 نقصان عقل باست مقرر نمی شود  
 ایں کلب ظلام منور نمی شود  
 طاعت گناہ ہر دو برابر نمی شود  
 ایمان و کفر ہر دو زایند ز اہل

مارا دے کہ بود بلبر سپردہ ایم

نسا بچ را نیچ مکرر نمی شود

بلا نیچ

مرا با جہد تو کارے چافتاد  
 خیال وصل تو باد صبا ہم  
 دل و جان و تنم قربان تو باد  
 پریشاں کرد گیسوے تو دل را  
 مرا خوش کردہ مسی دار ند بر باد  
 سریں وقد تو طوبی است و بیتان است  
 بغارت برد مرا فکار و اوراد  
 دل من برد و کردا غماز و انکار  
 کہ در شنید بجز ابدال و اوتاد  
 سرین و قد تو طوبی است و بیتان است  
 مسلمانان مرا فریاد فریاد  
 دل من برد و کردا غماز و انکار  
 مرا بکندا و از نیچ و بنیاد  
 نہال قد او یارب ملائے است  
 مرا بار رسم رسوایاں خوش فستاد  
 بخندے ز ابد و شیخ و مذکر

دلبان

ترا بہت عشق بازی رسم معتاد

محلہ تو ہمیں خواہ از حسد داد

دل و جانم فدائے آں جہاں باد  
 کیے گوید کہ دل اندوست من برد  
 کز و ہر جانے شور است و فریاد  
 چه ناظم پیش تو از ظلم و جورش  
 و گر گوید کہ جانم داد و برباد  
 چه گویم گستم کار بیت و بیداد  
 نہادی خانہ بیداد و بنیاد  
 چه بنامی جفا ہر لحظہ زان حتم

بدست جو فائے ام گرفتار

ابو افتخار مرا فریاد فریاد

بے نیازی از بازی میکند  
جملہ وینہارا بیغماسی برد  
تو نیازی جان گدازی میکند  
سرور پامال می سازد بیباغ  
شکر نی ترک تازی میکند  
عشق اور جان مسکنم بیباخت  
دل بہ و ہمیش کار سازی میکند  
لعل بخلمے میکند کیوت آرا  
دست بر بارے درازی میکند  
عاشقے کو جعدا اورا میکند

اے محمد مر و عشق او نہ

بی نیازی ناز بازی میکند

وردے کہ دو پذیر باشد  
جانے کہ ز عشق مبتلا شد  
دل بوسے و بجان گزیر باشد  
اور کوشن دل بصیر باشد  
چشمے کہ ز خوب یاز بست  
بینا بنود ضریر باشد  
یک لمخظ نظر ز خوب روے  
اندک نہ بود کشر باشد  
محبوب چو در ضمیر باشد  
از دیدن چپ رست غمیت  
مجنون نہ کند نظر بخوبے  
یلیش چوبے نظیر باشد  
گر عاشق مرد سپیر باشد  
او سخرہ کو دکاں بزخوست  
از گشتن پامال غمیت  
گر سروریت دستگیر باشد  
شاپے و شہنشے است دل  
کوجد ترا اسیر باشد  
بر دست کشتی چه زہرہ داری  
گر جعدے پائے گیر باشد

بو الفتح تو خواراں درستی

ایں خواروے امیر باشد

ہر کر اورد عشق قوت شود  
نہی ستیش با ثبوت شود

دجوعے بجان  
گزیر باشد

دش

زلف اور امثال افعیوں  
 گر کشاید زباں لب شیریں  
 بیت و شعر کہہ کر جعد و راست  
 کہ میرا ہر آنکہ در پیش ت  
 مہر و مہ را نظیر و فتنے نیست  
 ہر کہ دستے زندیموت شود  
 افصح الکاس و رکوت شود  
 خازن اشاق فصل البیت شود  
 پیشگی سنگسار کوت شود  
 و رہو در کوشنی روت شود

اے محمد ز وصل و مجرہ

ہر کہ اورو عشق قوت شود

عشق باز شراب باید خورد  
 گر بخوای ہمارہ باشی مست  
 نیست مقصود باوہ جوستی  
 غیرت کبریا پر آید گر  
 عاشقان را بد محمد پند  
 مست و مد ہوش مجاید مرد  
 لب خود بر لبش بیاید برد  
 خواہ صافی بوشن خوای درد  
 چہ نبی و ولی بزرگ چہ خورد  
 کہ شب و روز باوہ باید خورد

اے نظر با زائل دل کہ توئی

میرو الفتح گوز میدان

عاشقے کو شراب بر نخورد  
 پروہ کبرای عزت را  
 عاشقے صادقے است فناد  
 عاقبت خیر باوہ نوش نیست  
 ہمت تو ترا وادارو  
 طاہر ہمت تو تیز پرست  
 اے محمد بلند ہمت باش  
 خویشتن را بدست می سپرد  
 زور مستی وے فرو برد  
 کز پے یار خود ز خود بہر  
 مست و بیہوش در خار آمد  
 کہ دہر دین و آں جہان بخورد  
 ہم ازاں دورا آورد بہر  
 عشق را قوت کرد تا بخورد

دش  
 خازن مرد

بلیے باش گلبنایں را بجے

نے خرے کا خرے قناد چرچر

گریار رہ صفا گدیرو ورو دل ما دوا پذیرو

آنکس کہ شہید عشق گرد زاندوہ ورو عنسم نمیرو

سر حلقہ پیشوا سے زندانست آنکو میں حبس دیا رگیرو

بوافتح امید با برآید

گریار رہ صفا گدیرو

حن رخ تو جسمال افزود جان و دل و دین تمام آسود

میک لفظ بچپنیکے کہ دیدی جاں را برسید عین مقصود

سرست خراب کرواں لب از دورا اشارتے کہ بنمود

اے و اے ہزار و اے بر تو گریار تو نصرت از تو خوشنود

عشق آمد و رفت عیش و عشرت صد محنت و رنج و غم با یو

بنیاد نہاد عشق بازی جز ورو و بلا نبود مقصود

اے عاشق خوش بکش ملا عناق مہارہ اند محسود

بوافتح نشان عشق فرما

چکویم زونہ حد است نہ محدود

ہرچہ در عاشقیست پیش آید گرچہ نوش است و گرچہ شیش آید

بر سر کوسینہ و دو دیدہ بنہ زیر سپس کم نہ بلکہ بیش آید

پیشہ عشق ہر کہ شیوہ گرفت ورد اورا بجلے کیش آید

اے جوان مرد عشق بازی نصرت عشق را شیر مچوں میش آید

اے محمد خدایے را بہریت

مرد عابد بروں ز خویش آید

## ردیف را

نہ ممکن وصف و جای تفریر  
از دست کند گیسوانش  
استاد معلم با بل  
اینست بہشت کہ می شنوی  
در بلغ وجود سادہ بنگ  
یار مہر ما و استانت  
سولے بتاں ز سر سرونہ

آن کیفیت کہ مسیرو دہ پنجیر  
پائے دل دوستان زنجیر  
پیرایہ جنت تران کشمیر  
کز دیدن او جواں شود پیر  
صد گونہ بہشت گشتہ تصویر  
رفت است بریں حدیث نقد  
ورنہ خرابے شوی تو ای پیر

خونہ

بیچارہ و مبتلاست بفتح  
تدبیرش چہیت تک تدبیر

بس حبد و سرین آن تمگاہ  
از لعل لبش گمے چکانست  
دانستم ذوق سستی وے  
گر بہت بولے کشتن ما  
آہستہ تمے بر آن سبکتر  
من سر بہ نہم تو تیغ مسیروں  
ایں راندن تیغ ذوق راندن  
ہر دو ابدی شہنوم محمد  
تو ہر چہ کنی بدید و سر

اوبار نمود روے لے یار  
بہرست شدیم بلکہ ہر شیار  
کہ دویم ز تو بہ تو بہ صد بار  
مارا بدست حہر مسپار  
تا گیرم ذوق درد بسیار  
لیکن بہ ہزار ناز و انکار  
میخواہم از خداے جباً  
با محنت و درد و غم گرفتار  
دارم دلکے ہی و فنا دار

اوبار نمود  
رواد بار

۳۰۲  
شود

تو ہر چہ کنی بدید و سر  
سہ ہر فرد و شنبہ نہم ذی الحجہ ۱۳۲۷ ہجری لے کتابت دادند

ایں عالم پر زخو برویاں است  
الحق کہ پیش تست اقرار

شاد باش اے عاشق دیدار یار  
غرقہ در رویاے مستی و خوشی است  
سر کہ با خوابانشت است خاست است  
جدوا و دیدم رسیدہ برستیں  
ہرچہ از پایے رسد خوشتر بود  
جرعہ یا بم اگر از حبا م عشق  
اے کہ پندم میدہی از بار دل با زار

۳۲  
نہایت

سر کہ با خوابان شیند خیزد از جان جہاں  
عاشق و دیوانہ گرد گم کند صبر و قرار

بماد اوں چوں نباشد دیدن رخسار یار  
گلبنای را بر فرا پید و لبرائ را حسن و ناز  
تو نظر بر خوب داری قد و قامت بنگری  
آں سریں و آں کمر آں جہد تو دانی کہ چہیست  
قدسی گر صورت بازی نمود دست مر ترا  
گر تو دنیا می پرستی عاشق موی نہ

۳۳  
نہایت

مردہ شادی نما نماند از گئی رو سے یار  
عاشقان را وصل باشد بیدلان و غمگسار  
من نہ نیم در میاں جز حسن و صنع کردگار  
آں یکے کو پہنچت و دوم کاہ و سوم بہت مار  
شایدت سازی تو او را حاصل آں فرگا بازی نمود  
ہاں بگو استغفر اللہای محمد از دو کار

پاک باز و پاک باش و پاک بان و پاک دار  
نیست اندر ہر دو عالم چہ کیے اندر شمار

آمد گے آنکہ یار با یار  
گیرند کنار و بوسہ در کار

پس دیر سے آمدہ ز دوری  
حضرت سید اکبر جینی این غزل را در حواجی الکلم در لغو فرمود شبہ ششم سفر سنہ ۱۰۸۰ و نیز در لغو فرمود روز شنبہ بہت و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۰ و در فرمودہ اند

گاز بود آرزای  
بکار بود آرزای

صدر راحت زان موبور افروز  
گیرم کہ ز کار بودہ آزار  
از سرو برستی بگویم  
چو بے است دراز بے گل با  
از قامت یار من چو پرسی  
پر بار گلے است خالی انخار  
سرفے است فلے چو ماہ روشن  
ماہے ہست فلے بسے نمک دار  
عشق آمد و غم بر آید  
بر بست فراغ رخت را با  
بوالفتح میرس از محمد  
مسکین و پر غمے گرفتار

مایم بدرد دل گرفتار  
مایم اسیراں جفا کار  
مایم بوہم غسل مغتوں  
مایم و خیال خال آں یار  
سوداز دگان زلف اویم  
حیراں شدہ گان آں ستمگار  
مایم سلیم و دل شکستہ  
زخمے بز دست آں سیہ مار  
افسوں چو کس نم اثر ندارد  
ماہے بگزید عشق لے یار  
ماہم بہ جو بس بہ برگرفتیم  
بر شکل دوزلف یار زمار

آ  
آ  
دو جعد

مے نوشد و مے فروشد آنت

بوالفتح محمد است می خوار

آں جواں راست قد کثر رفتار  
جگر و دل بخوردہ چون گفتار  
آں جواں کہ سمرین است ہر کہ بد  
رو کند او نماید استند بار  
غمزد اش تر گلے است خونیز  
لعل او ہست ساقی خوں خوار  
گشتہ ام من اسیر زلف یکے  
سخت استوار بر جفا و فگار  
جعد او خاہنہا خراب کند  
سینہا را ہی گزد آں مار  
پدرش تا کہ ام بد بختے است  
ماورش تا کہ ہست آں بدکار

۲  
معبور

کردیو الفتح بس گناہ عظیم  
یک نظر شد ملے او ہر بار

ترا حسن و نمک بازی بسیار  
ترا جعدے سرفرازیت کمرش  
بہ میں ہر دم کہ چشم چوینہ غلط است  
بیک چشمک دو عالم را بسبازد  
نہ بد در ملک بالا هیچ سروے  
سز نقش عقنیل عاقلان را  
اگر خندہ ز ندلب را کشاید  
و ان بستہ شود ہر قالیے را  
کسے کو خال و خد تو بدیدست  
کدام است او کہ با من عشق ساز  
روائے کبر بایں در برین

کر شمعہ ناز ہم بستند و رکار  
خرابے کز رومے سختیہ مار  
نباشد این چنین شخصے وفادار  
مگر غمزہ کہ ترکے ہست نغول خوار  
خراماں رہے چوں کبکے فتار  
بجولانی شدہ ہر سو گرفتار  
شود پیدا چو دندان گہر بار  
مثال گنگ باشد گاہ گفتار  
بدانست کفر و ایمان است و رکا  
کر آں دل کہ خواہد وصل آں یا  
ازار بے نیازی کردہ اظہار

شنیدی این غم آنرا بر آمد

بر آں کوہ سر میں افتاد چون خواہ

بدام حجب آں شب کرد رکا  
چہ شیریں بازی است این عشق از  
ہمہ شب با جوانے مست خفتہ  
ز ہے ذوق و خوشی و روح رات  
وقتار و قربا شد بس بند  
ببازی عشق و در روی نونوشتہ

مسا و اشکل من دیگر گرفتار  
نباشد گرد و تو لحنی گفتار  
کنار و بوسہ ہم بود و رکار  
ز ہے مستی خمارش نے نہ افکار  
ترا اگر کہہ سرینے کرد سنگسار  
تو خود را در جہان انس شمار

نغمہ ہذا کہ بر آمد  
غتمہ را چون آمد  
بر آں شب

منم تنہا و تنہا باوز نفس      سمرے نیت گویم باکہ اسار  
گر قناری ما آزادی ماست      ترا من بندہ گشتم ز اسرار  
ترا سوولے جعدے گر راقدا      ازاں حلقہ بروں شد سخت و شوا

مپرس از من محمد چونہ تو  
گرفت ارم گرفتارم گرفتار

در سختے ویدہ ام سروسے ...      کہ بارش بستہ باوام وانا  
زہے حسنے کہ دار و آں جو اندر      دل و ناز و کرشمہ بستہ بسیار  
یہ خالیت بر لعل لب او      حبش باروم شد ز اوہ بکیا  
ز خوباں مرچہ می آید مہ غیب      درینا نیت کس زیشان فواد  
بہا آ مدجہاں راتازہ تر کرد      بجائے گل بستہ در و لم خار

محمد راز حال او چہ پرسی  
گرفتارم گرفتارم گرفتار

من ندارم ہیچ و لبندے مگر کیویا      من بخویم ہیچ دلجوے مگر لعل نگار  
من ندارم ہیچ دلجوے مگر کیویا      من ندارم جز پناہ بیکسی و شرمسار  
عشق بچوں کہنہ شود او اولے کبوم      ہر زمانے میفزا بد محنت و در و نوکام  
صدر ہزار عمت و دولت بود جان      گر بمریم بردش آزرده و خوار و زام  
گر بدست خویش خون من بریزی و بستے      ورتو فرمائی بود ہم کار و بار کار  
زہد اطعنہ مکن رو خوب را کن بخطہ      تا بدانی روزا قناده چہ دار و روزگار

من ندارم ہیچ  
دلجوے مگر لعل نگار  
عشق بچوں کہنہ  
شود او اولے کبوم

اے محمد بار اے من گفتمہ ام من بار اے

زینہار از عشق بازی زینہار از نیہا

ندیدم ہیچ تو یارے ستمگار      نیابی ہیچو من دیگر گرفتار

۷۰ این غزل صرف در دیوان نمبر ۱۳۱ یافتہ شد آخرا الفاظ مصرعہ اول مطلع را کرم خوردہ

ندیدہ چشم تو لاکہ غلطید  
 ہر آن مردم کہ کردہ لخطہ کی بار  
 چرا شد مبتلا جان و دل من  
 ترا حسن و نمک گر بہت بسیار  
 نہاد مہر جو بر در رحمتے کن  
 بنہ بر فرق من کف پائے کی بار  
 لب میگون او سے خوارہ بت  
 کہ جام عشق ازو سے گشت بر کار  
 محمد جان و دل را تو سپر ساز  
 کہ ترک غمزہ تیرے میکند بار  
 مثال قاب تو میں است علت  
 میانش حلقہ کردہ خط پر کار

ت

ت

ابوالفتحی بلو بس کن محمد

زبان گرد آراز اظہار اسرار

دل بدل آرام دہ جاں بجاناں سپا  
 خانہ بیخا بنہ رو بخبر بات آر  
 یک قد سے پر بنوش لذت متی گیر  
 تا شناسی کہ چیت مقصد و مقصود کار  
 خانہ نظامات را نیک مرفع کن  
 کشکک تر بات ہا سخت مشید بر آر  
 زاویہ زور رازا بر تزویر باش  
 زاید و عابد بگرد و همچو یکے زار و خوار

گرچہ محمد شدی مثل حسین و حسن

دل بدل آرام دہ جاں بجانے بسیار

دل بخرابات خرابی سپار  
 بر سر خم خوش بنشین بر قسار  
 شاہ خرابات نگر دی بصدق  
 تا نشوی بر در خمسار خوار  
 جامہ تقوی سے بیگے جام خمر  
 باز تو دستار گردنہ قلعے دست آر  
 حاصل دنیا بچو سے بچم سر  
 بادہ بخور وقت بہ مستی گزار

مخبر

ابوالفتح ترا نیت جزایں شیوہ

خمر خوری غم مخوری از خمسار

غنیمت دار خود را لے برادر  
 دے باروے زیبا خوش بر آدر

خیال و ہم را در گوشہ نہ  
دے چنداے سپرداری شمرده  
ترا باید کہ غلطی در بر دوست  
بساط نزد را برتہ سیچ و گرد آر  
اگر سر را بازی خود حریف است  
قدموزوں او نخلے است سرو  
بنقد وقت خوش باش لے براؤ  
مستی و خوشی آں را سبر بر  
وگر نہ او قنادہ باش برور  
کہ دکان رفت نیم ست و نے زر  
سرت بازرنمی دار و برابر  
لب میگون او شہدیت شکر

محمچوں ندیدی غیر حق را  
بکن تخریبہ گواشد اکسبر

ہر کرا با جدا و فتادہ کار  
ہر کرا او بار و اقبال است بکا  
گزر جو بارنا لیدن رواست  
با جوان من شبے خوش بودہ ام  
او ہی از ناز می نال سید زار  
گلبن جانم ہیں شد نازد تر  
لعل میگونش مرا یک جرعہ داد  
مدن خمرم و لیکن مست مست

کادر

یادگار

شاد باش لے سید بفتح ما

عشق می بازو و لیکن باوقار

میرے در حضور حضرت یار  
نیت اندر حقیقت او خود یار  
کردہ ام من بہ بند گیت اقرا  
مہت در سمراموس بسیار  
یار اگر وقت کار یار نشد  
ہر چه خواہی بکن تو بر سر من

سالہا شد کہ عشق می بازم  
عشق آمد و جو درخت پست  
بر دل تاں اگر غمے نبود  
کنم از عشق یار توبہ ولیک  
فہم و محنت لم کہ باقی است عشق  
عاشقے گروصال دریا بد  
نہست حاصل مگر کہ درود و نیکار  
ہیچ نگذاشت جز کہ نار و زار  
بر دل بندگان خویش گمار  
زلف بے جان نہست برہنجاً  
سہت اعجوبہ و گراں کار  
درود و غم در دلش بود بسیار

اے ابوالفتح ہر کہ عشق با بخت

از ہمہ کارا شد او بیچار

ندیدم این چنینی یاے ستمگار  
بریں شکل و شمائل خلف و عدو  
ہمہ بیگانگی با آشنا یاں  
ندارند دوستان ازوے نصیبے  
بلاے من بہ بنید اے عزیزاں  
برودہ جان و دل مسکرتہ زہاں  
ندارم پائے گیرے دست آویز  
چہ گویم تا چہ تہ شوخ دیدہ ست  
نہا شد این چنینی سروے باغے  
نداغم تا چہ افسوں خواند بر من  
محمد دست او سر یاد فریاد  
مرا سہوارہ عجز و گریہ زاری

ندیدم این چنینی خوبے دل آزا  
نزا یاد اورے کو دک و گربار  
ہمی از دوستان سہوارہ آزا  
مگر در دو بلا و رخ و انفکار  
دل و جانم شدہ اورا گرفتار  
کجا گیرو کے کیں گرداں کار  
ہا ند م من اسیر آن ستمگار  
مرا بوسہ و دہر چٹک براغنیار  
چنینی موزوں وزیبا کبکے قفا  
ہمہ شب این دو چشم مست بیدا  
گرفتارم گرفتارم گرفتار  
ترا ناز و کرشمہ بہت درکار

ابوالفتح چہ می نالی ز جویش

۳۲  
گوید کہ کجا کہ کرد  
پاکریو  
نداغم

## کنوں ہاں بس کنی گفتار و کردار

مہر کرا با جدا و افتاد کار  
رفت از خود شد خراب و بیقرار  
حالت دشوار مارا بسنگد  
تا چه بچیدست مارا روزگار  
لعل او میگوں است من درستم  
نقل گازے ہستے ان لبے نگار  
شاو باش آن شراب لعل او  
مست می سازد و مرانی از خما  
وصف آن لعل و دہاں او شنو  
لعل او میگوں و بہن سکر نثار  
در پس کوہ و سرینے ہر گرفت  
مدبے است او مدبے پس نچسار  
قد موزوں شکل زیار و چوسہ  
رخ چولالہ لب چو پتہ گل غدار  
چشم خنداں جہتہ اماں تر زخو  
ای محمد تو زبان زگر و آر

ت  
فکار  
از بے خا

آن حرفے نیت کو در وصف تست

تو نہ کا سجا ترا باشد شمار

اگر مشوقہ خپیدست و ربر  
تنہا ہمہ گرو و میسر  
زہے جاہ و جمال و سرفرازی  
کہ گر میرم نہادہ بردش سر  
مرا خواہی بخواں خواہی ز خود راں  
نخواہم من کہ بر گیرم سر از ور  
ز خون من بکن صورت و صالے  
بکن شخصین را یکجا مصور  
قد شیریں تو از نیشکر بہت  
رخت تا باں تر از بدر منور  
بتا پیرایہ زیبائی از قست  
جوانی ہم ز تو آراستہ تر  
کر شتمہ ناز تسلیم از تو گیرند  
فریب شان ز تو گشتہ مقرر  
شراب بخودی آن لعل میگوں  
کز آن یک قطرہ است آن جام احمر  
نبودہ و پریالہ ہیچ مستی  
بنودی کز مثال بدر افسر

ت  
نیت  
جلال

محمد خوب را ہم تو شناسی

کلام است از خدایا از پیمبر

ترا حسن و نمک حق داده بسیا	مرا از جان و دل کرده گرفتار
دبان تنگ تو گوئی نمکدانست	لب شیریں تو گوئی شکر بار
ترا قدے است چوں سرور دانے	کند و گلستان چوں کبک فرست
گدائے برورت آمدت بحتاج	مرا تو آں گدائے خویش شہا
اگر بیند رخت آن شیخ زاید	فرود آید از و آں حبلہ پندار
کجا آن سخت و آں دولت کہ حق داد	کہ میرم برورت با رخ و آزار
بیاراں گرد بستمانے نگر و م	کہ کوی تو مرا بہتر ز گلزار
مبادا بر دے در دے کہ مارا	ندارم مونسے نے یار و غمخوار
محمد راز حال او چہ پرسی	کہ مسکینے ورنجوسے است بیگا
مرا صوم دوام است اے براد	بوصل یار خواہم کردن افطام
نباشد بیچ خوبے بے جفائے	ندیدم گلبنے بے زخم سُر خا
اگر شعرے کنم در مدح لعاش	مجاور گردے در کوسے خمار

ابوالفتحی ترا وز نے نباشد

مگر نظمے نویسی بہراں یار

عشق بازی نیت بازی اسی سپر	عشق بازے ہست کارے با خطر
عشق بازی گفتہ ام آدوتاں	عشق بازی راست مخلوقے دگر
جان و دین و دل بیاز و کفش	منغے بر خود نہرسد یا ہر بگر
سرو قدے ماہ روسے گل عذار	سیم ساقے مرہ جینے لالہ بر
یک شبے ماہر دو یکجا خفتہ ایم	بود بوسے و کنارے یک دگر
ہرچہ او فرمود من و ادم بدو	من از خوشنود او خوشنود تر

عاشق و معشوق تائے کردہ ام  
 ہر کے راہر کارے آفسرید  
 فارغ و بے درو بودم از کجا  
 این دو چشم یک بلائے بزرگ است  
 ہر کجا کاریت یائے ہسم بود  
 عشق و معشوق تائے کردہ ام  
 عشق بازی را بدر و یک سپر  
 اوقادہ بر جمال او نظر  
 عشق بازی نیست کائے مختصر  
 عشق را یائے نباید کم نظر

۳  
 برو بچو نگر

از محمد پر س حال عاشقان

عشق را باید جوآنے کم حذر

اگر سودائے زلفے بہت در سر  
 چہ پاک از طعنہ و طنز رفیقیاں  
 بیانا یکدگر عیشے بر نسیم  
 ہمہ عالم مرا اورا ساعنے باو  
 توئی سموارہ در گفت و خبلی  
 زہے عیش و زہے ذوق و زہے وقت  
 محمد را فرود آری چو در گور  
 غم سود و زیاں لے خواجہ کم خور  
 اگر معشوقہ خوشخوست در بر  
 درے سبتہ رقیبے شستہ برو  
 کہ شنید یار سیمیں تن برابر  
 زہے محروم ماندہ کور و این کر  
 کہ گشت بلغ ہم باوے میسر  
 زہے روح و نہیہ راحت سرا

۳  
 زلفت  
 ۳  
 رقیباں

ندانی گر یکے مردار مردہ است

بجاناں داد جاں شد زندہ از کور

مے انگور شد ز من مشہور  
 شاہد انرا رواج ما و ا و ایم  
 عاشقان را ملائے متے مکسید  
 خوب را میں وے بے نیک نظر  
 خانہ می سر و ش ہسم مذکور  
 جاہ و جان با ختم ہسم از دور  
 عاشقانند در جہاں معذو  
 ورنہ باشی سیاہ روا بے نور  
 جن بودست یا فرشتہ و حور

۳  
 گور

۳  
 یا فرشتہ یا حور

شادمان

غمزہ اش از کس بزد زخمی  
چشم رنجور گشت دل مغمور  
شاد باش آن دمان تنگ کرد  
ہم بوجہ گمان است دل مسرور  
سرور اتو بلند ہمت شو  
از چہ بجن می شوی مغرور

یا محمد میں حکایت گو

بادہ صاف سادہ منظور

سوار مست می آید کلاہ کج نہ سادہ ہر  
دہن قبول پر کردہ قبائے حسن انداز  
ہر آنکو دید یکبائے بسوگندت ہی گوید  
نزد اید مادر گیتی جو آنے میں چنیں دیگر  
بجہ امتد چنانستی کہ ہر کس در ناست  
و لے نفوس مع آید نداری تو و قادر ہر  
لب میگون تو یارا ہمہ کس یزبان گویند  
کہ لعلت پاک و پاکیزہ چکد زو بادہ احمر  
نمک حنہ کہ تو داری جہانے بتلا  
نداری باکے سرخوش سخوانی بیچ رادرب  
و گرد بر میسر شد نہ دولت زہے عزت  
ہزاراں آفریں با و ہزاراں شاد باشہا  
کہ من معشوقہ دارم نہ شنید باکے در بر

محمد آرزو دارو کہ خوانی بندہ مخم

خداوند امیر کن مرا این دولت کبر

اے چشم شوخ دیوز مردم تو شرم دار  
در ہر طرف پہ غلطی ہر لحظہ مست دار  
ای شیخ و اے مذکور اے زائد کہن  
بہر خداے را کہ زمین سپند گرد آر  
تخصیص وقت کم کن و تشویش را مدو  
تو خود بوقت خود شو و مارا بسا گذار  
روزیکہ عرض محشر آزادگان شود  
جز مرد عشق باز نیاید و این شما  
اے طالب نجات تو دانی و این نجات  
با آتش محبت مارا ست کار و با  
ای عورت معتقد و اے سرد پار سا  
در عشق بے زراع بود مرا بوسہ و کس اعفیفا

تو با خوشی و عیش و فراغت باش خوش

بوالفتح راز محنت و درد و غماں سپا

من بگیرم جو بباراں سرو قدے در کنا  
 راست گوئی بہت سروے در کنار جو بنا  
 کشتنم را وعدہ کردی موجب تاخیر صیت  
 منتظر بر در قنادہ ماندہ ام مشتاق وار  
 از لب میگون او گر قطرہ میچکید  
 عالمے سرمست گرد و کس نہاند ہوشیا  
 تا سرین و حبد او دیدم پریشان گشتہ ام  
 بر سر ہر کو و بازارے و کوہ و کوسا  
 جان و دل ایتار کردم بلکہ دین را با ختم  
 یاد گلے زان رخاں مارا نہاند جز نگار  
 تا چہ خونہا خوردہ ام از بہراں شیریں با  
 وہ زبان چرب و شیریں ہم نبودہ سازوا

ای بوالفتح محمد صدر روں گیسو دراز  
 مختصر کن چند نالی قصہ خود گر وار

ہر چہ از دوست آیدت بہ پذیر  
 گرد ہر رخ و غم پسینہ بگیر  
 گرترا دوست دوست میدارد  
 نیست جزایں دگر ترا تدبیر  
 بندہ بندگان حضرت شو  
 در صف عاشقان بیاکش آسیر  
 حجد او خانہا پریشان ساخت  
 وہ کہ ہر جا بنے از دست نفیر  
 لے کہ از روے خوب بستی شتم  
 چشم بندی مکن خراب کردہ بصیر  
 عشق بازی اگر ہوس داری  
 درد و غم را بدل بساز خمیر

عشق بازی ہو اپرستی نیست  
 عشق سلطانت بی شریک ویر

رویفنا

شعاع آفتاب مہر افروز  
 برآمد صبح کہ روشن تر از روز  
 فروغ شمع از پروانہ پرسند  
 چہ گوید جز مزید سوز پر سوز  
 ہر روز جمعہ ہم ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۸ رقم فرمودند

بقدر ہر وجود سے جامہ دوزند  
 بلا و غم لباس ماست در دوز  
 مرا زین سرو قامت روی گلگون  
 بہا تا زہ ہر بار راست در دوز  
 بہر سینہ است دل را تیر غمزد  
 چگونہ جان رود زان ترک فیروز  
 گزشتہ است دینہ فرو تا بیا یی  
 بنقد وقت خوش می باش امروز

تا  
 نوروز  
 تا  
 پیر

محمد خیرہ کردہ است دیکھو غسل  
 شعاع آفتاب مہر انروز

اگرچہ پیر فرقتی کہن ساز  
 محمد با جوانے عشق می باز  
 کنارش گیر در بر کردہ میدار  
 بہتے کردہ با حق باش ہمراز  
 دلا در دیدہ فیض سے ہم از ان گہ  
 بہ نہانے حریفے کردہ دم ساز  
 صفت پیری چو آہن سرو باشد  
 باش عشق گرمش ساز بگداز  
 بدل کن صمغ پیری را بقوت  
 جوانے باش سرست و سر افراز  
 جوانے را بر کن ایہا اشخ  
 کشیدہ سینہ پانہ بصد نماز  
 بسا سینہ سینہ لب لب نہ  
 بگیر از وسے نفس چوں نفع اعجاز  
 برہنہ کرد پیرا ہن بروکش  
 کنار یکدومی و بوسے با گاز

تا  
 بدل دوزیدہ فیض  
 آج ان گہ

تا  
 کشیدہ سینہ او پانہ  
 بصد نماز

ابوالفتحی امین است عاقبت خیر  
 ترا با ہشتیاں کرد ندان باز

شادی بر روزگار جوانان عشق با  
 فارغ ز بودنا بود از خویش بی نیاز  
 دل بر یکے نہادہ از دیگرے خبر  
 گاہے بدوق بوسے و گاہے بدرگاز  
 بت را چہ می پرستی ای شکر کلمید  
 ابر سے یار من بہ میں اس سمت کن نما  
 عین العیان بہ بینی آن عین بی عین  
 یک صورت حقیقت در پردہ مجاز  
 خانہ خراب کردی بے شکر ہموا  
 ای سید محمد و اے گیسوے دراز

تا  
 در خم کرد و ابرو

۱۔ در جوامع الکلم در ملفوظ روز چہ شبہ غمزدی السجہ اندراج یافت ۲۔ در جوامع الکلم در ملفوظ روز دو شبہ غمزدی السجہ  
 منضمہ مر اندراج احوال

بالولے پریشاں در گوشہ گلستان ساز و سے آن ترانہ عشاق با بسا  
 سعدی نظر پویشان با خرقہ در میان  
 داد دست بحق پندی آن پیر سچہ باز  
 در جوانی با جواناں عشق باز پس ز عمر خویش بر خور سر فراز  
 عمر ما در بند گیت شد بسر نیتی تو خواجہ بندہ نواز  
 خند کاراں بندگاں را پرورند نیست از تو جز ہیں سوز و گداز  
 از لب تو خواستم یک بوہ چند شیوہ چند مکر و چند ناز  
 سر و ستم در حسن و زیبائی شرت بیش جن متد تو چہ بے دراز  
 گوشہ ابروئے تو چون قبلہ است شک ہیں افتد از انم در نماز  
 پسند تو در دل ندار و چل اثر لے مذکر چند خائے ترا اثر باز

نہنگ  
جوانے

سر و ستم  
زیبائی شرت

عشق بازی بر محمد فرض شد

فرض عین است با حقیقت نے مجاز

مازینا بغر و عفت و ناز بہت بسیار را کر شمش و ناز  
 ہفت زیب و فریب بیشترک پاک و پاکیزہ باز سر انسراز  
 سرفدا بلند بہت باش مو درازا در و در چپہ فراز  
 از ازل تا ابد نہاں میماں پر وہ بر جمال خود انداز  
 گر تو راضی شدی بیک نظر عزت و رف گشت آن اعزاز  
 خوب رویا تو خود پرستی کن خود بخود باز ہم بخویش بسا  
 این سیر و حے چشم اگر بیند سحے تو من کھم از و اغماض  
 و رہ گرد و لیر و شوخ شود باشد او ہر طرف نظر انداز  
 من نخواہم کہ کس ترا بیند

بہت زیب  
بیشتر

ای ابو الفتح بسم خود پرواز

## روایتین

تو شمع حسن را پروانه می باش	لب میگویش را پیمانہ می باش
کنند جدا و بر حلقه دایه است	میان حلقه اش تو دانه می باش
به پیش سرو قدش پست میگرد	شکال گمیویش را شانہ می باش
ترا ساقی اگر جامے نه بخشد	شراب عشق را مینجانہ می باش
وصالتش گردد ریغی دارد از تو	حدیث در در افسانہ می باش
پریشان کرد ز نقش سرور را	فرا هم گشته تو در خانہ می باش
ترا اگر کبہ سرینے پسترا نداشت	تو سنگین دل شو و بیگانہ می باش
چرا سوزی محمد از فراقش	تو شمع حسن را پروانه می باش

ابو الفتحانہ ستانہ سرخوش

لب میگویش را پیمانہ می باش

گر بنوشی شراب صاف بنوش	در پوشی لباس صوف پوش
گر بخندی بدوق و حسن بخند	در بگرئی بدرد و حیر خروش
ز بد و تقوی به هیچ نفروشد	گر فروشی بر اے بادہ فروش
بمچو دریا شو و ترا بگیری	وربہ شوری جو چشمہ کوہ بچوش
ذوق مستی اگر تو یافت	رو سبوعے شراب گیر بدوش
بادہ نوشی بہر سر بازار	مست غلطان شد و روی از شوش

اے محمد را سخن این تزویر

آسکارا شراب صاف بنوش

خواجہ حسن و نمک را ای محمد بندہ باش  
 گر بر اندازد دست آں شاہ من بسیار بار  
 تیر تیزک غمزدہ اشس گر چہ خطائے میکند  
 ز نقش اتار یکے دست جان و دین و دل ترا  
 جعد را گرا و کشاید خط آزادی و ہمد  
 مردمان بردرد و بیخ تو اگر گریہ کس نیند  
 گر بدر و عشق مسیری کن مبارکباد و خوش  
 در تو سرے بہت فن لیک کنوں از تو بہت  
 نیک خواہے گر نصیحت میکند از کار عشق  
 جاہل و عامی شور بر جن نو خطاں بہ ہیں  
 بادہ نو تو خوش بزی و عیش مسیران ہم  
 در جہاں نور درو بادہ نو تو مداف خندہ  
 اندوہ تو مداف خندہ باش

سینہ و سر سر ویرا بردرش انگندہ باش  
 وانگر دی زینہاراں باز باز آئندہ باش  
 آن عہدہ بدبختی خود را بدل شرمندہ باش  
 تو بوقت خوشی تو روشن تر و تابندہ باش  
 تو از آن خانہ بردن نای ہیں در بندہ باش  
 قہقہہ زن ہر زمانے تو خوشی در خندہ باش  
 ہچو ادیسین سیمبر زندہ و پایندہ باش  
 تا کہ ظاہر بر تو گرد و صحن دل کاوندہ باش  
 باز نای اے برادر عشق را باز زندہ باش  
 خط و کتبہ دست آروعلے خوانندہ باش  
 در جہاں است در دو اندہ تو بیا فرخندہ باش

اے ابوالفتح محمد عشق خود کا ہی است

تو چو درویشی درویشان از تو بخندہ باش

کہنہ پیرا شراب کہنہ بنوش  
 گر بخوای مدام باشی مست  
 ساعتے تیز و ہوشیار مباح  
 بادہ را آن قدر بباہد خورد  
 نوبرے را در آرد آغوش  
 لعل میگوش را بلطف بچوش  
 نقد اگر نیست صوف خرقہ فروش  
 تا شوی ہچو من بروں از موش

اے محمد مدام بادہ بنوش

باش پیوستہ با خود و خاموش

رویف تم

تن خاکی من اینجا دلم در مرکز حبس غم  
 تن و جان و دلم گم شدہ اعجبہ شدہ کارے  
 اگر زاید شدی یا را لباس پشم در پوشم  
 اگر در خانقہ آئی منم آن پیر دین پرور  
 اگر در کعبہ بنشیننی مجا و کعبہ من با ہم  
 اگر در سرداری جدل گفت و شنید ہم  
 سخن در منطق ارگویی مرا آنجا کلامی ہست  
 منم واضح اصول دین محکمیت و بویوسف  
 اگر تو بدعتی داری خلاف سنتی سازی  
 اگر در اخترانستی منم استاد چہرہ دست  
 اگر در ساز موسیقی نوائے نعمت کاری  
 منم سرطائفہ ایک مراناسے و بانگے ہر ت

دلم در مرکز جانست و جاں آسجا کہ جانا غم  
 کسے بجاں سخن گوید من آن گو یا سے بجا غم  
 و گر زنا بر بندی سہمی دین را بگر و انم <sup>شوی</sup>  
 و گر در مسیکدہ باشی غلام می فروشانم  
 و گر در تنگدہ آئی من آن قیس رہبیا غم  
 نکات علم پر دازم خلافتی را بدرشانم  
 کہ فخر رازی و طوسی شود شاگرد و را با غم  
 سخن در شافعی کم کن کہ من استاد و نمانم <sup>واضح</sup>  
 جمال الدین محمد راز سر طلسم ز پس را غم <sup>حیدر</sup>  
 چہ ساز و ہا کہ من سازم چہ صورت با فرخ غم  
 من آنگہ میر ولی ام صہری بادف و سکبا غم  
 ترا ز صورت و بانگے ہم غزل با قول غم <sup>چ</sup>

اگر تو چاکرئی چندے ہم بردوش خود غاشہ

و گر تو میر سلطانی من آن سلطان سلطانم

بیانا یکدے منم شینم  
 چہ داغ نم تا چہ فردا پیش آید  
 شود ہم خاک راہ یار گردیم  
 ترا ما کترین حبشی غلامیم  
 سخن از خال و لعل او چہ گویم  
 کجا بسینیم روئے یار محرم  
 چہ دانی تا چہ لذت دار و لے یار

گلے چندی ازین گلزار پسینم  
 بیاتاروی یکدے گریہ سبیتم  
 بود ہم درتہ پایشن میںم  
 اگر میر خطا یا شاہ چسینم  
 بستے تار یک و بستے تار یک ہم  
 کہ ساعیم بر کف پایشن میںم  
 حکایت دوستان ہم شینم

محمد گرنہ مرد درد عشق ام  
بداں کہ کوو کے طفیل حزینم

بتا ماگشت گلذائے گزیدیم  
نولے بلبلان درگوشش کردیم  
نشانی یافتیم از بوئے آن جیب  
جو ان ماست سروے کبک رفتاً  
گلے چندے ازیں گلزار چیدیم  
ہواے گلبنان درخوشش دیدیم  
نہانی سیراز سروے شنیدیم  
کہ بیخ دوستی درول کشیدیم  
نشان عطر از بوشش نسیم است  
مثال جیب گل داماں دریدیم  
خرانے کرد سرو ماہ گلزار

جہاں گلبنان پامال دیدیم

جز راہ خرابات درگوشے ندائیم  
ما دامن الحمد و تحیات نگہستیم  
جز نقطہ بلبیس در نقشش بنسیم  
جز کاسہ پر خم درگوشے نگہتریم  
جز کبھت بھت بجز آن سوئے نرائیم  
ما کعبہ آفاق عمارت نکھنائیم  
جز نکتہ طامات درگوشے نخوانیم  
جز شاہد پر شیوہ و گدسہ نشنائیم  
جز زرد لباسات در گھرہ بنائیم  
درخانہ ششدرنہ کہ شہماز جوئیم

مارا تو محمد چہ شناسی و چہ دانی

آخ ز کجائیم و چہ چیزیم و کیا نیم

ما عاشق و مبتلا سے یاریم  
گسیریم نہ ایم در عداد سے  
ما کلبہ ز پدرا بسوزیم  
می باز و حبدا بشترش  
دلیوانہ زلف آہی نگاریم  
خود را از نگار در شماریم  
میگون بے چہ یار و اریم  
ز نہار از ان سیاہ ماریم  
در کشت و فاجوے بکاریم  
درباغ و ناچو گل نسروزیم

تا  
امرد و جہاں  
چہ کار دیدیم

۳  
وجود گل  
فرزیم

گر از سر جان خود بخیزیم  
گیریم لبش موس بر آریم  
صد عزت و دولت است ما را  
اقناده که پیش در تو خواریم  
تا صید کند حیدر اویم  
فراک بر بسته نگاریم  
در مجلس دوستان گلستیم  
بر سینہ دشمن تو خواریم

مانا مہ نام و ننگ ستیم  
رسواد فضیح و شر ساریم

دُر روے تو آن جمال دیدم  
در صنیع خدا کمال دیدم  
ابروے ترا سجود آرم  
چون قبلہ اہل حال دیدم  
اہل سخنم و لے ز بانم  
در وصف لب تولا دیدم  
یک روز بگشت باغ زخم  
برقد تو یک نہال دیدم  
ترکیب وجود آن جوان مرد  
بر نقطہ اعتدال دیدم  
گویند بسر و دخل ماند  
من طوبے را مثال دیدم

گر حکم کند بجان ابو الفتح

از جان و دل اتقال دیدم

پس از دیرے جمال یار دیدم  
نرخ زیبائے آن دلدار دیدم  
شبے با ماہ روے خوش غنوم  
دو چشم سخت خود بیدار دیدم  
خوشی و خرمی افز و دولت  
غم و اندوہ را در بار دیدم  
بذریسایہ سروے نشستم  
نہال آسودگی پر بار دیدم  
بساط کامرانی را گزیدم  
دگر لونا لقاں را خوار دیدم  
بہر بابے در فرحت کشادہ  
درون خانہ حصار دیدم

محمودیر باز از یار دوری

ملہ بروز جمعہ ۳ شوال سنہ ۱۲۰۰ مرقم فرمودند لہ بروز شنبہ ۴ صفر ۱۲۰۰ مرقم فرمودند  
عظین مصرہ در بر زنجہائے تنہاں غنما و نسیخہ جوامع اکلم مشکوکہ نوشتہ شدہ است

دیار یار را دیار دیدم

گر با سر زلف تو ننازم چه کنم	دیار یار را دیار دیدم
از یار اگر بار سدی شاید	و با غنم و سوز تو ننازم چه کنم
در بسته اگر بناز و بازی شمیم	چون بوس ز غم اگر ننازم چه کنم
گردست رسد که سر نهم در نه پات	گردست در آن سوزن فر ازم چه کنم
آن سرو توی که سبزه آرد بار	الکون نه که خود بخود فر ازم چه کنم
گر گوید خواجگان فلاں بنده است	کوسر و بگو که من در ازم چه کنم
محمود اگر نبی خرد بنده خود	انگه چه سزد بگو که در گد ازم چه کنم
	ای خواجه اگر چه من ای ازم چه کنم

گفتم بخلط بری نمیگذارد خود

شرمنده شدم می گد ازم چه کنم

شب با ماه روی خوش غنودم	مهره شب در کنار بوسه بودم
لبه با لب بهم چسبیده مانده	همین سینه بسینه یار بودم
چه لذت داشت آن دشنام دادن	که گاه اعتناق از و کس شودم
و رفقا دی میان ما گذشته	مرامی گفت بد من می شودم
در آن حالت محمد را به پرسند	مغم تر ساو یا مسلم چه بودم
منم او او من و من در میان نه	بحکم الوقت و رقص و سرودم

از سخت او داد

مخاطب چه گز ازاں می خسترامی

شب با ماه روی خوش غنودم

عشقبازی نیست در علم و تعلم	عشقبازی نیست در بخت و تکلم
عشقبازی نیست در چون و چرا	عشقبازی نیست در رسم و ترسم
عشقبازی نیست در فرو و قاعے	عشقبازی نیست در جاه و تعظم

لے حمدت و ہشتم ذی الحجہ ۱۰۸۰ھ شنبہ ہیردہم ربیع الاول ۱۰۸۰ھ

ابوالفتح گز ازاں

عشقبازی نیست در فقر و غنا  
عشقبازی نیست در جور و جفا  
عشقبازی نیست اندر روح و راح  
عشقبازی نیست در مال و تنعم  
عشقبازی نیست در رنج و ناظم  
عشقبازی نیست در ظلم و ظلم

عشقبازی را میندانی کہ چیت

عشقبازی را محمد گشته اعلم

بیانا لیکد گرام سودہ باشیم  
دوسہ بوسہ سبک باز کے نرم  
اگر اولیہ در بڑھگیں کریم  
بیکدیگر گذاریم از سر ذوق  
نزاہت قدس و پاکی بر ہمہ شد  
بعقید زید و تقوی اگر بانسیم

بے سینہ بسینہ سودہ باشیم  
مثال شکر و پا لودہ باشیم  
چرا زندہ جنین بیہودہ باشیم  
کیے گردیم تا خود بودہ باشیم  
سہاں ساعت کہ ما آلودہ باشیم  
سخن از لعل نوشودہ باشیم

محمد بادہ با ساوہ بنوشیم

بیانا لیکد گرام سودہ باشیم

بیای دوست تا فارغ نشینم  
چو دانی تا سپرد و پیش آید  
مناغم از جہاں ویدار احباب  
بہ نقد وقت یکدم خوش نشینم  
یے یاران کہ پیش از ما رسید  
مسافر تیز رو را ی شتاب

زمانے روے یکدیگر بہ بینم  
ازیں گلزار گل یا خار بینم  
ازیں عالم ہیں تو شہ گزینم  
بر اسے ماندہ بر چه خیزیم  
کہ ما زیں ماندگان و اسپینم  
وے با کروان کستریںم

محمد را غنیمت دار بود است

کہ روزے چند با تو ہم نشینم

ما پیر و ضعیف و ناتوانسیم  
 پنچہ فنگینم دست درازیم  
 گر لعل لببت ز لطف بخشد  
 یک روز شمار این جہاں کن  
 این عالم کاروان سرائست  
 یک روز ز غم چو فردا ایم  
 باز لببتاں نمی توانسیم  
 وز عشق ہواے بوسہ ناسیم  
 یک بوسہ دو روز مست مانیم  
 در روز دوم ہبشت مانیم  
 تا ظن نہ بری مقیم مانیم  
 و ان روز دیگر خوشی برانیم  
 بوالفتح غنیمت است محمد

تا روز کے چپد میہا نم

ترا چشمے بشکل عین بادام  
 ترا جعد و کمر یکجا ست باہم  
 ترا قامت چو نخل نیشکر راست  
 ترا این سینہ گوئی سخن باغے است  
 خدو خال تو یکجا کفر و ایمان ست  
 سرین او مثال کوه لبنان است  
 بلے ابدال را آنجا نظر راست  
 نباشد عارفے را خود منقرے  
 لب تو شوخی کرد سرت زبانی  
 قد زیبا درخت موسوی داں  
 تو سر خوشی تن خود فاش کردی  
 مراد غم سے کر دند غمرقہ

ماروزے

محمد را نماذ ایخبا مجالے

برزب کام

زبان حق کہ کراست بند انکام

از فصل خدا امید وارم  
 بے تو نفعی کہ زند و مانم  
 چوں من تو صد ہزار داری  
 واللہ کہ مرا ہزار فخر است  
 جز ناز و کرشمہ نیت کارت  
 سو گند غبار آستانت  
 فصل بود و فصل بزرگی  
 شد در سر من کہ جبداورا  
 از ناز و کرشمہ او بگوید  
 من اسم کننندہ بوسہ بازم

یارم

ایت

بوی الفتح بخط بندگی با ایست

خود را شناس قدر یارم

ہر شب گرد کوئے یار گروم  
 ز دیدن خوب توبہ کردہ بودم  
 مرا مقصود جز مستی و گرنیت  
 بگفتی خواہم کشتن ہلا زود  
 کون از کن مکن فارغ شد ستم  
 مرا از لذت دشنام خوباں  
 شدہ بر آستانش خوار گروم  
 ترا دیدم ز توبہ توبہ کردم  
 تو خواہی صاف نخش خواہ در دم  
 ز ذوق انتظار آن بمر دم  
 بدست یار جان و دل سپردم  
 بنارت می شود تسبیح و وردم

مدام مست و ذوق ام محمد

کہ از انگور اسباب می فشردم

تکام

جاہ و جمال و مال و جانی و سنگ تمام  
 باناز و باکرشمہ و بانگل جہت رام



ہر کہ خوباں را نہ بیند کور در چشم دل  
 و اس دگر احمق نہ بیند حل گوید یا حرام  
 خوب رویاں از جمال اللہ نشاے میدہند  
 ابر اگر تراہ خوانی نیست فرقی جز بنام

کہ نہ ہر وہ باز

عشق بازی نیست آن بازی کہ مہر و نرد باز

ہر کہ غلط اند بخلطد چون محمد و السلام

عمر عزیز شد تمام ہیج ہوس نشد کلام  
 صاف نامد در وہم آہ شکستہ گشت جام  
 مرغ حوا ہوا برفت باز نہ اوقتا دہ دام  
 در وفا نمی کند کار مگر شود تمام  
 عشق نقاب رخ گرفت وصل نمی کشد سلام  
 شاید اگر کنیز شد با دہ فروش شد غلام  
 عیش و خوشی ہمارہ بہت مستی و ذوق شد  
 ہر کہ لب و دانتش دیدست با نش از کلام  
 وی ہوس کہ پختہ شد سوختہ ماندہ ایم خاک  
 ہر کہ سپے در وہم نشد بہت نانے بے دام

عشق کہ درد  
 غم شد بہت  
 چوں کہ بے دام

من بچم سلام و مدح او ندہم را جواب

خوار و نزار و زار میں بوالعصب تو و السلام

بعیش خوش اگر زیم بمسختی گرچہ من میسرم  
 معاذ اللہ کہ ایں دل را من از ولد ار بر گیرم  
 اگر زیم بہر شستہ و گر میسرم بہ پیش در  
 بزیر پانہم ایں سحر سخن العاقبت میسرم بجزیر  
 لب و گفتار آن خندہ فرو بستہ زبان من  
 من اندر عشق با زیہا اگرچہ کہنہ پیسرم  
 بفراترک را غمزہ خدنگے را کس نہ سازاو  
 شکارے بستہ پا دیدی من آن المانہ مخیرم پیر سازد  
 نشد دیگر ہوس پختہ با ندہم سوختہ حساے  
 بزین آتش بریں سینہ ہین ماندست تدبیرم

ابوالفتحیچہ پنداری رود از خاطر ت ہر ش

بزیم مبتلا زیم میرم مبتلا میرم

ماست نہ ایم نیست ہستیم  
 کافر نہ و یک بت ہستیم  
 گیریم کہ تو بہا شکستیم  
 در دین بگمانگی در ہستیم  
 از عشق نشان منید ہر کس  
 ہر چند کہ ہر طرف ہستیم

در سر طرے فے شتاب رفیقیم  
 از ہر کمنڈ جب د پچیاں  
 اور اہمہ ناز بے نیازی  
 گریا دنہ کر و لطف یارے  
 یک بوسہ آن نگار نسر مود  
 ہرگز بفرغ دل نشستیم  
 مادام وجود خود شکستیم  
 ما دست ز خوشیقن بشستیم  
 پیغام بدست گرفتارستیم  
 گازے بزودیم و خود بستیم

در راہ فنا قدم پاریم  
 بوا لفتح بگو کہ نیستیم

ما عاشق و مبتلاے یاریم  
 بے یار اگر دہند جنت  
 گرمز نشے کسند مارا  
 گر یک نظرے فتد بر او  
 دو چشم من است چو ابر بار بار  
 یکبار اگر بہ لطف بسیند  
 خود را برہ گذر جو آنے  
 اے مرغ تو عاشق جوای  
 این خود نہ میں است جاہ و عزت  
 دیدم لب آن نگار میگوشش  
 ما پیر شدیم و موسپیدیم  
 گر از در خوشیش باز راند  
 با ہر دو جہاں چہ کار و اریم  
 آن را بچوے نمی شماریم  
 سراز قدم تو برداریم  
 یک لمظرف و گرنی اریم  
 از روے بتاں چو نو بہاریم  
 یکبار چہ صد ہزار باریم  
 خاک کی شدہ تن بدوس پاریم  
 ما نیم و جو اے آن نگاریم  
 پیش در تو فتادہ خواریم  
 ہموارہ بنوکش در خاریم  
 اے و اے کہ ما سیاہ کایم  
 ما ہیچ درے دگر گزاریم

بوا لفتح صفت باہ و زاریم  
 زیر اچہ یکے گناہ کاریم

گم کردہ ہر آنچہ بہت مایتم  
برمانظرے کہ ماغریبیم  
از ہر دو جہاں یکے ندایم  
مارا تو بگو سے غائبانہ  
از ہر دو قدم بروں فتادہ  
جز رو بدست خود ندایم  
مرغیم نہ آشیان و چپینہ  
بوالفتح قرار میت مارا  
از دشمن و دوست فارغایم  
ہرگز بحساب در گنجبیم  
رنجوروشیم و زار ماندہ  
اے فضل خدا تو رحمتے کن

ہمچیسیم کہ بیچ رانشایم  
بنا کرے کہ ماگدا سیم  
ما مفلس و ماندہ بے نوایم  
ما خود ز کجا و خود کرایم  
نی آن خدے و مصطفایم  
فارغ ز طبیب و از دوائیم  
مہوارہ پریدن مہوایم  
آوارہ چہ ابرو فدایم  
مارا چہ بقا کہ در فنایم  
گاہے شمار در ز آسیم  
مارا چہ دوا کہ عین دایم  
بر ما چہ بلا کہ خود بلا سیم

اے خواجہ چہ لازنی تو مارا

لازار ہر چہ پر سیم کہ لایم

ہر آن روزے کہ درستی گذام  
غم فردا و دی از دل بدرشد  
سہرا فرام بہر جانانج داریت  
مرادانی خدا دولت چہ دادست  
ز بے دولت ز بے عزت کہ داد  
مرامستی و ذوق افزودا مرو  
ندارم من از خواہش دیگر خیر

مبارک باشد آن روزے حکام  
بنقد وقت خوش دل سپام  
کہ خود آن بندگانش می شمارم  
ز زخم روزہ ہر روزے نکام  
فتادہ بردرا و خوار و زارم  
مرا گفتم است فلانے شرمسام  
تمناسبت بوسے باکنارم

۳۲  
انہر چہ پیغم  
باشدم آن  
روزگارم

گرفته میروم پس کہ سرینے  
 زبے وقتے برانم من بیازا  
 چو دیدم ابرو اش عین قبلہ  
 چو من دیگر نیابی عشق بانے  
 ضرورت گشت ہر سو نگھام  
 بدستے جام و دستے زلفیارم  
 بسمت او نمازے میگذارم  
 کہ من در عشق بازی مرد کام

دریں میدان محمد راست جلال

کہ شہبازے و پیکے شہسوارم

وصف لب او دگر چہ گوئیم  
 کردم چو بہار تازہ از سر  
 معشوقہ ہمہ شب است بان  
 فردا کہ شود شور مردم  
 گر بوسے ترا در ان نیام  
 من عکس نیم کہ عین شخضم  
 بر من چہ نہی گرانی جو  
 بار یک کمر کشا وہ سینہ  
 در رہ گذر تو خاک گرم  
 این پیر بہن وجود یکتا است  
 من ابم و تو مدان سبوس  
 قدت کہ بلند راست سہر و  
 من عاشق مبتلاے اوم  
 گرم من دل و تن بے بشویم  
 در باد یہ حرم چہ پوسیم  
 من قالب خویش را جویم  
 منکر شدہ لغتش بگویم  
 بیرون و درون کجات جویم  
 مسکینم و بکیسم فرویم  
 ای حجب دراز نیک خویم  
 و آتش و باد و آب رویم  
 صد پارہ شدہ است این دو تویم  
 در یا ام تو مدان کہ جویم  
 ز اندیشہ است سرفرویم

بوالفتح خلاص زنبوں نمیت

در بند فتادہ چہ گویم

آن شد کہ قبا بہ بست محکم  
 بس کٹر کلہاں شدند در ہم

شکالہ و دل فریب و خوش خو  
 صبحی کہ حبیبین او بہ بینی  
 لعل لب او چو برگ قبول  
 ز قنارش سر و دیدستان  
 عالم ہمہ مبتلاے خوبت  
 بر ریش دل من از لب تو  
 ہم عشق تباں و پار سائی  
 بوالفتح بگوے حجتے راست  
 میخواره و خوش مزاج بے غم  
 آن روز تو روشن است خرم  
 دندانش چو لولے منظم  
 طوطی شدہ پیش نطقش اکرم  
 بیچارہ و کترینہ من ہم  
 یکبوسہ بہ اندہزار مرہم  
 ہر دو نشوند جمع با ہم  
 بر خواں تو حدیث زید اسلم

مارا تو ز عاشقی مکن عیب

کاین کار محمد است آدم

دلے دارم شکستہ زار مخوم  
 رفیقان و دوستان مارا و داعی  
 بدرد عشق بازی گر بمبیرم  
 مرا با لویے افتادہ است خوش  
 نہ بیند کہ ہر کہ روے خوب امرؤ  
 لبان چوں حلقہ پر کار گشتہ  
 ازین یک و نمودن ایہا اشخ  
 تے دارم قوی رخور و مخوم  
 کہ رحلت عنقریب است گشتہ مخوم  
 بحسن العاقبت شد کار مخوم  
 تو راہ خویش گیرے شیخ مخوم  
 شود فر و از عور امین محروم  
 کشیدہ در میانش خط موہوم  
 بشد اسرار از تو سین مخوم

اگر ہست نیست الا عشق بازی

و گر جملہ بوالفتح اندموم

شراب بخودی در کار کردیم  
 ز توبہ تو بہا کردیم بسیار  
 ہمہ عالم فدائے یار کردیم  
 ز وقت ورد استغفار کردیم

نقار تودید  
 سرو استاد

معلوم  
 بحسن عاقبت

مے صافی ندامت تاکنم غسل  
 ز آب دیدگاں کر دیم وضوے  
 بسے بر زانہاں سحرے نمودیم  
 بکنج زہد خود ایشاں چہ دیدند  
 بزہد و پارسانی شہرہ بودیم  
 خار از روے خواباں برگرفتیم  
 صبا حے بردر خار شیتیم  
 کلہ را برسبوے مے نہادیم

محمدرخت ہستی را بہ سیتیم

براق نیستی را بار کر دیم

شرب عشق در پیانہ کر دیم  
 کینم آہنگ سادہ نغمہ را  
 اگر بر شمع رخ پروانہ واریم  
 ز لعش جرعہ گردست اقتدا  
 سر سوداے سرساں نہادیم  
 کہ تا کر دیم قوت مرغ عشقش  
 کہ ما با استثنائی یار کر دیم  
 چو اندر صف مرداں تا دیم  
 چومی بازیم نزد عشق بازی  
 اسیر جہد خواباں گشتہ تو

سیمر در در انسانہ کر دیم  
 سر و دوش نوافرغانہ کر دیم  
 ضرورت بہر او پروانہ کر دیم  
 مجاور بردر میخانہ کر دیم  
 سر زلف بتاں اشانہ کر دیم  
 بصحن دل نقادہ دانہ کر دیم  
 ز خویشاں وز خود بیگانہ کر دیم  
 ضرورت پاشدی مردانہ کر دیم  
 دفار امیرہ سرخانہ کر دیم  
 کہ افتد در گلو دیوانہ کر دیم

محمد عشق را آنجا رسانیم

کہ در اقلیمها فرزانه گردیم

من عاشق جوانے معزادہ شدتم  
از ہر کجا کہ باشدے را بکار دارم  
آئین عشق بازی جز اتفاق نبود  
گریار زہر و زرد من شیخ خانقاہم  
رویش چو آفتابے و دیدم بجاہ صحیحے  
بر پشت خنک بادہ کشش کشت سنا  
اکنوں نما ندچارہ الا کہ سے پرستم  
گہ طاقیر فروشم و خرقہ گرد فرستم  
دینے کہ یار دارو من ہمہ باشم  
ورشستہ سے فروشدان مع سبوتم  
اکنوں شدہ فریضہ تا مہر را پرستم  
شرم از کسے ندارم دیوانہ خودستم

باشم

گفتند ای محمد یار تو یونفا ہست

گفتم چنانکہ ہست او من مبتلا شستم

سمیر و رو و غم را ما بگوئیم  
مگر کہ درد ما در ماں پذیرد  
کیس آمد اگر چه پیش بستیم  
چہ پنہم میدیدے نیکے ماں  
نظر داوندتا ما خوب بینیم  
چہ کار آید مرا حور ہشتی  
مرا دیوانہ می خوانند خلقے  
حدیث درد دل باے بگوئیم  
مگر کہ حرف غم از دل بشوئیم  
پس افتادیم اگر چه پیش بگوئیم  
کہ ما خود عاشق ہر خوب روئیم  
زبان داوندتا ما حق بگوئیم  
کہ در حسن بتاں ماندہ فروئیم  
کنوں از خوشی تن دستے بشوئیم

محمد عاشق است یا آنکہ معشوق

باندم اندرین حیرت چہ گوئیم

ز سے عزت کہ پیش ما برسیم  
خیال دیگرے گر خاطر آید  
اگر گلزار گردم بر سر پا  
لبے افتادہ خوار و زار میسیم  
ز شرع احمدی سبیزار میسیم  
ضرورت ہم بزخم خار میسیم

عاشق یا آنکہ

شہیدم گرداں افکارم سیرم  
 منم کز غمزہ اتحد بارم سیرم  
 مرا بگلار بردر خوارم سیرم  
 اگر نشد مرا مردارم سیرم  
 اگر در بند زلف یازم سیرم  
 نہا د حاصل ایساں برو نختہ است

محمد ہبیراں اقرارم سیرم

من آن رندم کہ در صوم و نمازم  
 ہمارہ در تو وصل در گدازم  
 مرا معشوقہ بیسیلی ایازم  
 نہ او جن و بشر زین خفیبہ رازم  
 ہی گوید نہ ہر کس بے نیازم  
 منم برابن عمراں سرفرازم  
 فرو افگندیش بدول بسازم  
 نہ من محمود نے ترک ایازم  
 زہر راست ہر صوم و نمازم  
 بسوز ہجر و صلت می نوازم  
 نہ آنکہ بحر و برم نہ جہازم  
 امانی بادشاہی در حجازم  
 ہمیں معنی در آن صورت مجازم  
 من آن سروم کہ برگل سرفرازم

اگر زخمی زندان غمزہ آن ترک  
 کسے میرد دریں عالم بیک با  
 بقائے عمر پادت حسابا ودانی  
 خلاصی از غم و اندوہ یا عم  
 مگر آزاد گردم از دو عالم  
 نہا د حاصل ایساں برو نختہ است

من آن مستم کہ باناز و نیازم  
 نہ آنکہ سید الفقہا ست نامم  
 شراب من نہ از انگور و شکر  
 مرا یک کودکے شوئے معشوق  
 ہمارا میکند دعویٰ خدائی  
 محمد احسن صورت بخواند  
 بشوخی گریزم سرے برآید  
 چہ باشد سیلی و مجنوں کد ام است  
 نہ آنکہ ابرو سے من قبلہ ہست  
 بدونخ من فرستم خود ہیشم  
 نہ کہ پلاج در ایامیت با من  
 مرا خود بر سر کوه سرانذیل  
 مرا تحقیق شد عالم حقیقت  
 منم آن گلبنے خوشبو سے بجا

۳۲  
 نمبر

۳  
 میگذازم  
 تانے

محمد بس کنت گفتا کردار

نہا دم بر لبِ تیشش گازم

زمانے گرا زین ہستی بر آیم	جہاں قدس را در خود نماسیم
دے بر صدر عرش دل نشینم	ورائے قدس قدوسی بر آیم
بر منہ از لباس حق گردیم	ردائے کبریا از برکشایم
پیایے جامِ جاں پرور ہوشیم	سرود خود شناسی را سراہیم
ہاں نا قہ کہ میجوئیم در حبیب	ہاں کس را کہ میخواہیم مایم
ہر نقد وقت خود سازیم زو	برائے وعدہ فرودا چہ پائیم
محمد با حقیقت آگہی شد	سرابِ دہاں کہ از عکس ہواسیم
اگر پستیم مثل ژالہ ہستیم	اگر اندر گدازیم آب و مایم
ہمہ روز و ہر شہسب نیست کار	مگر خود را بدمج خود ستائیم

نہا شد با کسے مانند ما را

نمیدانی گراہیم و چہ مائسیم

دل از من بردیا ر من چہ کنم	جان بجاں رفت و خشک تن چہ کنم
من نخواہم کہ دل و ہم بہ کسے	گر یارِ ستم بہ برد من چہ کنم
پیش کہ ناہم و کنم فریاد	دل من بردا و بفن چہ کنم
ہر کجا عشق رفت کرد خراب	دردم مہیکند وطن چہ کنم
چونکہ از من نہا ند با من هیچ	باز دعوی ما و من چہ کنم
بے یکے سر و قد و لالہ عندار	گشت گلزار در چین چہ کنم

مان ہاں رفت  
خشک تن چہ کنم  
را  
کو اختیار برد

مہ و خورشید و مشتری زہرہ

نام آں کو کب ہم چہ کنم

من امشب در کنار او غنودم  
دوسہ بوسہ سبک باگاز کے نرم  
مرا از خشم او مسید او دشنام  
زہے ذوقے کہ آن دشنام اور است  
سری و سروری گشتہ مسلم  
صباے مطلعے میمون برآمد  
ز احن صورت و از امر و ثباب  
ز فرق و تافت دم مخطوط بودم  
بیدہ سینہ را ہم سخت سووم  
من از بس لذت اور امی ستووم  
کہ گونی نعمت زہرہ شنووم  
کہ سر را برد آں یار سووم  
مثال اللہ آمدور شہووم  
محدثیت الایک وجودم

و ویندگر محمد احمدی نیست

منغے تر سا بود یا خود جہووم

دل را بدرد و سوز بنغم ما سپردہ ایم  
از رفتہ توبہاست و از آئندہ احترام  
جز نقش خط یار کہ حرف یکجاگی است  
تا شربت بلا و محن را پیشیدہ ایم  
از غلطش و وحشیم تو بیا گشتہ ایم  
گر ترک غم زہرہ کند شہراہل دل

بوانفج زلف او دست چو مائے پیہ و راز

از جان و دل بگردش او گرد کردہ ایم

شرابے وہ مرا یار از وہ بے خویشتن گروم  
ز مے مستی است مقصودم کہ وصافی است کسانم  
نہ بودم ز ابدے صالح بکنج خلوت آسودہ  
خدارا ساہا باشد بصدق دل پیتیدم  
مزید عشق من باشد بیغزاید غم و دروم  
نماند دست گر صفا باے بدہ بکد و قبح و دروم  
نمازے بود تبیحی نہ بودہ جز ہمیں کردم  
قبول طاعت اس آبدیشی دروغم خوردم

بجز مہر گیا اسے دل نمی روید وریں گروم  
کشادہ تیز تر بنیم وریں حرص و ہوس مردم  
ترا چشم است خونخوارہ بجان و دل بیازوم  
تو آنکہ مرد میدان ز میدان گوے من بروم  
چناں در عشق چالاکم تو گوئی کو دے خوروم  
پریشاں گشت حال من بعبارت نستان و روم

حدیقہ شیر باشد مرا ہم کشت زائے بہت  
بسویم گزنی تیرے کتم سینہ سپر گوہر  
لب لعلت جو انحر دے کز دست ہی ہمی بازو  
ابوالفتحی بدہ جانرا بہ پیش در نہادہ سر  
نو دسال شدم کنوں تو گوئی شرد ہم سالہ  
بکنج خانہ خوش بودم کجا جسد ترا دیدم

بگلزاراں نظر کروم ندیدم چل تو سرے را

نمودہ ہمچنین ہرگز شگفتہ شد دل در دم

ز بود خویشتن نا بودہ باشیم  
کہ جہہ برد را و سودہ باشیم  
چہ کم آید بے افزودہ باشیم  
ہستی خویش اگر آلودہ باشیم  
نبات وصل را پالودہ باشیم

بیاتامکد گر آسودہ باشیم  
ز ہے عز و ز ہے فخر و ز ہے جاہ  
اگر با زیم جاں را بہر حبانان  
صفائی صغوی را رونہ بینم  
چو خسرو گزلب شیریں بہ بویم

مکھ چون رہیم از رود و اندوہ

مگر از بود خود نا بودہ باشیم

من درو ترا بدل پذیرم  
جز یاد تو نیست و ضمیرم  
و بیسیرم بہر یامیرم  
در ہر دو جہاں من آن امیرم  
بیدل نکو نشستہ بر سریرم

من عشق ترا بحباں گزیرم  
جز نام تو نیست بر زبا نم  
گزیریم بہر یار زیرم  
آن را کہ توئی مہر جہانت  
بر خاک در مت چو خوار استم

من عاشق درو مندستم

## جزدورت را دو انگیرم

بیانکدگر شطرنج با زیم  
رخ آن شہسوار خود بینیم  
اگر ماندہ کنے اینجا پیادہ  
گردکان خیر خود را نداریم  
اگر یک بوسہ یا ہم اجازت  
دلہم را قبلہ بروئے تو پیوست  
ہمارہ غرتہ سحر خدایم  
اگر نکیم و یا زشت و بدستیم  
اگرچہ بے ادب و ایریم و بے باک

دغا را پیشہ سر مہرہ سازیم  
بساط بٹش و کم ناخود فرایم  
بفرزین بند اورا مانوا زیم  
بسیم و نقرہ وزرماننا زیم  
ز بے باکی لبش را ہم گدازیم  
اگرچہ سمت کعبہ در منا زیم  
وراس دریا چو سراو گدازیم  
بجز کیدات را در حسترا زیم  
حقیقت را نمودہ و محبازیم

۱۳  
را سوز ازیم  
ن با خود

۱۳  
دندان خود چو  
دریا میکدایم

دوسہ روزے کہ ماند از عمر باقی

محبوباً بحقیقت عشق با زیم

گرازاں یار ما کرانہ کمینیم  
قدم عشق را بسر بسریم  
مے مستی و ذوق بر نوشیم  
حالت عشق را حکایت نیت

مردن خویش را بہانہ کمینیم  
نغمہ سوز را ترانہ کمینیم  
لعل میگونش را چمانہ کمینیم  
حاش بند کزاں فسانہ کمینیم

۱۳  
سوز

گر پس جعداں سریں گیریم  
لاجرم دست شاخ شانہ کمینیم

بیانکدگر عیشے برانیم  
گہ عاشق گہ معشوق باشیم  
بوقت خویش خوش باشیم امرؤ

وجود خود زیرم غم نشانیم  
بنقد وقت یکدم خوش برانیم  
غم فرداودی در گوشہ نشانیم

۱۳  
لاجرم نشانی  
شاخہ کمینیم

۱۳  
لاجرم نشانی  
شاخہ کمینیم

قیمت دار امروز سے برادر  
 نمازہ باکے صلے و جنگے  
 ہمہ را دست مال و پائیم  
 محمد مرشدی تو عاشق شد  
 مثال سرور اکم سرور انیم  
 اگر ازور بر اند یار مارا  
 مصللا برکتف تسبیح بردست  
 نشان عاشقان را می شنایم  
 بحد اشد چنانستیم یارا  
 لب میگوشن را یکدم بجوشیم  
 کجا دیدیم شکل حبد اورا  
 ابوالفحیام محمد دروین کو  
 سرین و حبد اورا تا بدیم  
 حدیث بجز از فرقہ پرند

کہ ما ما نینم سر و اتا نمانیم  
 کہ باہر دوست و دشمن دوستیم  
 ماں کہ سرورے و سرورایم  
 کہ ماگاواں دشتی را شبایم  
 نہ کہ باخار سچوں گلبنانیم  
 نہادہ سربراں در آشتانیم  
 چہمی بینی منعاں را پاسبانیم  
 زآہ سرورورے زرد و انیم  
 کہ نشناسی کیئیم و از کیا نیم  
 مگر کہ جاوداں سر مست نایم  
 پریشاں گشتہ دور از خانایم  
 کہ ما سقف بلار انرو بانیم  
 سرور سینہ گرفتہ پس گرا تیم  
 پیرس از ما کہ ما دور از کرا نیم

برائے سرور  
 ما سرور انیم

فنائے ما بجز صورتی نباشد

بسر نور مطلق جاودانیم

مراد دل نمی آید رود از سینہ درد و غم  
 دلہم با خود ہی گوید تعالی اشد محاسن  
 ولیکن آن قدر باشد کہ گوریاں شود در دم  
 زآہ سرور و صدر گرم شد معلوم من ہر گ  
 عروس عشق شہ پار آفتاب از رو بردار

مرا از جاں نمی خیزد کہ شینم نے کم و دم برھنید یکم  
 کہ فایغ از غم و اندوہ گردم اندرین عالم  
 بنقد وقت خوش باشم بوسے و گلانے ہم  
 نشان عشق بازانست بہا خشک چشمے غم  
 اگر از پردہ ہستی بزوں آئی تو ہم یکدم کشتن

نہ من تنہا شدم عاشق بروے گندمی روی  
 کہ این رسمیت مہرودے ہم از عواد از آدم  
 مرادویت دران نے مرار بجاست دارونے  
 کہ ریشے پختہ شد و رول نثار و بیچ آں مرعم  
 منم تنہا ورنجوری مرا از دوستاں دوری  
 ندامم مونسے ہدم ندامم دو کسے محرم

محمد چند غم فوشی و تلکے ورد آ شامی  
 برو کی بارہ زیں عالم نشیں آزادہ و خرم

شراب لعل او کردہ خرابم  
 شکال حبد او بروہ زتا بم  
 سوال بوسہ کروم ز لعلش  
 بز دووشے و غوش گفت جو بم  
 قفائے زو من ازوے پس بیدم  
 بخشم از من شد و کردہ عمت بم  
 زبان خویش کرد او دروہم  
 بجوشیدم چو شیریں شد لعابم  
 دمان اوست گوی پر ز شکر  
 لعاب او شدہ سرف گلابم  
 محمد تاکہ در صدر حیات است  
 کشادہ میں ازیں اسرار با بم

بگور من اگر وقتے بیامی

بسے اسرار مفرج است ترا بم

شبے خفتہ جمال یارویدم  
 دو چشم نخت را بیدارویدم  
 کنارو بوسہ سرم بود آے  
 وگرا سر اورا ستارویدم  
 نہ من بودم نہ او ہر دو یکے بود  
 یکے اندر یکے در کارویدم  
 مکند حبد او سر حلقہ عشق  
 گر ققاراں دراں بیارویدم  
 شبے گر حبد او افتاد بروست  
 دران شب قدر بس انوارویدم  
 حقیقت ظاہری پیدا است روشن  
 صبح انجیر ماہ من بر آمد  
 توجہ بندگی را منی محبار  
 شریعت را من از اسرارویدم  
 روح عمید در افطارویدم  
 کہ این رہ سیرت احرارویدم

تفای زوین  
 از پس بیدم

شوقِ مشعبازی در غسل شد بزرگ زعفرانِ حنا رویدم  
 محمد تحفہ بنگر کہ یک رنگ  
 وزخت و شاخ و خار و بارویدم

## روینفون

از چشمہ لاہوتیم ہر سو رواں نہیے بہ میں  
 و ختر چو باد رشدم امن مادر خود را پدر  
 درویدہ انسان ماصورت نہ بند و دیگرے  
 خورشید ہر روزینہ را ہر روز دیگرے مطلقے  
 از غایت قرب اے سپراز ما بماندی دورتر  
 معشوقہ پارینہ را امسال دیدم تازہ تر  
 اے منکر محشر سیا بیچو کہ اینجا اثر خا  
 طاوس بلغ حضرت تم بر صورت زانغے مگر

وا از قطرہ ناسوتیم در ہر طرف بھرے بہ میں  
 او زاد از خود ای سپر در ہر ہر ہر سے بہ میں  
 در عکس عین شخص مادر نورانوسے بہ میں  
 این ما تہاب ہر شبے در ہر مہے بدے بہ میں یک شب  
 مایم باجم یکدگر نزد یک را دوسے بہ میں  
 در شکل ہر کبریٰ من است معصود ہر گے بہ میں  
 رفتی زمانے باز آہر نشور انشرے بہ میں یہودہ نثر  
 یمرغ قاف قدر تم ہر شکل عصفوسے بہ میں اینجا تھا

ایجا محمد احمد است بامرضی ہدم قدم

لابد ازل عین ابد اولی بشد آخری ہیں

آفتاب حن روئے ماہ من  
 ہر کے راکلک و مال و سروری  
 ہر کے وارور ہے و رہبرے  
 تو بخواب غفلت دست خوشی  
 چاہ بابل ہر ہر سحر تبین است  
 بعدا و فسانہ میگفت شب

بادشاہ خوبرویاں شاہ من  
 خاکپایش تاج و عزو جاہ من  
 سجدہ من پیش بت ہمراہ من  
 نیت آگاہ از بجا و آہ من  
 کوزنخداں تو بابل حیاہ من  
 کاسے پریشاں کردہ گمراہ من

چونہ با این ہے آشفنگی خوش چنانکہ داروم اند من  
 نیست جائے سرکشی بازلف یاد بے نیاز است این دورگاہ من  
 عشق را شاہ و گد امنطور نیست  
 بے رضا آبخار سد اکراہ من

لب برب من نہ آزمون کن بے باوہ خراب دست گوں کن  
 یک بوسہ بدہ ہزار بریاں یک غمزہ بزن ہزار حق کن  
 یک چشمک تو دوشیوہ بازو گہ معجزہ نام و گہ فسوں کن  
 گراقتد العناق و صلت دلاہ رقیب را بروں کن

بس سینہ بسینہ ام ہی سائے  
 او نام دوئی زول بروں کن

ترا حسن است از اندازہ بیرون مرا اندوہ و غم ہر روز فسنوں  
 ترا و دلبرے سیلی کنیزک منم و عاشقی استا و مجنوں  
 بد پیشیت جملہ خوباں در سجود اند عیاں دیدند و انم سہرے چون  
 مشال تو میان خبر و یاں صدق اندر مثالش در کمنوں  
 ندیدہ چشم من رو سے عنودن ندا غم تا کہ امی خواند انفسوں  
 ز لعل او لہجہ عالم شدہ مست سہر زلفش جہاں را کردہ مفتوں  
 ہوائے بوسہ را ز دل بدر کن یقیں دیدم لبش موہوم و منظوں  
 لب لعلش تو گوی ساقے ہرست پیالہ پر و ہر ہر دم ہر گوں  
 مبارک مطلقے میوں صبا سے کہ آید یا رخورہ سے و معوں

پیشین ہر خوباں  
 سجودند  
 میانش

شدہ عالم ہر  
 مست

بنہ سر در پیشانی محمد

کہ زلف او ہر آشفنگہ است اکنوں

۳۰ این نزل را حضرت بندہ نواز بیوز جمہ ہند ہم ذی قعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

حدیث عشق را بواجب لغت کم کن  
 ز لعل شکرین لطفه بغیر ما  
 تو وعده کشتنم کردی بلا زود  
 بروں آتا وجود جمله خواباں  
 اگر مانی بدیدی چہ سرہ او  
 ہوائی محرمی یاری نداری  
 ہواے ابرو باران است ابوالفتح  
 لب او ہم شراب و ہم کباب است

در انشاء  
عشق کم کن

زودت

ردی  
طوبی

اگر دستے و ہر اینجا قدم کن  
 سپس آن حسب را گیر و مستم کن  
 ولیکن ہم بدست خود کرم کن  
 بیک نظارہ در کتم عدم کن  
 کنوں تو بز تصویر صدنم کن  
 محکم بنوس خود در دو غم کن  
 شرابے و کبابے را ہم کن  
 تو بوسہ گاز را یکبارہ ضم کن

نگین عشق در تخریر و تفسیر  
 تو کلاب قال قبیل از سرلم کن

شیرین سخنسر و آب دہ فرا در انگار کن  
 خاطر پریشاں می شود جمع آیدم لطفہ کن  
 نشیدہ مار سیہ دعوی قتالی میکند  
 بر طور موسی بودہ ام بر کوہ لبنان شستہ ام  
 خود سر و لاں پاکجا با تو برابر استند  
 گر حسن با احسان بود پیرایہ زیباشود

چنگ

تا پر تو چہرہ بری بواجب لغت را سائیکند  
 دیوانہ شوای سحرابت روم را حضار کن

گر خم خمار کشاید و ہن  
 گر بت من برقع ز رخ بکند  
 جرعه بے جرعه چہ بادہ کشی

جملہ چہاں مست شود ہچو من  
 ہر طرفے گیر دشور و فستن  
 سنگ بکف گیر و سر خم کن

سید اکبر مینی این غزل را در جوامع الکلم در لفظ مذکور شد و شنبہ نمذی الحو شنبہ مر تم فرمودند  
 لہ در جوامع الکلم در لفظ مذکور شد و شنبہ بکت و ہنم ذی الحو شنبہ مر و اعل کرده شدہ

بادہ رو در ہر طرفے سمجھو مجھے  
خانہ چوں خانہ خسار نیست  
باش درں جلے کشادہ بہن  
بو کے کجا یا ہم و در گلبنان  
نغمہ در ورقص و رودف بزن  
گو ہر اگر خواہی در بحر جوئے  
سر و کجا جویم و اندر چین  
یار کجا جویم و رو ہر نیست  
خوب کجا باشد اندر ختن  
راز کر اگویم تنہا چو من

پیش ابو الفتح محمد گوے

بس کند از سوز زیادہ سخن

یک جرفہ سے کجا م ماکن  
ساقی قد سے بدست مادہ  
یک چمک زن مدام ماکن  
گر برگذری بجا م آن شاہ  
اے باد کیے سلام ماکن  
آہستہ ترے بگوشش بزخاں  
گستاخی کن پیام ماکن  
اے شاہد غیب یک کرشمہ  
پس ہر دو جہاں بجا م ماکن

دشنام وہی تو چا کر انرا

مخصوص بدیں پیام ماکن

جواں مست من دیوانہ من  
ہمہ شب شور شے زان شمع خسیا  
لب میگون او میخانہ من  
نگوید ہم فلاں پروانہ من  
کہ سروے بہت اندر خانہ من  
خواہد شد تمام افسانہ من  
سر و نور و شد فرخانہ من  
اگر عشاق را پرودہ نوازی  
مرا با عشق باشد آشنائی  
کہ شد ہر آشنائی بجانہ من

۲  
بنام

۳  
سوز شے

۳  
خوش نوا

محمد شد بروں از ہستی خود

۴  
ہے این نزل در جوامع الکلم و ملحوظ روز شنبہ بست و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۰ ہجری قمریہ ہے

ضرورت شد جهان ویرانه من

اگر تو عاشقی عشق بجوی وصل بے بھراں  
 چنیں چشمے کہ من ویدم اگر ایں مردمان بنید  
 بھدا اللہ چنانستی کہ خلقے در شناختی  
 اگر با ماہ روئے تو شبے بجنودہ وانے

بقعد وقت خوش باشی چه باشد در جزو زار و روچہ  
 چون منت ندر غلطان سرستان و بیوشاں  
 صباحت با ملاحت ہم ترا حنہ است با حنا  
 چه باشد راحت و صلت چه خیر است حجت حراں

توی بھر صفا یا اتر اخلق و کرم لیکن  
 شد م تا آشنائے تو شد م غرقا با ندواں

یا صاحب جن لطف و احسان  
 پیش رخ و زلف آن ستگر  
 ای جان جہاں و جہان جانم  
 گر عہد است با بار انار  
 از چشم تو بادہ و ام کردند  
 بر زلف تو تا زویم دستے

حلوای بس لطیف بہت آن  
 کفر است کدام و صیت ایمل  
 مارا نفسے ز ما تو بستاں  
 آن سر و توی دریں گلستاں  
 می غلظم ہر طرف چوستاں  
 گشتیم خراب و زار و ویراں

ہر جا کہ کہے بلبلند ویدم  
 رفت است ہوا کہ سریناں

جبیں بر پشت پائے بار سودن  
 ہر شب و در خیال خال و زلفے  
 بدیں حنہ کہ تو ہستی بدیں توب  
 چنانچہ از تو سرزد شناہا گو  
 اگر لطفے کند یک بونہ شد  
 بجز وہم و خیالے ہم و گر بہت

سری و سروری باشد فزون  
 ندیدہ چشم من روئے غنودن  
 بدیں صورت توانی دل ربودن  
 نیاید از منت الاستودن  
 شود احسان ازاں کیا بار سودن  
 یقین شد نیست جز گفت و شنودن

سرودت

رقم ہو

نیت

محمد بارک اللہ چیت بہتر  
جبیں بڑھت پلے یار سو دن

ذوق و طرب فزاید تازہ شود جہاں  
از ترک غمزه تو اگر باشدے اما  
ابر سے تو کمانے و شرکاں چناو کے  
ترسم ز ناو کے کہ کشاید ازاں کسا  
می آیدم بوجہم کزاں غسل می چکاں  
یکبوسہ سوال کنم یا بم از نشا  
اطلاق نام عشق روانیست برکے  
کہ از جور یار خویش کسند نالہ و فغا  
بوالفتح را بگوئے کہ شرمے کند خلق

کای پیر چشم باز بخوباں ببین نہاں

بشرط دوستی کردم و فسا من  
کہ برورد و بلا دادم و فسا من  
بتاں را سجدہ کن عا شامدہ پشت  
معاذ اللہ کہ دارم این روا من  
مرادش نام میگوئی خوشت با  
نخواہم گفتت الا دعسا من  
مراباز لف تو کارے دراز است  
مداں کوتہ کنم دست از جفا من  
بگرداں مہر و را ہر چونکہ خوار ہی  
نخواہم کرد از دستش را من  
نخواہد از تو ہر کس آرزوے  
ندارم آرزوے جز لقا من  
چرا فایغ نشینم بے غم از غم  
کہ یار من ہمیشہ بہت با من  
زورد تو کہ ریشہ پخت در دل  
نخواہم از خدا ہرگز شفا من

بہر وجہ کہ دیدم لے محمد

ندیدم در جہاں الا خدا من

ساقی قد سے شراب پرکن  
زیں رو خوشے تو تازہ تر کن  
چوں مستی بادہ را چشیدی  
پر کردہ سبوت بادہ سر کن  
ہر منکر عشق را کہ بینے  
نامش تو ستور و گا و و خر کن

از غمزہ اگر کشادہ تیرے چشم و دل خویش را سپر کن  
 ابرو سے بتے اگر بیدی از صخرہ بگرد و قبلہ بر کن  
 مغذور بدار گر چه پس رفت بر جعد و سرین او نظر کن

بوالفتح بنوشان دہ خوشن باش

از غیر حرف داوے خذر کن

منم آن رفت ز خویشم اللبناں اللبناں  
 نہ مرا بچھے و نشامے نہ مرا صیدے و دامے  
 نہ مرا مانے و جا ہے نہ مرا بانے و چاہے  
 نہ مرا ملکہ و ملکہ نہ مرا بحرے و نسکہ  
 نہ مرا تفرہ و تیسے نہ امیدے و زبیتے  
 نہ مرا چینہ و دانہ نہ مرا صحنے و خسانہ  
 نہ مرا دروے و درماں نہ مرا سرفے و سماں  
 نہ مرا ننگے و نامے نہ مرا صحنے و بانے  
 نہ مرا اثرے و عمارے نہ مرا کائے و بلبے  
 نہ مرا ریش و نہ ابرو نہ مرا سبت و فے مو  
 نہ مرا فردا و دینہ نہ مرا ستہ شبنہ  
 نہ مرا خرقہ و گبنک نہ مرا کاسہ و صحنک  
 نہ مرا فوطہ و لانگے نہ مرا نامے و بانگے  
 نہ از آدم و حوا نہ من از پستی و بالا  
 نہ مرا صفائی و دروے نہ مرا سبجہ و وورد  
 نہ مرا گلشن و گلخن نہ مرا دوست نہ دشمن

فارغ از مذہب کثیم اللبناں اللبناں  
 نہ مرا پختہ و خامے اللبناں اللبناں <sup>۲</sup> نہ مرا صبح و شامے  
 نہ مرا سرور و رانیے اللبناں اللبناں  
 نہ مرا دروے و نسکہ اللبناں اللبناں <sup>۲</sup> نہ مرا ننگے  
 نہ مرا پارہ گلیمے اللبناں اللبناں <sup>۲</sup> نہ مرا ننگے  
 نہ مرا موسے و نشانیے اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کفر و ایمان اللبناں اللبناں <sup>۳</sup> نہ مرا دروے و درماں  
 نہ مرا خواجه نہ غلامے اللبناں اللبناں <sup>۳</sup> نہ مرا ننگے  
 نہ عزیزم و نہ خوارے اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کجملک خوشخو اللبناں اللبناں <sup>۳</sup> نہ مرا کجغشور  
 نہ مرا صلحے و کینہ اللبناں اللبناں  
 نہ مرا اتیک و تلنک اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کیسہ و دانگے اللبناں اللبناں  
 نہ من اینجا و نہ آنجا اللبناں اللبناں  
 نہ صلا حے و نہ دروے اللبناں اللبناں  
 نہ من باتو نہ تو با من اللبناں اللبناں

نہ منم عاشق صادق نہ منم فاسق ذایق  
 نہ منم خواجہ واثق نہ منم بندہ رایق  
 نہ مرا بود وجودے نہ مرا جو کوشہوے  
 نہ منم <sup>۳</sup>بندہ توی سید و شیدا نہ تو از مائی و بابا  
 نہ مرا وصل وقتے و دلقتے نہ مرا خرقہ و خرقتے  
 نہ مرا میہ و کدائے نہ مرا فکرے و رائے  
 نہ منم زائد فایق اللبناں اللبناں  
 نہ منم سابق و لاحق اللبناں اللبناں  
 نہ مرا ناکے و دودے اللبناں اللبناں  
 نہ ابوالفتح نہ ابوالفتحا اللبناں اللبناں  
 نہ مرا وصل وقتے و دلقتے اللبناں اللبناں  
 نہ مرا میہ و کدائے اللبناں اللبناں

نہ مرا قیلے و قالے نہ مرا وقتے و حالے

نہ مرا بال و بائے اللبناں اللبناں

ای جوان گر عشق بازی جو دکن  
 بر درش گرا بیتاکے با بیت  
 دل بیاز و جان بیاز و دین ببا  
 صرفہ جان میکنی در عشق اگر  
 بر خوری از عاشقی تو آنگے  
 خویشتن را بچو خود تر بسوز  
 از وصال او تو آنگے بر خوری  
 شاید بازار را خوشنود کن  
 ہر چہ او پائیش بود موجود کن  
 پس ز سودائے محبت سو دکن  
 نام خویش و ہم لقب مردو کن  
 خویشتن را نیست کن با بود کن  
 تا شوی خوشبوے عین دو دکن  
 ہر چہ یار تو ترا فرمود کن

بائیں

اے محمد نیت نابودار شوی

شایدت پس نام خود محمود کن

آمد بدت غریب و مسکین  
 باویچ کسے ندارد اے لے  
 ہر جا کہ رود کسے نہ پرسد  
 رخسارہ خراش ز آب دیدہ  
 جی پارہ درو مند و غمگین  
 بنمود و لمطف یار تسکین  
 بر ہر کہ شود کسند نفیریں  
 در سینہ تراش رنجہا میں

اورانہ حریف و یار محرم  
 گرتیغ بہ فسق او برانی  
 اورانہ قدرین و دوست ہم ہیں  
 او گوید شاہ و تاج و تختیں  
 پاکست دلش زانہ از این  
 اورا تو مران خشم چندیں  
 بر مردہ کنی چہ پیز نسکیں  
 پروا چہ کنی بسوے پرویں  
 آمد بدمت غریب و مسکین  
 ای ارحم الراحمین چہ دانی

کن رحمتی کہ برورت قنادہ است

بوالفتح گئے است نیک گرگیں

دیوانہ و عاشق شد مہر بس لآں شیریں سخن  
 گربوسہ برب زوم از نبی رضائی خشم جمیت  
 با سینہ ام سینہ بسالب را بنہ ہم بر لبم  
 خواباں ہمہ بخمے شمر تو در میان شاں قمر  
 از تو مرا روشن شدہ ای آفتاب مہر  
 من دی شرابے خورده ام ماندہ خمارش درم  
 ہر جا کہ غوبے دیدہ ام کو کھل بیداوی کشد

بوالفتح عاشق کہنہ نو نو گزیند مرے

مردم ملامتہا کشد از ہر کہ باشد مردوز

تسکایت یار ہم بریا گفتن  
 اگر بایے جفاے کرد با تو  
 چہ خوش باشد نہ کہ ہر بار گفتن  
 نمی شاید براغیا گفتن  
 شبے با ماہ روے گز خفتی  
 نباید قصہ این کار گفتن

حدیث قبصہ مستی و مستان  
 اگر صوفی شدی شرمت نیاید  
 حرامت باو ہر شیا گفتن  
 حساب تنگہ و دین گفتن  
 گلہ از جامے و از خمارش  
 ترا منع است بر خما گفتن

ابوالفتحی محمد انشاید

سخن از وصل در باز گفتن

آن جوان ہم جان و ہم جانین من  
 ن ظلم بر خود میکند بر یار ہم  
 عشق او ہم درو ہم در مان من  
 او نہ آن خود شود نے آن من  
 او میان سرکشاں سلطان من  
 او میان گلبناں شبگفتہ گل  
 نیست روح القدس خج در بان من  
 من در ان خلوت کہ با یار خودم  
 شد کیے اندر کیے اثنان من  
 من بروں از خویش بودم تا کیے  
 منتے بر من نہد منان من  
 گر عیاں را با بیان جمع آورم

اے ابوالفتحی محمد باز آے

باز آمد نیست در امکان من

نخزہ برن تو دل بے بر منت بنہ بجان من  
 بوسہ اگر زدوم چه شد ناز و کرشمہ چیت این  
 جان و جہان نم آن تو درد و نعمت آن من  
 لعل لببت سیمہ گمان ہست گم شدہ آن نشان من  
 ہر چه کنی ترا سز و یفعل ما لیشار توئی  
 قہر مکن کرم بکن زیدت اے جوان من  
 من بتو تو بمن کیے عین تو شد عیاں من  
 کیت و لالہ و رقیب نیست دی چو دریا  
 نقش تو در خیال من بود تو در نہاد من  
 دیدہ شدہ بعینہ مردم چشم من توئی  
 نیست بجز تو دیگر ہے هیچ جسم و جان من

ہر کہ محمد احمد است و احمد را احدہ سخواں

آہ حجاب من شدہ میمے کہ در میان من

باشد کسے ز عشق مرا امید نشان  
 آنگوز خویشین خیر است با خبر سہاں  
 اطلاق نام عشق روانیست بر کسے  
 کز جو ریار خویش کند نالہ و فغاں  
 ز قتم گبشت باغ کہ سبب ستم مثال با  
 سرے و گر کجاست چو کبکے سی ریا  
 گویم بید سر کہ بکش را خراب شد  
 مارا عجب کہ چونہ بید است و گمان  
 مردم و ریں موس کہ بمریم بہ پیش تو  
 کارم سجاں سیدہ و آخر شد تو ان  
 عاشق شکم پرست نباشد جوان  
 روحانی نباشد محتاج آب و نان  
 چون من خرابی از بحر عشق یاریت  
 بوالفتح را پیر بن بخر این و گزشتان

خوب رویا تو کر شمشہ نازکن  
 عشقبازا عجز و زاری سازکن  
 ساقیا یک جرعه در کام ریز  
 مطربا یک نغمہ آغا زکن  
 سر و قد اباش با سمت بلند  
 گلغذرا خارا را انسا زکن  
 شاید تو خود پرستی را بباش  
 غمزه زن از سیم وز را غما زکن  
 گیرے تو شیخ وقت و مرشدی  
 میل مع الاسلام شئی بازکن  
 پیش کند وی کبش نغمہ بدہ  
 انگے بر مردمان در باز کن  
 نقد را بانسیہ تو یک جانبہ  
 می شود قصہ دراز ایجا زکن  
 بوسہ را اگر او اشارت میکند  
 خویش را متان بہا زو سازکن  
 نیست مقصودے و موجودے مگر  
 واحدنی واحد اعبا زکن

با سیم وزر  
 انبار کن

اے محبت پرستان کا فراند

حق پرستی را کیے ابرا زکن

قدم من را خاناں کن  
 درد و اندوہ را بدر ماں کن  
 حبد را شانہ زن فراہم کر  
 خاطر جمع را پریشان کن

آن سیہ زلف رازرخ برگیر کفر مارا بدل بامیان کن  
 مشک و عویٰ طیب کردے جعد بکشا و بس پشیمان کن  
 بوسۂ التماس گر بکشم کرم خوشین و وچندان کن  
 گر تو داری سب باغ دل گردی گل و میوہ بحیب و دامان کن  
 اسی ابو الفتح ستر باز بگو  
 زیرہ را ہم سبے کرمان کن

عکس  
 سحر

جہانے یار الے دل و فادان اگر گردی و بد آن را صفادان  
 اگر تیغے زند بر سر ز پے لطف اگر تو دم زنی جہل و خطادان  
 اگر عاشق شود زان لعل متان در آن حالت زند بوسہ روادان  
 ز جو یار در دل گر خراشے است تو در وریشے امین و دادان  
 چه پندم میدہی اے ز ابد وقت تو مارا بد بگو وں را و عاداتان

محبت مایہ رنج است و محنت

محمد حسن خواہاں را بلا دان

## ردیف واؤ

مرا ایسے است در خاطر اگر گویم کدام است  
 زباہ ز باد لعل میگویش جہانے مست می گرد و  
 صبا از جیب و دامانش و بد بوی بگلزارا  
 پیاد راتل باشد و چشم مست غلطانش  
 جہانے بتلا گرد و بلائے خاص و عام است  
 شگفت آید ہمہ کس را ندانم تا چه جام است  
 صبح از تابش عارض نگہ کن مہر و ام است  
 وے مے پر بہ پاید مگر ساقی مدام است

زر خسار و جبین او ہزاراں مہر می تا بد

قد و بلاش اگر مینی ہی سہر و تمام است

سہی

مرا افتاده است با آن دو گیسو  
 شدیم از قبلہ اسلام پیرا  
 اگر عاشق شدی جو روجفاکش  
 مراد رول نباشد ہیچ شخصے  
 اگر یک بوسہ خواہم سبکت  
 اگر بر لولے عاشق شدستی  
 ندیدہ دیدہ ام روے غنودن  
 میان چشم و دل میرفت گفتمے  
 ابوالفتح از رہ انصاف گفتمے

محمد راست میگوید کہ ہر دو

آن یاری یار و محسرومی کو  
 آن طیب و طرب نگار و ربر  
 مے خوردن و مہدم پیاپے  
 آن وقت جماع خوب رویاں  
 آن رقص و سرود و دف و دنگ  
 آن ساقی سادہ باوہ خشا  
 آن بوسہ و آن کنار و آن گلزار  
 یاراں کہ بیکد گردا رفتند

ابوالفتح بدرد و سوزے بر

آن یاری یار محسرومی کو

عشقبازی اگر ببازی تو کار و نسا و در سازے تو

رودت  
 نیکو سخنوں  
 تان نیت  
 محض کرالائت  
 یا ہجو

خندہ برد

سہجات

و رہدرد و غمت قرار شد  
 نہ تو در بر نہ یار در بر تو  
 خوش بزی مرد بے نیازی تو  
 برچہ زئی و باچہ سازی تو  
 گتہ چومو می نمی گدازی تو  
 گتہ چومو می نمی گدازی تو  
 فرد باشی و سرفرازی تو  
 قد بلندی و مودرازی تو  
 چند بر ز بد خویش نازی تو  
 برچہ ہر جانبے گدازی تو  
 گر خدا را سستی شناس شدی  
 گر خدا را سستی شناس شدی

ذوق پرور

پہ

ای ابو الفتح خواروزاری

بایدت ہر نفس گدازی تو

می بینی آن خواں خوشخو  
 آن قلب بند و راز گیسو  
 آں ماہ جبین زہرہ رخسار  
 باہ میچ کیے نکر و یک سو  
 با جملہ جہاں نفاق بازو  
 گوید تو منی و من ہمیں تو  
 چون نیک نگہ کنی بدانی  
 اسرار کشیر آں و و ابرو  
 آں چشم کشادہ چشمکے زد  
 بر بست خیال سحر و جادو  
 و ان پنج بے کفر راست بازو  
 آں حسل شکر کہ خون نوشد  
 و ان خال کہ کافر است ہندو

بو الفتح مدار استوارش

آں ظالم کافر است بدخو

گرچہ پیری و یا جوانی تو  
 عشق را با تا توانی تو  
 عشق را پیشواے خوشین سنا  
 کم نگر دی و کم نمسانی تو  
 لعل میگویش را کہ بوسہ زنی  
 واکہ در وہم و در گمانی تو

حضرت خواجہ ابرو زکیشہ بہت دشمن ذوق پرور سے ہر قسم فرمودند

عشق را نقد وقت خود می سنا  
باش باقی بد افسانی تو  
گر خیال لبش بدل داری  
روز و شب مست و شادمانی تو  
گر شوی درد نوش و غم آشام  
ایمنی خفت در امانی تو  
وانمی لخط سچمش شد  
ای محمد چه ناتوانی تو

## رولیف صا

یا راجال شمع رخ را تو دیدی  
پروانه وار گرد چرخ پرید  
خامی تو بسج و دو چرخ غم خورد  
خوردی تو گرم و سرد جهان اندید  
فوق شمار و راحت مستی گرفت  
گاہ بناز آن لب میگوں مکیده  
یا شرط عشق را بکس باختی گہ  
ذوق وصال و درد فرخ چشید  
و تفت پیای تو شکست است خا بجر  
گاہ ہے جو سل آن تن گلگون سید  
معشوقہ تو گاہ بخشم از تو زنت است  
واگہ بصلح آمدہ در بر کشید

بوالفتح راستی کہ جہاں اندیدہ

فی راحۃ چشیدی و نئے غم کشیدہ

منم در عشق بازی پیر گشته  
ولایت در دو غم را میر گشته  
نہم در سر پریشانی ضرورت  
کہ زلفت پاکشان زنجیر گشته  
مگر جہش پیچید در گلوم  
شدم دیوانہ و تزویر گشته  
وضوے عشق را بر قول عشاق  
زخون دیدگان تقدیر گشته  
جوانی عشق در پیری فراغت  
تو گوئی مشک بودہ سیر گشته  
مرا عمرے است و خواب گذشتہ  
بتقوی و عبادت دیر گشته

۳  
عشق

۱۱ حضرت خواجہ بندہ نواز این غزل را روز جمعہ سوم شوال ۱۰۱۰ھ در رقم فرمودند۔

مگر دارند خواباں استوارم  
شود وصلے بدین تدبیر گزشتہ

کدام آن دل کہ دلبر برگزیده  
خوش آن عاشق کہ با معشوق پیوست  
کدام آن سرکہ آن سرور گرفته  
پس آنکہ عشق را از سر گرفته  
زہے دروے کہ در عاشق تو ہی  
زہے یارے کہ کاسے برگرفته  
چہ کار آید نبات و انگینش  
کسے کہ لعل تو شکر گرفته  
ترا ناز و کرشمہ شد زیادت  
نہال عشق ماہم برگرفته

ببازی گفت ریزم خون اورا  
محمدا میں نکو اختر گرفتہ

آن سادہ کہ ہمت خواجہ زادہ  
اورا ہمہ روز نیست کاسے  
دین و دل من سب بادادہ  
جز گشتن باغ و نوش بادہ  
آن منخ بچہ را ہر آنکہ دیدہ  
زنا رہبستہ برکشادہ  
این دولت ہم شود میسر  
من گردم خاک درفتادہ  
گر عاشق پارسا است زاید  
او منحرف از طریق جادہ  
بوالفتح اگر تو عشق بازی  
بر بندگلوے خود قلاادہ  
و انگاہ بدست یار سپار  
ہر سو کہ بر و برو کشادہ

در کعبہ و کلمیہ ماہم

اخلاص و ورع بادادہ

عمر را کردہ انداندازہ  
عمر را بر مثال حصے دا  
نیست ازوے گذشت اندازہ  
لیکن آن حصن را نیست دروازہ  
ای جوان این گماں است در خود  
ہر دم این درخت میشود تازہ

این نزل در جوامع الکلم در لفظ روز چہ شب بستم ذی الحجہ سنہ ۱۰۲۰ مرقوم شد

۲۰

۱۰  
۲۰  
۳۰  
۴۰  
۵۰  
۶۰  
۷۰  
۸۰  
۹۰  
۱۰۰

بلکہ ہر روز در زبول زوال      ایک رفتہ است قسمت اندازہ

ای محمد نو و نمود است رو

در نو و باز خاست آوازہ

تو کردہ زلف را شانہ جہانے گشتہ دیوانہ  
 نہ چون تو دوبرے باشندہ چون من تا بید  
 رخ تو کعبہ جاغم خم ابروے تو قبلہ  
 چرا باد و تان خود بلطفے پیش می نای  
 الا ای یار سیمین تن وجود از من می پوئی  
 نہاں شب میخوری و روز بسجادہ نشینی  
 بروے همچو شمع تو دل من باد پروانہ  
 دوائے من جفاے تو شدہ است ایاز شا  
 لب میگون تو یار اول بار است مینجانہ  
 چرا از آستانے خود شوی بجرم بیکانہ  
 کہ یک جان تو ہم آخز مشوار من جداگانہ  
 محمد شیخ تزویری نہ نیست کار مردانہ

نبرد عشق بانسی شوران زرد و غا خانہ

تو خامی اے سپر جلے نخوردی سچتہ کیدانہ

نقش نگار خاتم دل را نگینہ  
 ہر چند مغلسم ز نقد وصال یار  
 لعل لب و دہانش می رافیتہ  
 از درد پھر بہت لبینہ و فیتہ  
 ز بید کہ سرفرو و نیار و سبوران  
 آنکہ ز بندگان تو با شد کینہ  
 از جو رو از جفاش بہر دم چہ پریم  
 کہ ز درد سوزا دست سجاغم خزینہ  
 یعنی چینس بود کہ گئے آن نگار من  
 ناگاہ از درم بدر آید شبینہ  
 چون آشنا و عشق بغرقا افتد  
 جز درد سوز رنج ندارد سفینہ  
 آن آہ سرد ہر نفسے بر ہوا رود  
 ترسم اگر بر آید از سوز سینہ  
 لعلش اگر ز لطف مرا بوسہ بداد  
 آن میر غمزہ بر پنچشم است و کینہ

بو الفتح و ارباش بنبال نقد و

فردا ز مار صبلہ بانکار و سینہ

زلف تو کند ستم بہارہ  
 تنگ بہنت شکر نشانہ  
 پستان ترا چہاں مکیدم  
 پس کویہ سرین ہر آنکہ رفت است  
 آن ماہ مرا بدست ناید  
 اے جعد دراز و خور و مہمت  
 آن منکر عشق را چہ گوئی  
 در عشق نہ اگر تو مہسیری  
 بین پیرہن و جوہر دم  
 گر ممکن نیست وصل خواباں  
 گردست نیرسد بجعدش  
 بواغ فتح اگر وصال جوئی

نم نرہ بکند جگر و و پارہ  
 لعل تو کند شراب خوارہ  
 گوئی نبات بہت دو پارہ  
 می باید کرد سنگسارہ  
 پیچیدہ برہن این ستارہ  
 لب لعل تنگ مکن دوبارہ  
 گادے و خزے و سنگ خارہ  
 بارے کہ باش یک سوارہ  
 در عشق ستاں ہزار پارہ  
 می کن تو زد دور یک نظرہ  
 دیوانہ باش سنگسارہ  
 چارہ نہ بود زکر و چارہ

گر عشق نبازی اے محمد

تو کیسی و چہ و چکارہ

جو ان مست من سینہ کشیدہ  
 جہانے زوشدہ دیوانہ ہر سو  
 تمش کرد او از نور و دوس  
 اگر سروے است ما نہ الیتادہ  
 و گر پری است عاشاق سہیل  
 خیال جعدا و مستانہ وارد  
 و گر گلبن بود خالی نیابند  
 خراہاں میرود گفت آنکہ دیدہ  
 چنین صورت خداوند آفریدہ  
 مجسم نیست این صورت گزیدہ  
 و گر باغیت بر مردم دمیدہ  
 و گر جوری است دردنیار سیدہ  
 زہے بادہ کزاں گونہ چکبیدہ  
 ازین خاشاک و از خارے خلیدہ

من

نبا  
 ۱۲۲

چنین صورت مسلمانان بدانید      نہ چشمے دیدہ نے گوشے شنیدہ  
اگر بروے او خود عین قبلہ است      جہانہر طرف سمتش خمیدہ

ملا مت عشق بازاں انشا بد

محمد راست این وصف حمیدہ

جان راجی سپارم با سینہ کشا وہ      مست و خراب باشم رب لبیب نہا وہ  
حمدے خدایے گویم نکر نے بجائے ارم      شد عاقبت حمیدہ باب الکریم کشا وہ  
گر رحمتے بیاید باشد شستہ بر در      و مردم نیست مارا ابے بدر قنادہ  
براں غریب گوید سخن غریب و نازک      می تب تو لبے جو اندر اینک منم نہا  
جنت بکار ناید حور و قصور و فن      یک غمزہ بیاید باغ و حریف سا

گیسو دراز را اگر کاین قصہ مختصر کن

می باش بر در او روز و شبان شاہ

عزیزین بیایم  
عے بیوے  
حور و قصور  
جزایں

## ردیف یا

بہار آمد بگلزاراں خراے      بروے شاہد و ساقی سلاے  
بوجے باغ و صحرا خوش برائیم      بیک دور دوسہ پر خوردہ جاے  
دے یاران ہمدم را نمبر کن      بیر بر مطرب و میگو پیایے  
کنار و بوسہ گر شد میسر      لگو آنجا حلالے یا حراے  
اگر دستے ندا داں خواجہ زادہ      بیایں رو بہ پیش شو غلاے  
ازاں تنگ دہن زان لعل باریک      سخن کم کن نمی گنجد کلاے  
اگر درد لبری تو چپیرہ دستے      منم در عشق بازی خود تماے

محمد و خرابات و خرابی

## نکو کردی بر آوردی تو نامے

نوبت عاشقی است یک چند  
 باز بندیم دل بہ دلبندے  
 یار مہماں رسد چہ پیش آریم  
 جان و دل خود شد است اپند  
 بر زبان نیت جز کہ نام فلاں  
 میچکد سر چہ بہت در آوندے  
 عاشقان بت پرست و بدین اند  
 گمراہ را چہ میدہی پندے  
 ز اہدے دیدے بت رویا  
 فاسقے بت پرست شدرندے  
 باغبان قامتت اگر دیدے  
 بیخ و بنیاد سرو بر کندے

سروے بودے اے محمد تو

زلفش اردر بلا نیفگندے

نے جائے تحمل است وزاری  
 گریا رنگد با تو یاری  
 مطرب غزلے کہ دل نوازی  
 ساقی قدحے کہ غم گساری  
 اے نازک و آفریدہ از ناز  
 اے قطرہ ابر نو بہاری  
 اے سنگد لا و شوخ بے عہد  
 این نیت طریق دوستداری  
 آخرا کم از انکہ باز پرسی  
 اے سخت کماں چہ ستیاری  
 رسمے است قدیم این تباں را  
 اے دل تو مگر خبر نداری

بوافتح اگر تو عشق بازی

مسکینی و عاجزی و خواری

بجہاد شد نگارینا چہاں موزوں و زیبائی  
 کہ ممکن نیست جانے راز تو یکدم شکیبائی  
 خطاب لا شریک لک روئے کبریا ہیست  
 توئی پیرانہ خوبی ز تو زیباست زیبائی  
 چہانت دوست میدارم کہ محض دوستی تم  
 دل و جانم ہمہ عشق است منم با عشق یکتائی  
 بگفت دیومر دم من زبت رواں نظر دارم  
 منش لاجول میگویم کہ احق ترا از محسنائی

مراد دل نمی آید رود از سینه عشق تو      مرا از جان نمی خیزد که شینم بے تو هر جانی  
 کشاوة راز میگویم مرا دل بستگی است      من این عقد دل خود را نمی خواهم که بکشانی  
 نرا آراسته صانع چنانکه بایدت هستی      وے افسوس می آید بے خود کام و خود را

محمد آں جو افر دست که در پیری نظر بازو

تعالی الله ابو الفتح اخدانی را تومی شانی

مسلم نیت عشق و پارسائی      محقق نیت صدق و خود نمائی  
 ترا با عاشقان نسبت نباشد      که تا از خوشیتن سبیر و نیائی  
 ز به کم ممت و رسوا که باشی      بگفت خوش گر خود راستائی  
 الاے دلبر چاکب تواندی      و ہی مار از بند غم رمانی  
 محمد تا تویی در بند هستی      بیشتر نیت که غم ما برائی  
 حدیث عشق در گفتار انبیاست      چه پیوده تو چنین شاز خانئی

چنین گوئی جبارم بهم و خیال است

خیال خوش خیال دلربائی

آسوده دے ستوده جانے      با این شسته یک زمانے  
 وز خود قدے زند با خود      ملکه است و گرد گر جهانے  
 بر دار زرخ نقاب کیبأ      از عالم عشق ده نشانے  
 اغماز زروے خوب حاشا      خود را تو ز خود مکن زمانے

تندس

از خال و لبش سخن محمد

کردار مکن و گرز بانے

کراتی

سر وصل مانداری ز کجائی و سپرئی      اینجا که نیت جالے و آنرا که شد لائی  
 مینازومی نمائی هر خط و در فزونی      فریاد از تو باران طاره می ربائی

گزنازی ۳۰

گہ ناز نے نیاز سے گلہ ہے نیاز سازی  
چوں وقت کار آید گوید کہ عاشق بند  
من آں فلاں فلاغم سلطان وقت بستم  
یسمرغ قاف قبرم از آشیان قدم  
بہر جا کہ یار جوئی آجا حضور یابی  
بوالفتح را نگوی تا پر سد از محمد

گاہے بخشم و چٹک گاہے بغضہ آئی  
با تو مرا چہ نسبت با ما چہ آشنائی  
تو کیسی کرائی زین مفلسی گدائی  
از لامکان نہ استم شخصیم ہر کجائی  
اما وصال با ما حاشاک نزار خائی  
اور اجواب گوید فریاد ازین صدائی

گر این سخن نشنید و رجان طابم  
من از میان بخیرم ماندہ رہ خدائی

میاز خیرم ۳۱

اے یار عزیز می توانی  
یک بوسہ ز لعل خویش بخشی  
حاشاکہ مرا میسر آید  
گیرم کہ سخلوتے نیائی  
اے نازکے آفریدہ ازنا  
پیش و پس تو نگفت کن بند  
سر دی تو دے چو کبک ز قار  
باقدر بلند تو درازی  
تاریکی شب ز عکس نعت  
آن یار مراست چشم ہرست

مارا ز بلائے مارا نی  
مستانہ کنی ز غم ستانی  
بے یار عجز ز زندگانی  
باسے اور از در زانی  
اے مایہ عیش و شادمانی  
اشکم سبک و سرری گرائی  
ماہی تو کہ مہر میفشانی  
باسینہ کشادہ تنگ دانی  
از خندہ تست صبح ثانی  
یا خواست ز خواب تا توانی

از بوسہ شود لب تو احساس

بوالفتح یقین است و گمانی

اے باد نوبہاری از راہ لطف یاری  
در گوش بلبلان گوی از گل خبر چہ داری

کے باز می بیاید آن فصل نازہ روی  
کے بچے گلعدا ریا بزم زحیب و داماں  
آن گل کہ دینہ گم شد امروز بازیابی  
دی رفت باز ناید فردا کہ گفت آید  
بے از خیال وصلے حاشا کہ عشق با شد

بوالفتح رافتمے از غیب نصیبے

گر یار تیغ را ندسرا تو بر نیاری

مگر او خاستہ از قعر چاہے  
مگر از آشیان جفت دوری  
چو من می باش در دوشام و فوج  
ترا من دوست می دارم و گریب  
چہ بد افتد ترا ای شاہ خوباں  
اگر خوانی و گران تو دانی  
محمد جز در شش دیگر در نیت

ز دست یار زد از سینہ آہے  
توی قمری کہ می نالی بچکان ہے  
کہ من ہم زین نمد دارم کلا ہے  
نکر دستم جزا میں دیگر گنا ہے  
اگر باشد گدائے نیک خواہے  
ندارم من جزا میں رہ بیچ را ہے  
ندارم من جزا میں دیگر پنا ہے

روم کنوں کجا آوارہ ایدل

بکرده مویسید و روسیہ

دلبرے نیت چوں تو یکے پیرے  
ہر کسے روے خوب دار دوست  
نقد مارا بدل بنسیہ مکن  
قصہ عشق احسن القصص است  
مادرش را سہی ازل نام است

بیدے نیت سمچو من دگرے  
اہل دل را بود دگر نظر سے  
ورد نقد است وصل در خطر سے  
فہم این ستر کے کسند بشر سے  
مثل عیسیٰ ندارد او پد سے

لے بروز حیدرست و نغم ذی بقعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند لہ این غزل را نیز بروز حیدرست و نغم ذی بقعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

گر آواز غماست  
نزدت دروینہ  
۳۰  
سیاہے

عشق و راجتہا و نعمان نیست  
شافعی را نشد از و خبر سے  
ماہ راقا منہ بلندے نیست  
سرورانے مہے است نے مکے  
سر و من ماہ رو بلندے سراست  
دلبرے نیست سمچا و دگر سے

ای محمد بے عزیزی تو

دلبرے نیست چون تو بیک سے

دلہ را بتلاش با جو آنے  
زرغمر و اش نزار و کس امانے  
بیک چشمک سباز و تیو و چندا  
فر و بالا کند ہر دو جہانے  
لب لعلش بہ بیخوش گوش کہ دہا  
بگر خوارست ہر دم دستانے  
صدف را در شکم و دوسلاک لولو  
لب و دندانہ مستہند در نشانے  
دلہ از دست تنہائی بجا شد  
چکویم بلکہ افتاد مہ بجانے  
غیور مہ من و ہر جانی است یارم  
کجا جویم نزار داو مکا نے  
ز چشم مت او غلطیدہ خلقے  
برآمد ہر طرف ازوے نشانے

محمد پیر گشتی توبہ کن

نظر بازی ز فسق آرد نشانے

جان و دل من پے جو آنے  
در ہر خم محوے او جہانے  
مقتول بے و قاتلش کم  
برعل بشل مرا گمانے  
برعل ببت سیا و خائے است  
از موت و حیات من نشانے  
بر خورد ز عمر نیک بختے  
بایار عزیز یک زمانے  
گر آیدت خلوتے میسر  
با ذوق و فراغت امانے

بو الفتح مداہم بادہ می نوش

گر ہستی پیرو یا جو آنے

محمد عشقبا زے خوش خصاے  
شب و روز آں خیال خود خاے  
غم فرزند وزن کیسو نہ سادہ  
نماندہ در دلش میلے باے  
اشارت بوسہ کردن چه مقصود  
عفاک اندخیاے بہت فایے  
ہمہ شب یا زلف ماہ روعے  
بہر صبحے دو چشم بر جمباے  
چنین سروے بدیں جن و کتاز  
نبا شد در گلستانے نہاے  
لب او در خیال و وہم با نیت  
ولیکن نیت جاے قیل و قاے

محمد بوسہ زودا و از کے خاست

بودت در میان جزا حتماے

سرو را استنا و بہتر چو توراے کنی  
طوطیاں را بہ خموشی چو تنو گفتاے کنی  
ہر چہ بر با میکنی میکنم ہمہ مطلوب است  
لیک مارا می نشیکار و گریارے کنی <sup>باز</sup>  
یار گر فرمود لطف بوسہ راکشتی مجاز  
حفظ حرمت را تنگ گانے و از اے کنی  
ہر کہ در کوئے تو آید گاہ و بے گاہے آد  
حق و انصاف فرمودست تنگسائے کنی  
عقد لمحی بر سرو بس دعوی عشق ایاز  
آہ محمود این بلا از عشق بیزارے کنی  
اے ابو الفتح جو انمرد است با عزت و سال  
سر نہد بر آستانت و ترا خواے کنی <sup>بوالفتح آن جو انمرد است</sup>  
جد را خوش بر سرین افگندہ اے خوش نگا  
چند کس را پسرو این کار در کاے کنی <sup>بہن بوالفتح آن جو انمرد است</sup>  
اے پسرب را پوش و برقعہ بر رو بخش  
چند مرو ز ہر را سر گشتہ میں خواے کنی  
عشق آن صورت نذر نقش آن فانی کند  
عشق در ہر صورتے با فیض اظہارے کنی <sup>تورا</sup>

اے محمد عشقبا زی را یکے رمزے بگو

ماہ در خود ننگری بس عکس انواے کنی

تو از سر تا قدم حسنی و نازی  
فریضہ گشت مارا عشق بازی

ہمہ عالم اسیر جعد تو گشت  
ترا زید نگار اسرفرازی

۱۔ بروز چہ شنبہ ہنم ذی الحجرتہ ۲۔ بروز در لفظہ جوامع الحکم درج کردہ شد ۳۔ در لفظہ روز میکشہ ہنم صفر ۴۔ در جوامع الحکم درج کردہ شد ۵۔ در جوامع الحکم در لفظہ روز شنبہ ہنم ذی الحجرتہ ۶۔ در جوامع الحکم درج شدہ است

سراں و سروراں را برورت سر  
 ترا چوں تو نظیرے نیست دیگر  
 نباشد زیورے زیبا ترے یار  
 محمد را نظر جز بر خدا نیست  
 محمد را مداں محمود عنزنی  
 محمد را محبت فیض آنجا است  
 رسد بر مہ کنی کبر و کرشمہ

۲  
و تجازی۳۲  
قصود الہیات

قمر بالاست بالائی نذار و

کجاست آن سرور این کنگاری

ترا حق داد و روے پر جامے  
 ز حن خویش انگہ بر خوری تو  
 بدیں حن و نمک ناز و کرشمہ  
 ترا ناز و کرشمہ داد چندان  
 ببت باریک بن نازک تنک تر  
 اگر کردے اشارت بوسہ بعلش  
 سوال بوسہ از بعل آن شاہ  
 و رخت سرو و نخل و شکر ہم

۳۲  
نخل و سرور و شکر

محمد در جبلت غنقاہ است

نمی آید از و دیگر خصاے

صباے دلرباے مرجاے مبارک مطلعے میمون تقاے

لب میگون او یارب چه بعلے است کہ ہر دم میچکد از وے صفاے

۳۰۔ در جوامع الکلم در لفظ روز شنبہ است و پنجم ماہ ربیع الاول ۳۳۳ ھ درج شدہ است

اگر تو نپند گوی نیک خواہی  
مزی در دما را کن صفائے  
بخواں احمد و بردل زن بفرما  
مباد اور و این دل را دوائے  
ہمیشہ بودہ ام معشوق خوباں  
کنوں عاشق شدم دیدم بلائے  
ہمارہ مالہ از درد حیراں  
وصالتش را نمی یایم بقائے  
سرافرازم لعبدناز و کرشمہ  
اگر دستے رسد مارا بیائے  
بہ کیوسہ دو صد جاں می فرستم  
عزیزاں را یگان است بے بہائے

نمی خواہد خدا و ندا محمد

کہ سبب عشق خود را انتہائے

من آن نہ ام کہ تو دیدی تو اس نہ کہ تو بودی  
مزید در دمن کردی تو حین خویش افزودی  
نوید کشتنم کردی براں بشارت شادوم  
مگر مراد مزیدے بر آمد دست بزودی <sup>سرتا</sup> <sub>مگر مرادم بودے</sub>  
وے ز عادت نختم نہ رسم کار تو دانی  
بہر کہ وعدہ کردی تو روے خلق نمودی <sup>سرتا</sup> <sub>داغ نم نمودی</sub>  
گراں سرینے کردست ز آب چشم غرق  
فسرود آید کشتی نوح بر کہ جودی  
در از باد عمر شش کہ برد جانم از تن  
و گیسو کہ کشادی ز عقل و موش بر بودی  
نہفۃ عشق نیازم شوم فضیحت و رسوا  
ز شک بوے نیابی مگر کہ ناف کشودی

بوالفتح عاشق گشتی مدار باک ز در دم

بگیر ذوق محبت مباحش آنچه کہ بودی

بیاساتی بدہ پر کردہ جامے  
گوز نہار طے را حرامے  
براقے بچوں برقے را کن زین  
منہ بر سر قلائے را لگامے  
ندارم منزے از خویشتن و دور  
بیائے خویش را نم کید و گامے  
بیک گامے گذارم ہستی جاں  
بدیگر گام گوید حق سلاسمے  
کجا جبرئیل تا سوزد ز تابش  
کجا عمرش است تا سازیم باسے

صبا سے یا مسائے نیت با ما  
 نہ من زما رہے تب سبج سازم  
 نشاید صبح اینچائیت شامے  
 من اویم او من و لیکن بہ کونین  
 نہ ام خواجہ نہ من بہتم غلامے  
 ہمیں مرغے است دانہ نہ دانے

مہد رفت از خود وہ درینا

ازو باقی نہ ماندہ جز کہ نامے

جاناں تو حسن خویش بخشاے  
 یک بوئے التماس آمد  
 از جرم و گناہ ما تو باز آے  
 اے ہر کہ نہ دید رو سے خوبت  
 یادوشے بزن و یا بفرماے  
 گر عشق بقہر خویش تا بد  
 اے و اے برو ہزار صد و اے  
 کس را نبود قرار بجائے  
 بوالفتح بہر طرف سپر پوی  
 ماہر و نافر تدریم بکیاے

اے سید پاکے اوہ شہباز

زین گفت و شنو و خوشین باز آے

نہ نوشم جز شراب عشق بازی  
 نیارم ہر فرو جز پیش سروے  
 نہ پوشم جز لباس کار سازی  
 نخواہم کرو کہے جز کہ دل را  
 نیاموزم ہنر جز ترک تازی  
 چہ باشد مال کس مسکین گرفتار  
 کہ باجے ہر نفس در کبر و نازی  
 ترا ہم نیت الا سہرازی  
 ترا گیرم نداری امتیاجے  
 نشاید کہ و این حد بے نیازی  
 تو در عیش و خوشی و ناز بازی  
 یکے بیچارہ امتدادہ میرد  
 مہد خواری و زاری و گدازی  
 محمد پیر شد در خدمت تو

وگر تحفہ مرا ہر بار گوی

## کدامستی کہ با عشق بازی

مرا از خوب رویاں شد نصیبے      کہے اندوہ و غم کہ لطف و طیبے  
 برنجے مبتلا کردست خدایم      کہ از دے بہت عاجز ہر طیبے  
 اگر در سایہ بام تو یارا      شود آسودہ مسکینے غریبے  
 ز جاہ و وعز تو یعنی چہ کم شد      جوان مرد اتونی آخر لیبے  
 نہ بیند چشم روئے خواب و راحت      بدل باشد اگر مہر جیبے

مدہ پسندم کہ باز آ از محبت

محمداست از خوباں نصیبے

اے یار اگر چہ بے نیازی      بزرگ شرفے است دل نوازی  
 آن عشق حقیقی است بیشک      آزا کہ تو گفتے محبازی  
 می سوزم و میسیرم از اندوہ      گویند کہ اینست عشق بازی  
 اے عاشق مستمند چونی      در مہر نفسے تو در گدازی  
 اورا سہر و صل نیست با ما      مارا ندوے صبور و را نازی  
 پائیندہ نما ندھن ہر کس      بریک دو نفس چہ سرفرازی

از بند وصال حیر و ارہ

بواستح اگر تو پاکبازی

اگر تو سرگذست من بدانی      مرا جز سیدل و مسکین سخانی  
 کین ہر چہ کنی زیباست شاید      سرت گروم مرا از دور زانی  
 چہ تلخیہا کزاں غمزد کشیدم      بخش دار دوے کشیریں زبانی  
 مرا ابروے تو پیوستہ قبلہ      بسوے کعبہ و صخرہ چہ رانی

چہ چندیں در سرت حرص و موہبا

## محمد گشتہ توشیح فانی

گہ گہے گر بکوائے ما گذری  
 غمزہ اش ناو کے کہ پرواز د  
 اے کہ منکر ز شیوہ عشقی  
 اے مذکر چہ سپند خواہی داد  
 چوں تو خوبے کسے نشان ندید  
 سر و متدی و راست طبعی ہم  
 باشدے این طرف دے نگری  
 عمر جان خستہ را کند سپری  
 نیستی آدمی کہ رو تو خسری  
 تو کہ از سہر عشق بے خبری  
 کلکی و صف و چہرہ چو پری  
 گل قبا پوش و سیب سبز تری

اے محمد تو عشق باز کنوں

نیت کاین اوست تو دگری

۳  
آنکون

مکند محبت تو بر حلقہ دے  
 لب انگور تو با وہ چکانے  
 ہمہ آزادگی خواہند از حق  
 بے مقول و قاتل نیست پیدا  
 سہریں چوں کہ کمر بر مشل کاہے  
 اگر دنیائے حبشہ دش گرفتگی  
 منم گر پس روز ما دو عباد  
 خم ابروے تو محراب عامے  
 خدو حال تو با ہم صبح و شامے  
 ترا خواہم شوم کم تر غلامے  
 وے بر لب خون خوارا تہامے  
 عجب کاہے بود کہ راقیامے  
 بلاو کرد را مسکین سلاہے  
 وے در عاشقی ہستم اماہے

محمد نبی مرد ملامت

نہ در عاشقی مرد تہامے

۳  
بلاو کرد

ترا داد ندر روزے چند شماری  
 برو خوبے بہیں و بادہ را نوش  
 چہ بر خوردی ز عمر خویش یارا  
 چرا بر خویش خود را می گماری  
 گہے سمرت باش و گہے خمار ی  
 دے با خوب روے بر نیاری

۳  
جی نوش

بکوی می فروشان رو بگشتے      بکن باخبرویاں عہد یاری  
 ترا باخیر و شکر کس چہ کار است      بنقد وقت شوگر مرد کاری  
 ترا از مے نشد گر آبروی      بنزد عاشق میخورد و خواری

محمد گریبازی عشق بازی

تو آنکہ ابلہ و گاو و حمار ی

مرا با کس نمازہ صلح و جنگے      مرا اقامدہ از سر نام و ننگے  
 مرا معذور و اید اے فقیان      دلم پردہ جو آنے شوخ و شنگے  
 منم سر مست ہر بازار و کویے      نخورد کستم اگر چہ سے دینگے  
 خوشم ز آنچہ رسد از تو نگارا      ز لب لوسے و از عمرہ خدنگے  
 کنم من جان سپاری چون سازم      گرا ز برگ نوا بازیم رنگے  
 بجاں بازی مرا فرمان دہی گر      بیازم در زماں نبود درنگے

کہ از برگ نوا

محمد نیست نابودی مگر تو

ترا با کس نمازہ صلح و جنگے

بمثل ضم و فادارے ندید تم دگر ایے      بقا با داترا اے غم توئی یار و فادارے  
 مرا یاران ہی خواند سوئے باغ و بتا نہا      مرا بے گل رخے رستہ بیمنہ چند نوحاے  
 من آنکس را کہ می خواہم اگر با من نباشد او      چہ گردم من بہ گلزاراں چہ کار آید چمن پارے  
 مسلمانان مسلمانان از اں بی درد فریادے      دلش با مردماں با من چنانکہ بار بردارے  
 خیال جعد او کردہ مرار سوا بہر خسانے      پریشاں ساختہ بلکہ بہر کویے و بازارے  
 دلم بر بود و دلدارے تمم گارے و خوشخوارے      سرین اوست کہ سارے بر اں جعبش پارے

جہاں چو نہ بسر آید محمد مونسے باید

بمثل غم و فادارے نیابی در جہاں ایے

بیاکہ برہمہ خوبان شہر سلطانی  
 اگر تو ناز کنی سبکناں نیاز کنند  
 سزد کہ پیش تو خوبان کنند شناخوانی  
 وگر تو سر بفرازی رسد کہ شایانی  
 بیک کر شتمہ و چشمک دل از جهان روی  
 ہزار توبہ بگردم ز عشق کسیم تناس  
 ترا بدیدم و آمد بہ پیش حیرانی  
 چہ وروماست کہ دارم از نیچاں برد  
 چہ داغماست کہ دارم بینه پنهانی

اگر ز عشق کنی توبہ مردویں نہ  
 وراے عشق بود ہر چہ باشد آن فانی

کمند جعد تو بر حلقہ دای  
 فوای درو مطرب می نوازو  
 امیر اوست مرخا صے و عامے  
 ز غصہ ساقیم کمند سلاے  
 مرا یا راں منی داوند یاری  
 صبا حے حسندہ بز نخت بدخود  
 مرا شاہد نمی گوید پیامے  
 یہ گریہ میگز ارم نیز شامے  
 حدیث عشق نطق ما بہ بستہ  
 نمیدار درو اگویم کلامے  
 ہزار ان درو و غم را اختیار است  
 بقائے درو را باد انتظار است  
 ہماں سوہت دل را اہتمامے  
 وصال خوب رو ہم و خیال است  
 مراد عشق بازی ہست نامے  
 توئی شہرت سخن خوب روی  
 محمد را شوایے خواجہ غلامے  
 اگر خواہی کہ دانی عاشقی چیت  
 نہ نومردمان را انتظار است  
 نما توروے از بالائے بامے  
 بیاکہ خوب روی نیک نامی  
 تو صید عقل را ہستی چودامے  
 اگر تو دل ستانی باز ندہی  
 توئی درو لبری سختہ نہ خامے

مرا مردن روانہ بود محمد  
 مرا شاید کشد با صاف جامے

امروز مراست روزگارے  
 از گلبن او ببل خلیدست  
 الحمد خداے آسمان را  
 دیوانه دست او شدہیں  
 امروزمراست کاروبارے  
 اسے یا شفیق تیر خاے  
 بخشنده ذوق و رنگارے  
 دیوانہ دست او شدہیں  
 مہر جا کے ہست بادہ خوارے  
 واسند کہ ندارد او خماے  
 گویند کہ راست ہست کارے  
 از در و دروہم ہر کہ گوئی  
 دلہار ابریں شدہ قرارے  
 عشق من و حسن اوست ہوش  
 چون تو نبود و گر سوارے  
 نغمہ زن و گویے باز و سرکش  
 فراق ترا چون شکارے  
 اسی کج کلہ و بلند ہست

زیبا نبود بخاک پایت  
 بوج الفتح چه کس کہ ام بارے

مرا حق و او یارے دل پندے  
 تھے آشوب و لہا عشق بازے  
 کیے جزا کرا برو ہلاے  
 نخواستہ دجان من بروے مگر کہ  
 ظریفی خوب روئے نقشبندے  
 کیے زیں لالہ رخ سر و بلندے  
 یکے زہرہ سر اے مت و زندے  
 بسنود بر سرش ہم چوں پندے  
 تو منکر عشق را یار احب خوانی  
 غریبے احمقے بلکہ کلندے  
 ز راہ دوستی بد ہند پندے  
 مراغیشتاں و یاراں نیکخواناں  
 نمیدانند این مشتے ستوراں  
 مرا حق کردہ است خود ارجمندے  
 مراے دو سنا نم پلے بندے  
 مگر جعد و سرین او شد ستندے  
 کہ چوں من ہر طرف ہتند چندے  
 نہ من تنہا گرفتارم بدامش  
 مگر از زخم غمزہ در مندے  
 و لم رانیت از و آزار ہرگز

منم کز ویدگان خود بر شکم  
روا دارم بہر گردن کمندے  
محکم شکر حق را کن بھوے  
ترا حق داد ایسے دلیندے

اگر خواہی کہ ذوق درد گیری  
نہان می باز عشقش تا مگیری  
حکایت کردن و ناله گزیدن  
دوای درد باشد دل پذیری  
شہید بدر باشی ای جوان مرد  
بدر و ماہ روے گرمگیری  
نہاے عشق بازی ذوق دارد  
ہوا با خوش بران لیکس گیری  
ملاست نہ عزامت نہ ہے ذوق  
امیری نبطا ہر گرمگیری  
وقار و وقور عزت با تو باقی است  
اگر چہ خواجہ باشی یا وزیر  
زہے دروے کہ دار و دلپذیری  
زہے خمرے خمارے نے سلاخی

۳  
نسلات

محکم عشق بازے کہنہ بہت

ترا باید کز و این فن گیری

بہ لوح دل مرا نقش و نگارے  
مرا بہت از خیالات روزگارے  
بہر جا کہ یکے مرغ ہولے است  
ہولے عاشقان بوس و کنارے  
ہمہ کس دوکتے را برگزیدے است  
گزیدے تم جفاکارے نگارے  
مرا معشوق من مہسایے شد  
بجدا مندے شد معشوق جابے  
چہ طعنہ مہیند در عشق زاہد  
مرا ہم بود روزے روزگارے  
بدیدم تا مغے مہسایے خوارے را  
مرا افتاد باکے کاروبارے  
سرے بہادہ ام پیش چلیا  
مرا آن عزت و دولت کہ دادے  
پرستم ہر چہ یار من پرستدے  
مرا گروم برد را و خاکسارے  
اگر چہ بت بود یا سنگ خارے

نہا تہ ہیرا کے

جواں مرواز بہ سبر حق مرا گو  
گر قمارم نہا تہ ہیرا کے  
محکمہ در میان دو منداں  
ترا ہم سیکند ہر کس شمارے

چہ خوش باشد در ایام جوانی  
کند ہر یک دگر را لطف و یاری  
میان ماہ رویاں مہر بانی  
نہے عیش و خوشی و کامرانی  
میسر خلوتے گر با جوانے ست  
مرازاں محل شیریں تلخ میگو  
کہ نزدماست آن شکر نشانی  
کہ بریای عزیز خوار مانی  
ترا آن دولت و غرت کہ دادا  
دو چشم مست او غلطانت ہر  
دو صدر بخور را بے نا توانی  
ز دم دستے کہ دانم دل گرانی  
خیاں نعل تو مستانہ دار  
نہ ام مست شراب ار عنوانی

نہ کہ تزویر باشد چاہ جوئی

محمد عشق می باز و نہ سانی

اگر مسیرم بدرد مہر بانی  
سرے بر در نہادہ ماندہ امن  
مرا باشد حیات جاودانی  
تو دانی گر بخوانی یا برانی  
اگر خندہ زنی گلہا ببار  
و گر گریہ کنی ڈرے چکانی  
نمک حین تو دلالہ است مارا  
کند ناز و کرشمہ پاسبانی  
میان مانگنجد بزرگ ذوقے  
اگر داری تو حسنے پس بدانی  
ترا برو دو است ہر دو محراب  
فرضید شد نماز ما دو گانی  
وے ہاے اگر گرد و میسر  
تو آں دم را شمار از زندگانی  
اگر بوس و کنارے ہم پہنشد  
نہے عیش و خوشی و کامرانی

پدر و غم چہاں آسودہ ام من  
 نیا سایم چہیں در شاو مانی  
 ز چشم غلطانت رسید  
 نصیب من بلا و نا توانی  
 اگر تیرے زنی اے ترک غمزہ  
 رواں از سینہ و جاں بگذرانی  
 سرینے کاں نگارنا زمین است  
 کہے نہ بود بریں شکل و گرائی

محمد نظم میگوئی تو یانشہ

نبا شد نظم کس را این روانی

منی از حسن و خوب رونی  
 زیرا کہ تعبینہ تو اونی  
 تو از سرتا قدم جمالی  
 تو موسے دراز و مشک بونی  
 در تابش سچو آفتابی  
 جزا کمری و ماہ رونی  
 لطف و کرم است در تو بسیار  
 در توصفے است از حدونی  
 وصف دہن تو بہت یارا  
 ہر جا کہ زبان ز گفت و گوئی  
 تو منزل ما و من نیابانی  
 بوالفتح بہر بہت کہ پونی

آراستہ چنانکہ باید

افسوس کہ نیک شت غنی

ز مہر شمع رخ پروانہ واری  
 بسوزم گر کند این بخت یاری  
 بیک بوسہ دل مارا تو خوش کن  
 قفائے چند برگردن شماری  
 بھدا اندمرا عزت و مخرے است  
 کہ میرم بر در یارے بخواری  
 سگ دیوانہ ام کورا گزم من  
 کند با خاک کوئے یاری  
 تو از برگ نوارنگے نداری  
 تو چونہ میسکنی جان را سپاری

محمد عتقبا زکے کہنتہ تو

ہمارہ تشنہ و بر غرق کاری

نداری

جوان مردابداری وصف جو دی  
 ہمہ شب در خیالے زلف و خالے  
 مرا گوئی چه و نسب لم گرفتگی  
 چه گویم چشم تو چه شوخ و دیدہ است  
 ز مجنون عشق و از نسلی نظر با  
 بجز جو روحفا دیگر سبازی  
 مرا تو وعدہ کشتن بکردی  
 شراب و دراپر پر پیمیا

مگر لب بر لیم کیبار سو دی  
 بوہم خویش ای دل خوش غنودی  
 زوی چشمک بخندہ دل ربودی  
 ز مردم عقل و دین را وار بودی  
 حدیث یسلی و مجنون شنودی  
 تو عین درد غم بر اکشودی  
 کریمان را بود وعدہ بنودی  
 مرا مشیار گزار از حب بودی

محمد عشق را افسانہ بخش

ہمارا محنت و غم را نرودی

بہش

ندیدم در جہاں یائے زہم مثل در غم خوارے  
 علیٰ نذا چنین آمد کہ شخصے نیک سخم من  
 وفاے مینودی گریمش غم مرا شادی  
 نشان عاشق صادق اگر گوئی ترا گویم  
 ز رشک و غصہ می میرم امشوق جانے  
 ترا اے سرور سزہت کہ باقد بلندستم

نباشد در جہاں شخصے بش غم وفادارے  
 مرا یارے وفادارے و دلدار است غم خوارے  
 زہے یارے زہے چاکے زہے چاکے نہہ یارے  
 یکے از سوختہ رفتہ یکے زارے ترا زارے  
 از ان ہر یک نشان گوید مرا گل گشتہ خالے  
 اگرچہ راست میگوی ولیکن بے گل مارے

محمد را موس در سمر کہ او در سوز و غم میرد

نہ چہں پروانہ یک لمحہ ولیکن جاوداں آسے

اے ساقی مت من صفائے

اے سادہ سیا بوسہ و کناری

اے صاحب شتی و باغے

و اے مطرب خوش نوانوائے

و اے شاد و خلوتی حفائے

اے یار و رختی و ہوائے

سادہ پور

اے شیخ و قلندر و مولا  
 مارا سر سروری نباشد  
 اے زاهد استجاب و عوت  
 از بہر مزید عشق و دردم  
 باشم ہمہ روز و خیالے  
 ہر روز برم خیال وصلے  
 ایختہ وجود است عالی  
 بوالفتح دل از جہاں تو برگیر  
 اے مونس روزگار میکس  
 روز و سہہ بہت این شہود  
 میدار غنیمت اے جو نمود  
 اے خواجہ نشد مرا میسر  
 این اہل و ولد مرید و فرزند  
 مرغ و دم از قفسن قنادر  
 کے باشم من ز خود بر ایم  
 من باشم داود گر نباشد  
 امجد خدا کے آسمان را  
 مارا تو ماں کہ ما فتییم  
 طاؤس صفت پیش زانے  
 این جان من بہت وجوداں شد  
 بوالفتح بقدر وقت خوش باش  
 اے کوچک و نغزو باصغائے  
 ما یم سرے و خاکپائے  
 تسبیح بگو سخاں و عسائے  
 یک فاتحہ خواں با تجائے  
 من مانم و غرق آشنائے  
 ہر شام بگریہ و دوائے  
 الاکہ دوست ہو ملے  
 جانے نغم و بلے است و لا  
 تو در دریا کن و دوائے  
 نے مانم و من نہ تو بجائے  
 شو صوفی صاف باصغائے  
 ہر روز بمنزے و جائے  
 گشتند مرا چو بند پائے  
 روح قدسی اسیر سائے  
 پرواز کنم در اں فضاے  
 باشم در ورا و رائے  
 داریم صواب بے خطائے  
 در ملکیت قدس پادشائے  
 باقی تو بد اں جہاں خدائے  
 جز من مطلب بہر سرائے

جانے نغم و  
بلات

روح القدس

عشق

گر داری عقلی در اسے

وے دارم اسیر و قبلاے      تنے دارم گرفتار ہوئے  
 ہمہ کس اخیال غر و جاہ است      بماندہ خاطر مرا ابتلاے  
 مگر گرد و سر من خاک آن در      تنم چچید و پارہ بورایے  
 مرا ریشے میاں سینہ پختہ است      طبعیا اگر توانی کن دوائے  
 گرفتہ نبض خود و دیدم رگ جان      نماندہ ست در من امید بقائے  
 مگر یک بوسنہ خشد مرا یار      ز حسن لطف بہ نماید بقائے  
 جہانے تازہ یا بم جانکے نو      نہ بنیم بیچ گوئے فناے  
 ندارد سینہ من آرزوے      مگر میرم سرے در زیر پایے  
 دے رنجور دارم تپ بہین است      کنم از غیر حق من احتماے

محمد از ہمہ غمہا برستہ است  
 نماندہ در روش اندک ہوئے

الاے ساقی خوشخو صفائے      الاے مطرب خوش گو نوائے  
 چہ پندم میدہی ای زاہد وقت      مزید در و مارا کن دعائے  
 قمار عشق بازی او فرہ برد      کہ با معشوقہ می باز و دغائے  
 ابو الفقی از ہے دولت اگر او      دید و شنام و من گویم شنائے  
 اگر چہ نیت ممکن و صدف یار      مرا برابر و میدار و صباے  
 قوی گیسو دراز دست کوتاہ      کہ اندر ملک عشقی پاوشنائے

ز من از صد رویں پر سید گویم  
 خرابے بہت رنہے خود شنائے

فرما دمنم تو کہ شیرینی      باکوہ گرفتہ ام قرینی

گر عاشق کس شدی ضرورت  
 من عاشق تو تو یار معشوق  
 شیریں لب تست تلخ گفتار  
 ابروت بعینہ است قبلہ  
 گوئی کہ دو شہر یار سمرست  
 یک بوسہ ز دم بغیر اذن  
 با محنت و دروہم شینینی  
 مہتاب منم تو شمس و مہنی  
 شکر دہنی و زہرہ سینینی  
 وان غلطش چشم راتہ بینینی  
 دل زندہ بیکدیگر کسینینی  
 چندیں چہرہ ہی تو طاق بسینینی

بوالفتح خیانتتہ نذاری

السخن کہ مودوبی امسینینی

مثل تونہ دیدہ ام جوانے  
 از ناز و کرشمہ نیک دارد  
 او سرو قدے است گلخندار  
 او ماہ جبین بلال ابروست  
 او بلع و بہارتازہ روی است  
 زین چاکب دست شہسوار  
 با جہد و راز مومے ابنوہ  
 تا بر سر عشق برتر آیند  
 شیریں شفقتے شکر دہانے  
 میبازد خود بخود نہانے  
 بار یک کم سرین گرانے  
 جا دو گرے بہت سحر دانے  
 بالاش قیامت جہانے  
 زین تیز روے قوی کمانے  
 بزخانہ اوست نزد بانے  
 بینند جمال جاودانے

میگردد چشم بچومتے

می افتد بچونا تو انے

بسیتم نطق کا مرانی  
 خد کہ خوشیم و شادمانیم  
 با چنگ و رباب نائے و ذک  
 گشیم طواف شادمانی  
 نوشیم شراب ارغوانی  
 بارقص سرو گل فشانی

اندوہ ز ما بدور کردی  
دوری است ز ما بدور دوری  
مخشوقہ مرا بپر ہمارہ  
از کاشس و از دینخ انوس  
عشق و من و یار ہر سہ یکجاست  
در بوسہ و در کسار مانی

ہر یک زد گر جدا نباشد

بوا لفتح ہین است نگانی

خوش باد عشق و رجوانی  
او از تو نصیب خویش گیر  
خاصہ کہ بود نگار خوش خو  
گر پیر توئی تو او جو آنے  
از بصل ببت نصیب باشد  
مے خوردن شد مرا عبادت  
از چشم تو ویدہ شد اثر ما  
از چشم خوشت پدید آمد  
تعلیم بلند چہتہ شد

لغفح شدی تو پیر تو بہ

تا چند اسیر کو دکانی

اے پیر باز با جو آنے  
باریک بلے است و خندہ باز  
با دام بعینہ است چشمش  
بین تازہ و تر و گر جہانے  
شیریں و ہنہ شکر فشانے  
لب پستہ و شے است خوش رو آنے

۳  
باشد مانی

۳  
شوی

۳  
بید

۳  
از علم شو

ماہیت و لیک بالاحت  
 سرویت و لے پلال ابرو  
 سخیلے است و لیک کبک ز قفا  
 سینے است و لیک وین احمد  
 کفرے است و لیک کفر فرعون  
 او یوسف ثانی است بہیات  
 بو الفتح بگو کہ اسے محمد  
 او تنگ لب و کشادہ سینہ  
 روے تو بہشت را نمونہ  
 دریاست و لے بر آب حویاں  
 جعدے است دراز چھو پارے  
 او عاشق خوشستن ہمیشہ

۲۰

گوے کجا  
 رہندار

گر ہستی آں جہاں نباشد

او بہت فلاں کہ یا نے

مراد و دل خیال زلف و خاکے  
 مراد و دی بہ پیا یا صفا وہ  
 مرا مقصود بہوشی و مستی است  
 لب میگون او و ہم و خیالے  
 دوسہ و شام وہ در مجمع خلق  
 اگر تو پردہ از رخ باز گیری  
 میان مردمان افستد نظر با  
 دل من گشتہ از حالے بجاے  
 بجام زر بکن یا در سفاے  
 گرفتہ وقت من در ول بلاے  
 بدم برب رسد باشد محالے  
 مرا شہرت شود و عز و جہالے  
 جہاں نے بخبر گرد و جلا بے  
 کہے گوید فلاں است کس

فلاں کہ یا نے  
 فلاں کہ یا نے

۲۱

زند قمر برائے کشتن من      زمن ہم می شود زین کوش فائے  
 محکم برفس امید دارد      کہ چشم او کند باوقے قوائے  
 بزخم خجروش پارہ کند دل  
 شہید عشق گردم بے مثالے

خوشی و خرمی و کامرانی      فراغ و عیش و عشرت جاودانی  
 میسر می شود بلکہ معتدر      اگر نوشی شراب ارغوانی  
 ترا حسن و نیک ہر روز افزویا      مرا افزود مردم مہربانی  
 اگر باکہ سرینے خاطر تخواست      تلازمیش او تو پس بمانی  
 بخلوت بابتے فارغ نشستن      ابوالفتحاہمین است زندگانی

محکم این ہمہ گفتار توصیت

یکے اندر یکے شد نصیت ثانی

جان مرد اصباہے راضیائے      کنار و بوسہ دارم ہوا  
 من از لعل لببت دارم خراشے      بجز بوسہ و گرنہ بود ووائے  
 بلب جان آمدست کیوں نہ فرما      قریب الموت را فرما بقائے  
 ز لون زلف تو شب تار یک      بیک خندہ جہاں را شد جائے  
 تبسم کرد عالم نام او شد      ز یک چشمک دو وعدہ گونہ بلا  
 مرا در ولایت بنی دریاں دروغ است      کہ می گویند ہر دروے دوائے  
 اگر در داوخت عشق صبورا      نذر و صبر را ہم احتمائے  
 محکم لامکانست زانکہ اورا      نباشد هیچ تعینے بجائے

گہے در میکدہ واپستریںے

گہے در زہد و تقوی امثولے

۳  
مقرر

۲  
بنا

۳  
آمد

۳  
ز لون زلف تار یک  
تاریک عالم

لعل شیریں تو شکر بار سے  
 زلفِ توتار و شبِ یلد سے  
 بیچ سروے بمبشل قامت تو  
 دین و دنیا مرا چپہ کار آید  
 بوسہ لطف کر وہ چومرنج  
 گشت گلزار و باغ خوش باشد  
 در جہاں بیچ چہیز بہتر نیست  
 گر یہ پرسی محمد است عاشق  
 ہمہ گویند کیزبان آرسے

جوان من جوانے خود نامے  
 حریف من حریف خوب طبعے  
 نگار من نگار نقش بندے  
 بود گردم غبار خاک آن در  
 سر من زبیر پایش باد چوں خاک  
 بدر و عشق اگر مہیرم زہے کل  
 اگر یارے کشیدہ تیغ آید  
 دل و جان و سرو تن دین و دنیا  
 سوار من سوار باد شاہے  
 قرین من قرینے دلرباے  
 ندیم من ندیم با صفاے  
 نامداست در سرم جزا میں ہواے  
 ندار و در و من دیگر دواے  
 شہید عشق را باشد رواے  
 بنہ سر پیش او گو مر حباے  
 کنم در زیر پائے افسدے  
 محمد خویش را عاشق نہد نام  
 نہ دیدم آن چہاں یکے و ناماے

دیدم بہ کلیسیا نگار سے  
 مدمن خمرے خراب شکلے  
 زین درد کتھے شرابِ خواے  
 دیوانہ و شے نزار و زارے

نور حال

گفت از سر وقت خویش جانے  
 آنکہ بصفائے مے نگہ کُن  
 بر لوح وجود نبست نقشے  
 معنوں چہ کس است کیت سیلی  
 خسرو کہ بود کدام فرما  
 بہر چہ زین عزیز مصہر است  
 از چہ سبب است ہاں گرفتار  
 خود چاکر و پسندہ چہ شد  
 زین حال کے خبر ندارو  
 بنشین و شراب نوش باے  
 میں عکس جمال روے یارے  
 جز صورت نسخہ نگارے  
 گل چیت کجاست زخم خارے  
 تیریں بچہ گشت خوشگوارے  
 از کرد و یک غلام خوارے  
 یعقوب کہ بود رستگارے  
 محمود کہ بود شہر یارے  
 جز بنجرے شراب خوارے

بیشک بخدا محمد اینجاست

چوں احمد پاک حق گذارے

نبارہ

الا اے شاہد مہر و لقاے  
 الا اے صاحب تیریں کلاے  
 الا اے زائد مقبول و دعوت  
 الا اے شیخ بر سجادہ جاوہ  
 عفاک اللہ یا شیخ المشائخ  
 رسیدہ بانہا علم و یکن  
 بدریائے شدم غرق اسی فیقاں  
 طیباً زحمت خود را بدر بر  
 الا اے مطرب خوش خواناے  
 الا اے ساقی ساوہ صفائے  
 مزید در و مارا کن و عاے  
 نفس زن تا بدام اقتدماے  
 بروے خوب روے ابتلاے  
 نثار و در و عشقش انتہاے  
 نمودست ساحلش را اثناے  
 کہ در و عشق را نبود و واے

بمحمد اللہ محمد عارفی تو

شناسی قدر بیدل متلاے

بضرب لب سے خوش کردی بزخم غمخوہ آرزوی  
 جوان مست و چالاکی کزین میدان گوبروی  
 جوان مژانہ بینی تو کہ صافی ہست یا دُردی  
 ہمہ عالم ہوائے تو بس حسن نحو شستن فردی  
 مراے بت زمین بردی کنوں تو بسحہ و وزی  
 تنے زار و نزارے ہم بہر دم بادم سردی

گر آید عمر پایا نے نیابی عشق را غایت

نہ پیری تو نو د سالہ بدانکہ کو دک خردی

تزدادہ شنگاری مرا سکینی وزاری  
 نگارا خوبروئی تو جوانے خوب شکلی تو  
 رموز سحر ادانی توئی استاد جادوگر  
 ہوائے گل رخنے مارا بگرداند بگلزاراں

یہ روی است این چشم بہر جا وید خوبے را

گرفته نقش در خاطر کشد و نبالہ اش خوری

مادر و ہر چوں تو فرزندے  
 لعل شیریں تو شکر باے  
 عاقبت عاشقاں بد رو مسیئر  
 پیر گشتیم تو بہ بکس نیم  
 نیست از سیم وزرا اگر نقدے  
 جعد شنگوں شکل چہ آں  
 لب تو نیست بلکہ برگ ترے است

سیر رویت

بد رویت

بت نیست

اے محمد بدانکہ ماہِ دہر

کم بزا دست چوں تو فرزندے

عاشقاں گر گنند تو دیرے وار معذور کانت تدبیرے

توبہ ورزند نہ ہنم سائند تا فرود آورد بے شیرے

لعل شیرین او چہ تیز زبان بست شہد آمیز کرد تقریرے

اے محمد ترا میسر نیست راہ حق بے عنایت پیرے

بتلارا بہرچہ دست و ہر نکلند در رہ تو تقصیرے

حجداو پائے بند بولفتح است

این جنین رفتہ است تقدیرے

مرا افتادہ در خاطر کہ بر آیم ازیں ہستی

کہ اے طاووس جان من تو مرغ باغ قدوسکا

تو اے سیرغ باہمت چرا چوں صعوہ کردی

بسوی گلستان سبگر بروئے گل کہ منچند

بہاراں گلبنے خند و بہاراں بلبلیہ گریہ

برفتارے ہنادی پابجیرت ایتادہ خلق

شدہ دلالہ خود بیرون رقیب پاسبان خفتہ

گہے و راستی شادی گہے درخشم و لبونی

محمدمجنین باشد مراد من رود کارے

ز بدبختی خود دانم کہ خواہم مرد از سستی

نگار اسرو قد گلعداری

بخوابی کشتنم از درد محبہ راں

تو با ما راست گو در دل چہ داری

نہے دولت بوصول آرزوہ داری

ترا در سر سیمہ ناز است و شوخی  
تو فالخ از ہمہ سبب زاری  
ترا جز ناز و غمہ شیرہ نیست  
پس دیوار و پیش در بخواری  
نماندہ چارہ الا کہ مسیرم  
شدی گرد پس کوه سرینے  
تعالی افتد کہ چون تحفہ نگاری  
مرا عجز است و مسیکنی وزاری  
ضرورت ہر طرف پس سنگاری

محمد عتقبازاں راست شہرے

نبا شد عاشقے از در و عاری

بر لعل ببت سیاہ خاے  
اے قد بلند و پست زلفین  
یک خندہ زوی و عشوہ وادی  
تنگ و ہنست کہ پر شکر ہست  
بر ہم لب من لب تو حاشا  
کاین است محال در محالے  
افزودہ جمال بر جسمالے  
اے صورت قدس رامثالے  
گشیم از وز حال و حوالے  
بیرون است ز وہے و خبالے  
بو الفتح بوقت عیش و شباش

بحال و حالے

گذار ہواے جاہ و مالے

## مثنوی

محمد چوں تو در عالم ندیدم  
دریں دوراں تو تنہا بے نظیری  
توئی مستے خرابے عتقبازاں  
توئی پیرمغان پیشواے  
ترا در عاشقے نام بلند است  
ترا در خور زوی را ہے پسند است  
نہ از کس مثل تو جاے شنیدم  
تو سلطانانہ محتاج وزیری  
توئی رندے لوندے سرفرازے  
توئی در بیت پرستی رہنماے

تو خود بیگانه از خویش و خویشان  
 یکے خود کا منہ بد خو کیسے  
 ترانے نام و سنگ جاہ و جاگیر  
 تو خوباں را یا موزی کر شمشیر  
 نہال بت پرستی را تو بسنیاد  
 ہمیشہ بر در خمار شسته  
 کنی بر قاضی و مفتی تمسخر  
 جس بانگ موزن را برابر  
 ترا پیوستہ ابرو سے تباہ شد  
 بہر وجہ تو رواج بت نصابی  
 چرادادی مکن رو سے تباہ را  
 ترارو سے تباہ شد آئینہ سار  
 صفائے بادہ را نظارہ کردی  
 تو عین و عکس را یکجا نہادی  
 تو خود را از وجود خود بدر کن  
 چه باشد بلی و جنوں کد ام است  
 محمد عیسیٰ و موسیٰ و آدم  
 رہ آدم اگر البیس میزد  
 خدا یا این بلا و منت نہ از دست  
 بر آد آفتاب ما پہان است  
 تو خود دیوانہ گشتہ پریشان  
 یکے پس ماندہ کم از خیسے  
 ترانے عقل و ہوش و راہ تدبیر  
 نہی برو سے مرویاں تو و سمہ  
 نہائی راہ گراہی تو استاد  
 نہ خم را لب ما پاک شسته  
 کنی از زاید دعا بد تنفس  
 کنی تو کفر را بادیں سرا سر  
 بجائے قبلہ این ایمان جان شد  
 گمے صافی شوی گا سے کبابی  
 ز شخصت یافتی عکس و نشان را  
 بہ میں عین الیقین مقصود و میرا  
 بدستے نسخہ سادہ بہ بروی  
 تو سر غیب را از سر کشادی  
 پس آنگہ سو سے بت رویان نظر کن  
 ز لیا جیبی و یوسف غلام است  
 یکے اندر یکے شد اسم اعظم  
 بگو البیس را کہ مسیکند رو  
 کہ تخم ہر بلا از دست تو رست  
 خلاف مطلعش سر سے نہان است

شخص

زبان را تو ازین گفتار گرد آ

تورخت خود ازین بازار بردار

## رباعیات

پروانہ چراغ دید شد دیوانہ  
از خویش بشد بیچ پروانہ  
از خود بہ بریدستی خویش بدید  
شد عین چراغ آتش و پروانہ

پروانہ چراغ دید گفنت کہ منم  
گر روزے چند صورتے بود جدا  
با آتش عین بہت جان و تنم  
بالحق حقیقت است کان جہلنم

در کوئے خرابات منغان پریم  
من ہرچہ کنم روا بہت ولیک  
در مجلس طامات جوانے مسیرم  
شیخی است محمد بے تزویرم

بے شمع رننے اگر نہ سوزم چہ کنم  
چوں عکس ہے زہر در چشم آید  
صد پارہ دے شدہ ندوزم چہ کنم  
اے مردم اگر نمی فسروزم چہ کنم

از درد فراق اگر نہ سالم چہ کنم  
میگوئی با توام نہ ام ہرگز دور  
روز و شب اگر نہ در خیالم چہ کنم  
در عین حضور بے وصالم چہ کنم

دل در پے دلبرے پیوید چہ کند  
دل آئینہ عکس بت درو شد پیدا  
از درد فراق جاں بخوید چہ کند  
دل خود را عین بت نگوید چہ کند

۱۔ بروز کینہ بہت و سوم ذی الحجہ ۱۰۰۰ ہجری قمریہ آوردند ۲۔ بروز جمعہ بہت و ہشتم ذی الحجہ ۱۰۰۰ ہجری قمریہ آوردند  
۳۔ ایضا کہ ایضا۔

بیدر و مباد، هیچ فروے نامر و مباد، هیچ مروے  
بیدر و مباد، هیچ وقتے بے وقت مباد، هیچ دروے

معتوقہ اگر کتاب داری معشوس دل سیاہ داری  
معتوقہ بو کتاب حاشا بازنگی و بربری چہ یاری

معتوقہ من کتاب من شد بستہ دل من بد و شاد است  
گوئی کہ مرا بہ عاریت وہ معتوقہ بباریت کہ داد است

### تمام شد

دیوان عاشق شہباز سرافراز مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصباوق سید محمد یوسف  
الملقب بگلیو دراز قدس اللہ سرہ العزیز کہ مسمیٰ انیس العشاق است۔

## غلطنا دیوان انیس العشاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	دلک	دلک	۶۶	۲۱	سودا	سودہ
۳	۸	دوتا کردہ	دوتا کردہ	۷۰	۱۵	نکار	نکار
۳	۱۲	نماند	نماند	۷۲	۹	دیوانہ	دیوانہ
۳	۱۶	مصطفوی	مصطفوی	۷۶	۲۰	روا بے نور	رو بے نور
۴	۳	بجرد و مطالعہ	بجرد و مطالعہ	۷۷	۲۱	مرد	مرد

پہانی	پہانے	۹	۷۹	بے اذکار	بے دکار	۲۱	۶
ضعف	ضعف	۱۱	۷۹	بارے	باری	۱	۹
بوس	بوسہ	۱۲	۷۹	بیمیرم	بیمیرم	۱۳	۱۰
بیتیم	بیتیم	۱۶	۸۳	درعجب	درعجب	۶	۱۳
حزیم	حزیم	۱۷	۸۷	یکے شد	یکے شد	۲۰	۱۶
سے	یسے	۱۸	۸۷	باشد ہم	باشدی ہم	۲	۱۸
رامی شتابد	رامی شتابد	۲۰	۸۷	بذل	نذل	۱۷	۲۰
فضل	فصل	۲۰	۸۹	سوختہ	سوختہ	۶	۲۱
بخش وخواہ	بخش خواہ	۱۵	۸۹	ستے	سے	۱۲	۲۲
مغسلے	مغسلے	۱۳	۹۰	بیرم	بیرم	۱۱	۲۳
درمہر	درمہر	۱	۹۲	گردادہ حق ترا	گردادہ حق قرا	۱۳	۲۳
بیرازی	بیرازی	۵	۹۶	آن بیرم	آن بہ بیرم	۵	۲۵
میرم	میرم	۱۹	۹۷	شد	شدہ	۱۷	۲۶
بہرآن	بہرآن	۷	۹۸	کہ مہرینے	کہ مہرینی	۱۶	۲۷
میگذازم	میگذازم	۹	۹۸	بے	پہ	۲۱	۲۷
گراٹیم	گراٹیم	۱۳	۱۰۳	بے فگار	بے نگار	۱۵	۲۸
دلبری	دلبری	۱۲	۱۰۶	انفعاے	انفعاے	۱۰	۳۰
بے	بے	۸	۱۰۸	بلاے	بلاے	۱	۳۵
محرمی	محرومی	۱۱	۱۱۷	شستند	شستند	۱	۳۱
فراقے	فراقے	۱۰	۱۱۹	ابوالفتحجال	ابوالفتحجال	۲	۳۲
میرے	میری	۸	۱۲۲	کہ	کہ	۲۱	۳۳
گو	گرے	۱۰	۱۲۳	آزاد	آزار	۱	۳۳
گردار	گردار	۱۹	۱۲۵	نمیدانم	نمیدانم	۷	۳۴
فتوحے	فتوحے	۶	۱۲۷	میگوانست	میگوانست	۵	۳۸
بوسے	بوسے	۹	۱۳۵	رسد	رسد	۱۶	۵۱
یارے عزیزے	یار عزیزے	۸	۱۳۹	بے	بے	۶	۵۲
بارے	بارے	۱۶	۱۴۱	چہ لطف وارد	چہ وارد	۷	۵۷
کنارے	کناری	۲۰	۱۴۱	جوبے	جوبے	۹	۶۳
چنانکہ	چنانکہ	۳	۱۴۵	کہ	کہ	۱۳	۶۳



حافظ محمد حامد صدیقی

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف نے

عہد آفرین برقی پریس (حیدرآباد کن)

میں چھپوا کر دفتر کتب خانہ روضتین گلبرگہ سے شایع کیا

ملنے کا پتہ

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ









